سلسلہ ثانی
فسانہ لندن
ترجمہ مسٹریز آف لنڈن
1952
CHECKED 1956
پبلشر لال برادرز
مترجم تیرتھ رام فیروزپوری
اشاعت ثانی
حقوق محفوظ

رینالڈس کے مشہور ناولوں

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	
مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)	فسانہ لنڈن (۷ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
″ (سلسلہ ثانی)	″ (۲۲ حصے)	″	۲۲۰۰	[illegible]
سمیسٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سیرد	۵۱۹	[illegible]
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۶۸	[illegible]
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
مے ڈلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی۔ ایم کمار	۱۳۶	۱۲/
لیلی یا سٹار آف منگریلیا	فسانہ الدین ولیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۷	[illegible]
برونز سیٹچو	لعبت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۷۲۴	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی۔ اے	۱۴۸	۱۲/
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۴	[illegible]
سولجرس والف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشمی دت صاحب عابر	۱۴۴	۱۲/
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نرائن صاحب اثر لکھنوی	۲۵۶	[illegible]
نیکر منیبر	اسرار (۲ حصے)	منشی سعید الدین احمد صاحب	۳۶۴	[illegible]
ویگزدی دیرولف	ویگز ولنیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۲۲۵	[illegible]
ماسٹر موتھیر بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی [illegible] صاحب مرحوم	۲۶۱	[illegible]
کینتھ	پاداش عمل (۳ حصے)	مولوی [illegible] صاحب	۱۱۰۰	[illegible]
میری پرائیس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی فدا رحمن علی صاحب	۱۱۱۰	۱۲/
الفرڈ	شاد کام	منشی امجد حسین خاں صاحب مرحوم	۲۱۰	[illegible]
لز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔ اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
ٹیاک ڈجیس	شام جوانی (دو حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	۱۵/
فشرمین	نیرنگ	سید احمد شاد صاحب لکھنوی	۹۵	۸/

لال برادرس، ۷۔ پارسنز روڈ لونٹھا۔ لاہور

سلسلہ ثانی — سولھویں جلد

فسانہ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر

رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۰ء

لال برادرس

۷، پارسنز روڈ - نولکھا - لاہور

[illegible] پریس لاہور میں باہتمام

اشاعت اول

قیمت ۱۲ ار

فہرست مطالب

باب	مضمون	صفحہ

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

سولہویں جلد

باب ۱۴۳ سوزن عشق - ایک کہانی (آخری حصہ)

واقعات مذکورہ کو چار ماہ کا عرصہ گذر گیا - اور اس دوران میں جولیا کی ایک بار بھی اپنے گمنام محسن سے ملاقات نہ ہوئی - اور نہ اس عرصہ میں اس کے والد کا وہ مقروض شخص ہی اُس سے ملنے آیا - جس کی دیانت داری اور فیاضی نے اُس کے حالات میں موجودہ خوشگوار تبدیلی پیدا کر دی تھی - ایک بار وہ مسٹر رچرڈسن وکیل سے خود ملنے گئی - اور اُس نے درخواست کی - کہ آپ مجھے اُس شخص سے ملا دیں - جس کی مالی عنایات میرے لئے بدرجہ انتہا موجب رحمت ثابت ہوئی ہیں - مگر وکیل نے خشک سا جواب دیا - کہ "وہ ایک طویل بحری سفر پر روانہ ہو گیا ہے" - یہ جواب جولیا کو ناگوار گذرا - اور وہ پریشان خاطر مکان کو واپس آ گئی -

ایک روز رات کے وقت ... غالباً سنیچر کی رات کا ذکر ہے - نو بجے کے قریب ایک گاڑی جولیا کے مکان کے سامنے رکی - اور کسی نے صدر دروازہ پر زور سے دستک دی - خادمہ جو تین دن کی چھٹی لیکر دیہات میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئی ہوئی تھی - اور اُس کے پیچھے عارضی طور پر ایک نو عمر لڑکی کی خدمات حاصل کی گئی تھیں - جو گھر بند نہیں ہوا

تھی۔ اس لئے وہ بھی دن بھر کا کام ختم کر کے اپنے مکان کو چلی گئی تھی۔ اور میری بالائی منزل پر بہن کی خوابگاہ کے ساتھ والے چھوٹے کمرہ میں سو رہا تھا۔ ان حالات میں جولیا کو خود جا کر دروازہ کھولنا پڑا۔ اور اسے یہ دیکھ کر سخت حیرت اور خوشی ہوئی۔ کہ بالاتفاق جو پراسرار طریق پر کرایہ کی گاڑی سے اترا وہ لیڈی کیرولائن جرننگہم کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ اس خاتون نے گاڑی سے اترتے ہی کرایہ ادا کر کے گاڑی بان کو رخصت کر دیا۔ مس مرے نے جب اپنی نیک نہاد سہیلی کو دروازہ پر کھڑا دیکھا۔ تو بہت خوش ہوئی۔ اور اسے ساتھ لئے نشستگاہ میں پہنچی۔ جہاں آتش دان میں خوشگوار آگ جل رہی تھی۔ کیونکہ اگرچہ اپریل کا مہینہ تھا۔ تاہم راتیں عموماً موسم سرما کی طرح سرد تھیں۔ اس جگہ میں دوبارہ یاد دلا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس رات کے بعد جب کہ جولیا لیڈی کیرولائن سے اس کے مکان واقع ہینوور سکوئر میں اس کے رقعہ کے مطابق ملنے گئی۔ اور وہاں اس سے دوستی کا عہد کر کے آئی تھی۔ اس کی آج تک اس سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اس واقعہ کو اب قریباً پانچ ماہ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور اب رات کے وقت شمع کی روشنی میں جولیا نے اس امیرزادی کے چہرہ کو غور سے دیکھا۔ تو اسے خیال آیا۔ کہ اس کی رنگت پہلے سے بہت بدلی ہوئی ہے۔ چہرہ کی رنگت زرد تھی۔ اور اس پر فکر و تشویش کے آثار ظاہر تھے۔ ہونٹ سیاہ۔ آنکھوں میں وہ اگلی سی چمک بھی موجود نہ تھی۔ آتش دان کے قریب ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے حسین امیرزادی نے کہا۔ میری پیاری جولیا مدت سے آنے آنے کو کہہ رہی تھی۔ مگر بیماری اور دیگر تکالیف کے باعث نہ آسکی۔ پھر جلدی ہی وہ کہنے لگی۔ بہرحال تم اس بات کا یقین رکھو۔ کہ میں نے اس عرصہ میں تمہیں فراموش نہیں کیا اور تمہاری بدلی ہوئی حالت تو ایسی کہ مجھے دلی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ جولیا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے لبوں سے لگاتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ سب لیڈی شپ کی عنایات کا نتیجہ ہے۔ جن کے بارے میں کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ لیڈی کیرولائن نے جلدی سے کہا۔ جولیا تم مجھے ان دنیاوی القاب سے مخاطب نہ کرو۔ اور پھر وہ تلخی کے لہجہ میں کہنے لگی۔ اے کاش میں امیرزادی نہ ہوتی۔۔۔ اے کاش میں کسی مزدور کی بیٹی ہوتی۔ کہ دنیا کی ہزاروں نگاہیں میری طرف لگی رہتیں۔ یہ کہتے ہوئے اس حسینہ نے اپنے دونوں ہاتھ ذہنی اذیت کے عالم میں ملائے۔ جولیا نے کہا۔ جان

"پیاری لیڈی کیرولائن آخر آپ کو کیا تکلیف ہے کہ اس قسم کی باتیں کہتی ہو۔ جو
معاملہ ہو بیان فرمائیے۔ تاکہ اگر میری ناچیز خدمات کسی طرح آپ کے کام آسکیں۔ تو میں
انہیں پیش کردوں۔" لیڈی کیرولائن نے اس طرح متفکر نگاہ سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
گویا ڈرتی تھی۔ کوئی غیر میری بات کو سن نہ لے۔ کہا۔ "جولیا۔ تم نے ایک بار مجھ سے
وعدہ کیا تھا۔ کہ خواہ تمہاری خاطر دن رات ایک کرنا پڑے۔ تو بھی تمہاری امداد سے
دریغ نہ کرونگی۔" جولیا زوردار لہجہ میں بولی۔ "میری عزیز لیڈی بے شک میں نے یہ وعدہ
کیا تھا۔ اور میں اب تک اس کی پابند ہوں۔ دن ہو یا رات میری خدمات ہر وقت آپ کے
لئے حاضر ہیں۔ آپ جو کچھ حکم دیں۔ مجھے اس کی تعمیل میں سرمو انکار نہیں۔" لیڈی کیرولائن فکر
کے لہجہ میں پوچھنے لگی۔ "اس کمرہ میں کسی غیر کے آنکلنے کا اندیشہ نہیں؟" جولیا نے جواب دیا
"بالکل نہیں۔ کیونکہ گھر میں میرے ننھے بھائی کے سوا جو پاس کے کمرہ میں سو رہا ہے۔ ہم دونو
ہی موجود ہیں۔" کیرولائن خوش ہو کر اس انداز سے گویا ان کلمات کی بدولت اس کے دل سے
ایک بھاری بوجھ اٹھ گیا ہو۔ کہنے لگی۔ "خدا کا شکر ہے۔" جولیا بولی۔ "میری فیاض محسنہ
میں دیکھتی ہوں۔ کہ کوئی خفیہ اور خوفناک غم آپ کے دل میں جاگزین ہے۔ میں التجا کرتی
ہوں۔ مجھے اس سے بے خبر نہ رکھئے۔ اگر کوئی ذریعہ ایسا ہو کہ میں آپ کی خدمت کر
سکوں۔ تو میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں گی۔ کہ آپ نے مجھ پر جو عنایات کی ہیں مجھے
ان کا شکریہ عملی طور پر ادا کرنے کا موقع حاصل ہوا۔ یا اگر میری ناچیز ہستی کسی طرح بھی آپ
کی خدمت کے قابل نہ ہوئی۔ تو اس صورت میں کم از کم آپ کے لئے ذریعہ تسکین ہی بن
سکوں گی۔" امیرزادی نے کہا۔ "پیاری جولیا۔ مجھے اس وقت ایک سچے دوست کی ضرورت
ہے۔ کیونکہ کبھی کوئی بدنصیب عورت ایسی پریشانی کی حالت سے نہ گذری ہوگی جیسی
اس وقت میری ہے۔ گذشتہ چند ہفتوں سے میری زندگی کسی دیوانہ شخص کی طرح بسر
ہو رہی ہے۔ میں ہر وقت اپنے کمرہ میں ہی رہتی تھی۔ اگر کوئی پوچھتا۔ تو بیماری کا بہانہ کر
چھوڑتی تھی۔ اگرچہ اس کے باوجود میں نے کسی ڈاکٹر کا مشورہ لینا بالکل منظور نہ کیا۔ جو بیمار
کہنے کا معاملہ ہے۔ خوش قسمتی سے والد چند دن کے لئے دیہات میں رشتہ داروں کے
پاس گئے ہیں۔ اور میری اپنی خادمہ رازدار اور ہر طرح قابل اعتماد ہے۔ اس لئے گھر میں کسی
کو میرے یہاں آنے کا علم نہیں۔ اور یہاں آنے سے بھی میری تمام امیدیں وابستہ تھیں

"جولیا۔ جولیا کیا اب تک تم میرا مطلب نہیں سمجھی ہو؟" ۔ یہ کہتے ہوئے دل شکستہ امیرزادی اُس غریب عورت کے قدموں میں گرکر انتہا درجہ کے ذہنی رنج والم کی حالت میں دونو ہاتھ التجا کے طور سے جوڑے ہوئے کہنے لگی "جولیا میری عزت... میرے خاندان کی عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ نہیں میری زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ اگر میرا راز افشا ہوتا ہے۔ تو میں جان سے گذر جانا اس سے ہزار درجہ بہتر سمجھتی ہوں" جولیا کے دل میں خوف پیدا ہونے لگا۔ کہ یہ بے جوڑ کلمات کیا معنی رکھتے ہیں۔ کہیں میری سہیلی کے دماغ میں فتور تو نہیں آگیا۔ کہنے لگی "میری عزیز خاتون یہ فرمائیے۔ میں کیا خدمت ادا کرسکتی ہوں۔ اس کا میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ مجھ سے جو کچھ بھی ہوسکیگا۔ اُس سے ذرا کوتاہی نہ کروں گی"۔ بدنصیب امیر عورت ذہنی اذیت کے عالم میں دردناک طریق پر کہنے لگی "تم پوچھتی ہو میں کیا خدمت کرسکتی ہوں ہائے جولیا کیا اب تک تم میری حالت کو نہیں سمجھیں؟ ۔ کیا اب تک تمہیں معلوم نہیں ہوا۔ کہ میں ایک بچہ کی ماں بننے والی ہوں"!

ان الفاظ نے جولیا کے کانوں تک پہنچ کر اُس کے دل ودماغ کو اتنا بھاری صدمہ پہنچایا۔ کہ وہ تہوڑی دیر کے لئے سناٹے میں آگئی۔ حتیٰ کہ شروع میں اُس نے خیال کیا۔ میں نے ان الفاظ کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ بدنصیب کیرولائن نے اپنی غریب سہیلی کی خاموشی اور تحیر کو کسی اور بات پر محمول کیا۔ اب تک وہ التجا کے انداز سے بیٹھی تھی۔ مگر اب اُسے خاموش دیکھ کر سیدہی کھڑی ہوگئی۔ خاندان ولنگٹن کا تکبر آمیز نیلا خون رگوں میں جوش مارنے لگا۔ چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور جوش میں بھر کر بولی "میں تمہاری خاموشی کا مطلب سمجھ گئی۔ تم میرے راز کو سن کر مجھ سے نفرت کرنے لگی ہو۔ اور غالباً اس فکر میں ہو کہ تمہارے لئے میری پردہ پوشی کرنا غیر ممکن ہے۔ خیر اس کا مضائقہ نہیں۔ میں ابھی تمہارے گھر سے جس طرح بھی ممکن ہے۔ رخصت ہوجاتی ہوں۔ مگر اتنی درخواست کرتی ہوں۔ کہ جو راز میں نے حماقت اور ناعاقبت بینی کے اثر میں تم پر ظاہر کردیا۔ وہ کسی اور کے کانوں تک نہ پہنچے" ان لفظوں نے جولیا کی مہر سکوت کو توڑ دیا۔ کہنے لگی "الٰہی! یہ میں کیا سن رہی ہوں! ملامت کے الفاظ اپنی جان سے عزیز سہیلی کی زبان سے!" ۔ اور پھر ایک بہن کی سی گرمجوشی کے ساتھ اُس بدنصیب خاتون سے بغل گیر ہوکر وہ کہنے لگی "نہیں کیرولائن آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں اگر خاموش رہی۔ تو اُس کا

باعث وہ نہ تہا۔ جو آپ نے سمجہا۔ بلکہ میری خاموشی کا موجب دلی رنج والم تہا۔ لیکن جان سے پیاری محسنہ یقین جانو۔ مجہہ سے جہاں تک ممکن ہے آپ کی امداد سے دریغ نہ کرونگی۔ جو خدمت میں کر سکتی ہوں۔ حاضر ہے۔" لیڈی کیرولائن کچہہ تو اپنے ذہنی اضطراب اور کچہہ اُن حوصلہ فرسا جذبات کے زیر اثر جو اُس کے سینہ میں جولیا کی فرضی سرد مہری کی بدولت پیدا ہوگئے تہے۔ اور جنہوں نے اُس پر ایک خطرناک سی حالت طاری کردی تہی۔ تہک کر اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پیاری سہیلی میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" جولیا اب تک حیران تہی۔ کہ مجہے کیا کرنا چاہئے۔ گہبراہٹ میں ہاتھ ملتے ہوئے کہنے لگی۔ "میں نہیں سمجہہ سکتی اب ہم کیا کریں۔ وہ کونسا طریقہ ہے۔ جس پر میں آپکو مدد دوں۔" لیڈی کیرولائن نے ان لفظوں کو سنکر اوسان بحال کرتے ہوئے جلدی سے کچہہ ہدایات دیں۔ جن کی فوراً تعمیل کی گئی۔ جولیا اُسے سہارا دیکر اپنی خواب گاہ میں لے گئی۔ اور ٹوپی اور شال پہن کر قریب ترین ڈاکٹر کو بلانے گئی۔ حسن اتفاق سے ڈاکٹر گھر پر مل گیا۔ اور جولیا اُسے ساتھ لیکر عین اُس وقت مکان پر پہنچی۔ جب اس کی خدمات کی سخت ضرورت تہی۔ مختصر یہ کہ اُس رات لیڈی کیرولائن جرننگہم کے بطن سے ایک خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ اگرچہ وضع حمل قریباً ایک ماہ قبل از وقت تہا۔ اور وہ خاتون گذشتہ کئی ہفتوں سے اپنی حالت کو پوشیدہ رکہنے کے متعلق ضروری احتیاطیں عمل میں لانے کے باعث کئی طرح کے خطرات سے گذر چکی تہی۔

ڈاکٹر کو جولیا نے اپنی سہیلی کی خاطر نہایت معقول معاوضہ دیا۔ کچہہ تو اس لئے اور کچہہ اس وجہہ سے بہی۔ کہ وہ ایک دور اندیش آدمی تہا۔ اور معلوم کر چکا تہا۔ کہ زچہ سوسائٹی کے اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکہنے والی عورت ہے۔ اُس نے اُس معاملہ کی رازداری پر آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ اُس نے بیان کیا۔ کہ میرے ہمسایہ میں ایک غریب عورت رہتی ہے۔ جس کے شیر خوار بچہ کا حال میں انتقال ہوگیا ہے۔ وہ خوشی سے اس بچہ کی پرورش کیا کریگی۔" لیڈی کیرولائن بہی اس قدر بہی سنبھل چکی تہی۔ کہ اس مشورہ میں حصہ لے سکے۔ اس بارہ میں کچہہ ظاہر کئے بغیر کہ وہ کون ہے۔ اس نے کہا "ڈاکٹر صاحب اگر آپ نے انتظام مکمل کردیا۔ تو میں آپ کو نہایت معقول معاوضہ دونگی۔" ڈاکٹر فوراً ہی اس معاملہ کو طے کرنے کے لئے روانہ ہوگیا۔ اور قریباً ایک گہنٹہ کے عرصہ میں ایک خوبصورت تندرست جوان

عورت کو ساتھ لیکر واپس آیا - جو اس بچہ کو اپنی حفاظت میں لینے کے لئے آمادہ تھی اس عورت کا نام مسز پورٹر تہا - اور وہ ایک مزدور کی بیوی تہی - وہ جولیا کے مکان سے قریباً نصف میل کے فاصلہ پر رہتی تہی - لیڈی کیرولائن کے پاس کافی نقدی موجود تہی - لیکن اگر نہ ہوتی - تو اس کی سہیلی ضروری رقوم خود مہیا کرنے کے لئے آمادہ تہی - امیرزادی نے مسز پورٹر کو بیس پونڈ پیشگی دئے - مگر جب اس کا نام اور پتہ دریافت کیا گیا - تو اس نے کوئی فرضی نام بتادیا - آخر وہ اپنے بچہ سے جدا ہوئی - اگرچہ یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا - کہ اپنے لخت جگر سے جدا ہوتے وقت اس کے دل پر برچھیاں سی لگ رہی تھیں - اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری تھے -

وہ رات جولیا مرسے نے بڑے ہی رنج و قلق میں بسر کی - دوستی کا حق ادا کرنے اور ادائے شکریہ کی خاطر وہ ایک ایسے فعل کی اعانت کر چکی تہی - جسے اس نے فرصت کے وقت سوچا - تو ایک خوفناک جرم سے کم نظر نہ آیا - اس کی پاک روح کو اس خیال سے سخت صدمہ پہنچا - کہ ماں نے اپنے بچہ کو پیدا ہوتے ہی ایک اجنبی عورت کے رحم پر چھوڑ دیا - اگرچہ وہ حالات جن میں یہ کام کرنا پڑا - مخصوص تھے - پھر جب لیڈی کیرولائن نے دریافت پر غلط نام اور پتہ بتایا - تو اس سے بہی راست باز جولیا کو سخت صدمہ ہوا - اور ساتھ ہی اس کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا - کہ اگر کسی طرح یہ معاملہ ظاہر ہوگیا - تو میری بہت سخت بدنامی ہوگی - یہ سب خیالات اور اندیشے اس وقت اس کے دل میں پیدا ہو رہے تھے - جب ڈاکٹر اور مسز پورٹر رخصت ہو چکے - اور لیڈی کیرولائن محو خواب تہی - لیکن اس کے باوجود وہ اپنے دل سے ان خیالات کو جو اس کی امیر سہیلی کے احترام کو اس کی نظروں میں کم کرنے والے تھے - دل سے دور کرنے کی کوشش کرتی رہی - کیونکہ ایک تو وہ اس کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتی رہی تہی - اور دوسرے ایک عورت کو دوسری کی پریشانی اور مصیبت میں رحم اور رفاقت کا احساس پیدا ہونا قدرتی ہے - صبح کے وقت جب کیرولائن بیدار ہوئی - تو اس نے دیکھا - کہ جولیا سرہانے بیٹھی نگہداشت کر رہی ہے - رات کی نیند نے اس بدنصیب خاتون کو مفرح کر دیا تہا - اور بدن میں بہی کسی قدر توانائی آنے لگی تہی - اس کے علاوہ دل کو جس بات کی سب سے زیادہ فکر لگی ہوئی تہی - وہ بہی رفع ہو چکی تہی - پس اس نے صداقت آمیز لفظوں میں جولیا مرسے کا

شکریہ ادا کیا۔ اور اس وقت اس اعتماد کی حالت میں جو دونوں کے درمیان پیدا ہو چکا تھا۔ کیرولائن نے اپنی سہیلی کو بتایا۔ کہ "مجھے اپنے چچازاد بھائی سے جو بحری فوج میں لفٹنٹ ہے۔ محبت ہو گئی تھی۔ لیکن میری مغرور ماں نے اس شادی کی بزور مخالفت کی۔ اگرچہ میرے بھائی مارکوئس آف ولنگٹن کو اس پر اعتراض نہ تھا۔ آخر کار میری ماں نے خفیہ طور پر کوشش کر کے میرے دلدار کو کسی ایسے جہاز کے ساتھ جو دور جا رہا تھا۔ باہر بھجوا دیا۔ جس وقت ہم ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے لگے۔ تو اس جدائی کی روح فرسا تکلیف میں میں ہیجان جذبات کا شکار ہو گئی۔" اس داستان کو سن کر جولیا کی آنکھ میں آنسو بھر آئے۔ کیونکہ وہ خود بھی محسوس کرتی تھی۔ کہ درد فراق کی تلخی کیسی ہوتی ہے۔ اسے یاد آگیا۔ کہ اجنبی کے عرصہ دراز تک ملاقات کو نہ آنے کا سب سے زیادہ رنج مجھے اسی لئے تھا۔ کہ اس کی صورت لوح دل پر نقش ہو چکی تھی۔ غرض اس طرح پر جولیا کے ذہن میں اپنی سہیلی کا راز معلوم ہونے سے وہ احساس تازہ ہو گیا۔ جو پیشتر اس کے اندر پیدا ہو چکا تھا۔

جس کمرہ میں میری سویا کرتا تھا۔ اس سے باہر جانیکا ایک اور راستہ بھی تھا۔ اس لئے یہ ضروری نہ ہوا۔ کہ وہ بہن کے کمرہ سے ہو کر ہی گذرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لیڈی کیرولائن کی موجودگی کو اس سے پوشیدہ رکھا جا سکا۔ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ یہ واقعات سنیچر کی رات کو ہوئے تھے۔ اور اتفاق سے اتوار کے دن کے لئے اس ماسٹر نے جس سے میری تعلیم پاتا تھا۔ اسے اپنے ہاں بلایا تھا۔ اس طرح پر غیبی امداد لیڈی کیرولائن کے وضع حمل کے اخفا میں پورے طور سے ممد ثابت ہوئی۔ مگر اب اس بات کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ کہ جولیا ہینوورسکوئر والے مکان پر جا کر امیرزادی کی رات والے حادثہ کو واقعات پیش آمدہ کی اطلاع دے۔ اور اس قسم کا انتظام کرے۔ کہ لیڈی کیرولائن دوشنبہ کی رات کو اس طریق پر اپنے مکان میں پہنچ جائے۔ کہ کسی کو اس کی آمد کا علم نہ ہو۔ کیونکہ جولیا جان تک کی پروا نہ کر کے اس بات پر آمادہ تھی۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ اپنے مکان کو واپس چلی جاؤں۔ اس کی حالت بتدریج اصلاح پذیر ہو رہی تھی۔ یہاں تک کہ جب ڈاکٹر اتوار کے دن دوسری مرتبہ اس کی حالت دیکھنے گیا۔ تو اسے یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ کہ اس کی صحت اس قدر جلد بحال ہو چکی ہے۔ مختصر یہ کہ تصفیہ

کے مطابق دوشنبہ کی رات کو لیڈی کیرولائن نے اوسط طبقہ کی عورت کا لباس پہن کر چہرہ پر سیاہی مائل سبز نقاب اوڑھ لیا۔ اور جولیا کے ساتھ کرایہ کی گاڑی میں سوار ہو کر ہینیو ور سکویر والے مکان پر جا پہنچی۔ جس وقت وہ محل میں داخل ہونے لگیں۔ تو دربان نے یہ سمجھا۔ کہ جولیا کے ساتھ اُسی کے طبقہ کی کوئی عورت ہے۔ اس طرح پر یہ دونو کیرولائن کے کمرہ تک پہنچ گئیں۔ اور کسی کو حقیقت حال کی خبر نہ ہو سکی۔ وہاں لیڈی کیرولائن کی خادمہ اُن کی آمد کے لئے پہلے سے تیار تھی۔ جولیا اُس وقت تک وہیں ٹھیری رہی۔ حتیٰ کہ رات کے کھانے کے وقت دربان کی جگہ ایک اور شخص عارضی طور پر پہرہ دینے لگا۔ اور اُس وقت جب وہ رخصت ہوئی۔ تو اُس حسین امیرزادی کی دلی دعائیں اُس کے ساتھ تھیں۔ جسے اُس نے ہر قسم کی دقتوں کا مقابلہ کر کے نہایت خوفناک مشکلات سے محفوظ رکھا تھا۔

اس کے دوسرے دن علی الصبح جولیا اپنی نشست گاہ میں بیٹھی سلائی کرتی۔ اور لیڈی کیرولائن کے واقعہ پر غور کر رہی تھی، کہ اُسے اپنے مکان کا آہنی پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی۔ نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہی طویل القامت شکیل جوان جو اس سے پہلے چند بار اس سے مل چکا تھا۔ آرہا ہے۔ مطلع صاف تھا۔ اور اس لئے اُس نے وہ اگلا لبادہ نہیں پہنا ہوا تھا۔ لباس صاف سادہ اور شریفانہ تھا۔ جولیا کی خادمہ بھی اُس روز مکان پر واپس آچکی تھی۔ شکیل اجنبی کو مکان میں داخل ہوتے دیکھ کر جولیا کا دل زور سے دھڑکنے لگا۔ اور جب وہ نشست گاہ میں داخل ہوا۔ تو جولیا کے چہرہ پر مختلف وجوہ سے اس قدر اضطراب ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہ ایک لفظ بھی زبان سے نہ کہہ سکی۔ پہلی وجہ تو یہ تھی۔ کہ وہ محسوس کرتی تھی۔ مجھے اس سے محبت ہے دوسرے اُسے وہ تمام سوالات یاد تھے۔ جو وہ اُس کے متعلق اُس کی سابقہ مالک مکان سے پوچھ چکا تھا تیسرے اُسے یہ بھی یاد تھا۔ کہ آخری ملاقات کے موقعہ پر اجنبی کا رویہ کس قدر شریفانہ اور عنایت آمیز تھا۔ اُسے یہ بھی خیال آیا۔ کہ لیڈی کیرولائن کے متعلق میں نے جو کچھ کیا۔ اُس کی بدولت میں نیکی اور راست شعاری کی اُس راہ سے منحرف ہو چکی ہوں۔ جس کی اجنبی نے آخری ملاقات کے موقعہ پر اس زور سے سفارش کی تھی۔ اجنبی نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔ مس مرے

آپ مجھے بالکل بھول گئیں"۔ وہ اس انداز سے چونک کر گویا اس کلمہ سے اُس کی شکر گذاری پر حرف آتا ہے۔ بولی "نہیں صاحب۔ آپ کو بھول جانا قطعاً غیر ممکن ہے"۔ وہ اُس کی طرف نظر غور سے دیکھتا ہوا کہنے لگا "میں سوچتا ہوں۔ آخر کیا وجہ ہے۔ آپ مجھے یاد رکھیں۔ کیونکہ میں نے کوئی ایسی خدمت بھی تو نہیں کی۔ جس کی وجہ سے میں اپنے آپ کو یاد رکھے جانے کے قابل سمجھوں۔ میرے متعلق اگر کوئی واقعہ آپ کو یاد رہ سکتا ہے۔ تو وہ اس تکلیف اور پریشانی کا ہے۔ جو میری لاپروائی سے آپ کو ہوئی۔ اور پھر سوال یہ ہے۔ کہ جو تکالیف اُس وقت آپ کو برداشت کرنی پڑیں ہیں نے اُن کا کیا معاوضہ ادا کیا"۔ جولیا کے رخسار جوش کی وجہ سے سرخ ہوگئے۔ اور وہ کہنے لگی۔ "صاحب کیا آپ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ میں آپ سے کسی طرح کی مالی تلافی کی آرزومند تھی۔ اگر یہی آپ کا خیال ہے۔ تو خدا جانتا ہے۔ آپ نے میری خصلت کو سمجھنے میں بہت غلطی کی ہے"۔ اتنا کہہ کر وہ زار زار رونے لگی۔ اجنبی اُس کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھتا رہا۔ اور انداز اطمینان سے مسکرایا بھی۔ مگر اُس نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ جولیا نے جلدی سے رومال ہاتھ میں لے کر چہرہ پر پھیرتے ہوئے اظہار الم کی علامات کو رفع کر کے کہا "نہیں صاحب میں ایسی حریص اور زر پرست نہیں ہوں۔ جیسا آپ مجھے تصور کرتے ہیں"۔ پھر اُس نے افسردگی کے لہجہ میں سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "میرے دل میں آپ کی یاد اس لئے شکریہ کے ساتھ قائم ہے کہ جس روز ریشمی رومال کے گر جانے کا حادثہ پیش آیا۔ آپ مجھ سے بڑی عنایت کے ساتھ پیش آئے تھے۔ اور آپ نے ٹھیک اُس وقت مجھے امداد دی۔ جب مجھے اور میرے بھائی کو اس کی بے حد ضرورت تھی۔ نیز اس لئے کہ میں ہمیشہ اس بات کی معتقد رہی ہوں۔ اور اب بھی میرا یہی خیال ہے۔ کہ آپ کی فیاضی کے سلسلہ میں مجھے اگر کوئی تکلیف اُٹھانی پڑی ہے۔ تو وہ محض ایک امر اتفاقی تھا۔ اُس میں کسی ارادہ کو مطلق دخل نہ تھا۔ پھر اُس وقت آپ نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ میں کسی قسم کا مالی تاوان پیش کر کے تمہاری دلآزاری کرنا نہیں چاہتا۔ اُس کے بعد جب آپ مجھ سے ملنے آئے۔ تو آپ نے نہ صرف مجھ سے ویسا ہی عنایت آمیز سلوک کیا۔ جیسا پہلے کیا تھا۔ بلکہ مجھے کئی نیک نصیحتیں کیں۔ اور یہ خوشخبری سنائی۔ کہ میں مسٹر رچرڈسن سے ملوں۔ جن کی بدولت میں

اس خوشحالی تک پہنچی ہوں۔" پھر وہ اور زیادہ زور دار لہجہ میں کہنے لگی "ان تمام وجوہ
سے میرے دل میں بارہا آپ کی یاد پیدا ہوتی رہی ہے۔ اور میں آپ کی بیحد
ممنون احسان ہوں"۔ اعجنیز نے اس کی طرف تعریف اور ہمدردی کی نظر سے
دیکھتے ہوئے کہا "نیک دل خاتون خواہ کچھ ہو۔ میں ہرگز اس بات پر آمادہ نہیں ہوسکتا
کہ آپ کے جذبات کو کسی قسم کا رنج پہنچاؤں۔ یا آپ کے فیاض دل کو مجروح کروں۔
یہی باتیں تھیں۔ جن کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے ہینوور سکوئر والے افسوسناک واقعہ
کے بعد آج تک آپکو کسی قسم کی مالی امداد پیش نہ کی تھی۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ
اگرچہ گذشتہ چار ماہ کے عرصہ میں میں آپ سے ملنے کو نہیں آسکا تاہم مجھے اس بات
کا ہمیشہ خیال لگا رہا ہے۔ کہ آپ کی بہتری کے لئے کوشش کروں۔ یوں سمجھئے۔ کہ میں
دور سے ہی آپ کی صلاح و فلاح کی نگرانی کرتا رہا ہوں۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے بہت
اطمینان ہوا ہے۔ کہ اس عرصہ میں آپ کا طرز عمل ہر لحاظ سے قابل تحسین رہا۔ بس میرے
میرا مزاج عجیب قسم کا واقع ہوا ہے۔ اور اگرچہ سوسائٹی میں مجھے کافی بلند درجہ حاصل ہے
تاہم میں وہ ضروری قدم جو انسان کی زندگی میں سب سے بڑا انقلاب پیدا کرنیوالا ہوتا ہے
اٹھانے سے پیشتر اپنی راحت کو ملحوظ رکھنا لازم سمجھتا ہوں۔ آپ جان گئی ہونگی۔
کہ میرا اشارہ مسئلہ شادی کی طرف ہے۔" یہ سنکر جولیا چونک گئی۔ اور اس کے
چہرہ پر حیا کی سرخی چھا گئی۔ اس نے نگاہیں جھکا لیں۔ اور اس کے ملاقاتی نے اس کے
اس اضطراب سے حوصلہ پا کر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "میں آپ کو صاف
طور پر بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ میری اس سے پیشتر ایک بار شادی ہوچکی ہے۔ مگر وہ شادی جو
کم عمری میں میری والدہ کے زیر ہدایت عمل میں آئی تھی۔ چنداں خوشگوار ثابت نہیں ہوئی
میری بیوی ایک بے دل مغرور بانکی عورت تھی۔ اور اس میں ذہنی صفات تو بالکل موجود
نہ تھیں۔ میں نے نرمی اور ملائمت سے اسے راہ راست پر لانے کی بہت کوشش
کی۔ اگرچہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ مجھے اس سے کبھی حقیقی محبت نہیں ہوئی تھی لیکن میری تمام
کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ آخر ایک دن موسم سرما میں کہیں سے واپس آتے
ہوئے اسے شدت کا زکام ہوگیا۔ اور چونکہ باوجود بڑی فہمائش کے اس نے علاج
پر توجہ نہ دی۔ اس لئے یہ زکام ہی اس کا جان لیوا ثابت ہوا۔ یہ واقعہ دو سال پیشتر

کا ہے۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں اس بات کا عہد کر لیا۔ کہ دوسری شادی اسی عورت سے کروں گا۔ جسے میرا دل چاہے گا میں نے اپنے اس ارادہ کی اطلاع والدہ کو بھی دیدی۔ اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اسی لئے وہ مجھ سے خفا ہیں آپ کو جس وقت میں نے پہلی ہی مرتبہ دیکھا۔ اسی وقت میرے دل میں آپ کی طرف ایک پُراسرار کشش پیدا ہو گئی۔ اور اس کے بعد میں نے آپ کے متعلق جو کچھ سنا یا دیکھا اس سے وہ خوشگوار اثر جو میرے دل میں پہلی مرتبہ پیدا ہوا تھا۔ اور زیادہ مضبوط ہو گیا۔ مس مرے ایمان کی بات یہ ہے۔ کہ جب سے میں نے آپ کو دیکھا میرا دل آپ کی نذر ہو چکا ہے۔ اور اب میں اپنا ناچیز ہاتھ پیش کرنے آیا ہوں۔ اگر آپ نے اسے قبول فرمایا تو میں اس کو اپنی خوش نصیبی تصور کروں گا۔"

ان آخری لفظوں کو سنکر جولیا پر خوشی اور فکر کا مشترکہ احساس نمودار ہوا۔ جس نے اس قسم کی صورت اختیار کر لی۔ گویا اسے غش آنے لگا ہو۔ خوشی اس لئے کہ جسے وہ خود تہ دل سے چاہتی تھی۔ وہی اس کا چاہنے والا نکلا۔ اور فکر و تشویش اس خیال سے کہ مبادا جو کچھ میں نے سنا وہ غلط ہو اور یہ نظارہ محض خواب کی سی حیثیت رکھتا ہو۔ جس کا اثر فوراً ہی زائل ہو جانا یقینی ہوتا ہے۔ مگر جب اس کے دلدادہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اسے لبوں سے لگایا۔۔ جب اس نے اسے اپنے قدموں میں دوزانو بیٹھے ملائم لفظوں میں اظہار عشق کرتے دیکھا۔۔۔ وہ عشق جو ہر لحاظ سے باعزت اور دائمی تھا۔ تو وہ اپنے جذبات قلب کے زیر اثر آواز بلند کہنے لگی "آہ! کیا یہ ممکن ہے۔ کہ ایسی راحت میری تقدیر میں لکھی ہو؟" اس کے دلدار نے ان لفظوں کو جواب اثبات سمجھ کر حسین دوشیزہ کو چھاتی سے لگایا۔ اور کہنے لگا "پیاری جولیا۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ تمہیں میرا نام معلوم ہوئے بغیر مجھ سے محبت تھی؟" اس حسینہ نے دبے لفظوں میں جواب دیا اور اس کے بعد دونوں میں جو گفتگو ہوتی رہی۔ اس سے اجنبی کو یقین ہو گیا۔ کہ حسین دوشیزہ کے دل میں میرے متعلق صرف شکر گذاری ہی نہیں۔ بلکہ محبت کا جذبہ بھی موجود ہے۔ اس کے قریب بیٹھ کر اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا "میری عزیز جولیا اب تمہارے لئے میں تم سے اپنے متعلق کوئی امر چھپا کر رکھنا نہیں چاہتا۔ پہلی بات جو میں تم پر ظاہر کرنا فرض سمجھتا ہوں یہ ہے کہ اعتبار سے والد مرحوم کا برائے نام مقروض شخص در اصل

میں بھی تھا۔ اور مسٹر رچرڈسن جس نے تمہارے اور تمہارے بھائی کے لئے یہ سلوے
انتظامات کئے میرا اپنا وکیل ہے۔ میرا مدعا یہ تھا کہ تمہیں آسایش کی حالت میں پہنچا کر بھی
ایک حد تک دیانتداری کی روزی کمانے پر مجبور رکھوں۔ آج مجھے یہ دیکھ کر ناقابل بیان
راحت حاصل ہوئی ہے۔ کہ حالات کے بدل جانے سے بھی تمہارے مزاج اور جفاکشی
میں فرق نہیں آیا۔ نہ تم نے کسی طرح کی فضول خرچی اختیار کی۔ اور نہ کسی اور ایسی حرکت
کا ارتکاب کیا۔ جو تمہارے نیک نام اور استقلال پر حرف لانیوالی ہو۔ پس میں بڑی خوشی
سے اطلاع دیتا ہوں۔ کہ تم اے جولیا میرا بہترین انتخاب ہو۔ اور میرا فیصلہ یہ ہے کہ
شادی کر کے تمہیں دنیا کے روبرو بڑے فخر کے ساتھ مارشنس آف ولنگٹن کی حیثیت
میں پیش کروں" جولیا کی زبان سے بے اختیار نکلا "اوہ! مائی لارڈ" اور اب اُسے
اور زیادہ بدنی نقاہت محسوس ہونے لگی۔ کیونکہ اب تک اپنے چاہنے والے کے
متعلق اسکے خیالات خواہ کچھ ہوں بہرحال یہ بات اُس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی
کہ وہ اس قدر بلند مرتبہ امیر ہے۔ پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی "کیا یہ ممکن
ہے۔ کہ آپ ہی اُس نیک دل خاتون کے بھائی ہیں۔ جس کی میں بے حد ممنون احسان ہوں"
یہ کہتے ہوئے اُس کے چہرہ پر جوش کی سرخی پھیل گئی۔ اور بدن میں کپکپی سی محسوس
ہونے لگی۔ کیونکہ اُسے وہ خوفناک راز یاد آگیا۔ جو اس خاتون کے متعلق اُس کے
سینہ میں محفوظ تھا۔ اور جس کا اُس وقت بھی اُس کے لوح دل پر نقش رہنا یقینی
تھا۔ جب وہ اُس کے بھائی کے مراتب امارت کی حصہ دار بن چکے گی۔ مارکوئیس
نے اُس کے چہرہ کی سرخی کو اُس اضطراب پر محمول کیا۔ جو کسی باعصمت عورت
پر ایسے حالات میں طاری ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگا "بے شک لیڈی کیرولائن
جس سے تم واقف ہو۔ میری بہن ہے۔ تم میرے اُس وقت کے تعجب کا اندازہ
نہ کر سکتی ہو۔ جب پہلی ملاقات کے موقعہ پر لباس کے دلدلی زمین پر گر جانے کے بعد
تم نے مجھے بتایا۔ کہ یہ کپڑے بیوہ مارشنس آف ولنگٹن یعنی میری والدہ کے ہیں۔
اس کے دوسرے ہی دن میں نے کیرولائن کو اس واقعہ کی اطلاع دیدی تھی! اور
اُسے بتایا تھا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ لباس جولیا کی غفلت یا لاپروائی
سے نہیں گرا۔ میں نے اُسے یہ بھی تاکید کر دی تھی کہ جس وقت تم لباس لے کر جاؤ۔ تو

کیرولائن والدہ کے سامنے اس معاملہ کی اہمیت کو حتی الامکان کم کرنے کی کوشش کرے تاس وقت کے بعد مجھے لیڈی کیرولائن کی زبانی بارہا تمہارے حالات کا علم ہوتا رہا ہے۔ اور اس نے تمہاری سفارش فیشنیبل حلقہ میں اپنی بہت سی سہیلیوں سے کی تھی۔ لیکن اگرچہ مجھے لیڈی کیرولائن سے غایت درجہ کی برادرانہ محبت ہے اور میں اُسے ہر لحاظ سے قابل اعتماد سمجھتا ہوں۔ تاہم میں نے نہ تو اسے اس محبت کے راز سے خبردار کیا۔ جو مجھے تم سے ہے۔ اور نہ یہی بتایا۔ کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے تمہارے والد مرحوم کے مقروض کا روپ اختیار کر کے تمہیں امداد دی۔ میں نے یہ باتیں اُسے محض اس لئے نہیں بتائیں۔ کہ میں دور سے ہی تمہارے طریق و اطوار کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا۔ اور میرے خیال میں اب تمہارے سامنے یہ بیان کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا۔ کہ میں نے یہ تمام رازداری محض اس فیصلہ کے انتظار کے لئے کی تھی۔ کہ مجھے اپنا تاج امارت تمہارے قدموں میں رکھنا چاہئے یا نہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ جس بات کی مجھے سب سے زیادہ خوشی ہو سکتی تھی۔ وہی ہوئی۔ یعنی تم ہر لحاظ سے میرے حسب منشا ثابت ہوئیں۔ بس یہی راز تھا۔ جو میں تمہارے روبرو بیان کر چکا۔ اور جس کا تعلق اس پُراسرار محبت سے ہے۔ جو میرے دل میں تمہارے لئے پیدا ہوئی "

جولیا نیک نہاد امیر کا اس کی ان توجہات اور فیاضیوں کیلئے جو اس نے پس پردہ رہ کر کیں شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی۔ مگر باوجود تلاش کے الفاظ نہ مل سکے۔ آخر اس کے چاہنے والے نے بڑے اشتیاق سے اس کے لبوں پر بوسہ دے کر اسے خاموش کر دیا۔ اور پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا " جانِ من میرا ارادہ یہ ہے۔ کہ ہماری شادی آج سے ۲ ماہ بعد ہو۔ یہ تاخیر اس لئے ہے کہ میں چاہتا ہوں۔ اس عرصہ میں کئی بار اپنی ہمشیرہ کے ساتھ تمہاری ملاقات کو آتا رہوں۔ تاکہ تم میرے مزاج سے اُس سے زیادہ واقفیت حاصل کر سکو جو اب تمہیں حاصل ہے۔ میں کیرولائن کو خود ہی اس راز سے خبردار کر دوں گا۔ اور چونکہ میں جانتا ہوں۔ وہ ایک بڑی ہی خیر اور فیاض لڑکی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے۔ کہ اُس کی طرف سے اس معاملہ میں کسی طرح کی مخالفت یا مزاحمت نہ ہو گی۔

نہ صرف یہ بلکہ وہ چونکہ تم سے بہن کی طرح محبت کرتی ہے۔ اس لئے اُسے یہ سن کر اور زیادہ خوشی حاصل ہوگی۔۔ جولیا تم آہ بھرتی اور اضطراب کا اظہار کرتی ہو۔ مگر یقین جانو کیرولائن ایسی عورت نہیں جو احمقانہ تکبر کا اظہار کرے۔ رہا میری والدہ کا معاملہ۔ اُس کی نسبت میں کسی بات کا وعدہ نہیں کر سکتا۔ اگرچہ میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں۔ کہ آئندہ کے لئے میں اپنی خوشی کو اُس کے تابع رکھنا نہیں چاہتا۔ بس جولیا سردست میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اور اب سیدھا ہنیور سکوئر والے مکان میں جا کر اپنی بہن کو سارے حالات سے خبردار کروں گا۔ مجھے افسوس سے بیان کرنا پڑتا ہے۔ کہ گذشتہ چند دن سے اُس کی طبیعت علیل ہے غریب لڑکی کو محض ہماری والدہ کی نخوت کے باعث اپنی بہترین اور نہایت پاک محبت میں مایوسی ہوئی ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ جلدی ہی منزل راحت کو حاصل کر سکیگی۔ کیونکہ اپنے چچازاد بھائی کے انتقال سے اُس کے دلدار لفٹنٹ کولفیلڈ کو لارڈ ہارسٹلے کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ اور اس کا جہاز چند ماہ کے عرصہ میں انگلستان کو واپس آجائیگا۔ اُس کے غیر متوقع طریق پر دولت و ثروت حاصل کرنے سے اُمید ہے کہ وہ ساری رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ جو والدہ کی طرف سے میری بہن کی راحت میں حائل کی جاتی رہیں۔ اور کون کہہ سکتا ہے؟“ مارکوئس نے مسکراتے ہوئے کہا۔“ کہ ہم دونو کی شادیاں ایک ہی وقت میں ہوں۔“ نوجوان حسینہ نے عجیب انداز سے زوردار لفظوں میں کہا۔“ خدا کرے ایسا ہو“ اور پھر جلدی ہی وہ کہنے لگی“ یقین جانئے میں آپ کی بہن کی راحت تہ دل سے چاہتی ہوں“ مارکوئس نے کہا“ جولیا میں یہ سب باتیں کیرولائن سے کہہ دوں گا۔ اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اس سے وہ محبت جو اُس کے دل میں ہمارے لئے پہلے سے موجود ہے۔ دوبالا ہو جائے گی“ پھر وہ اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے بولا“ سردست میں تمہیں الوداع کہتا ہوں۔ اور اب کی مرتبہ جب میں تم سے ملنے آؤں گا۔ تو اس کی پیشتر اطلاع بھیج دوں گا۔ تاکہ بہن بھی ملاقات کے لئے موجود ہو۔ لیکن رخصت ہونے سے پیشتر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ تم بتدریج ان کاموں سے جو تم نے اپنے ذمے رکھے ہیں۔ سبکدوشی حاصل کرو۔ اور آئندہ کے لئے کسی شخص سے

کوئی نیا کام نہ لو۔ اس کے علاوہ تم میرے وکیل مسٹر رچرڈسن کو اس بات کی اجازت دو۔ کہ وہ تمہاری ضروریات کے لئے حسب حال اخراجات مہیا کرتے رہیں"۔ یہ سب باتیں لارڈ ولنگٹن نے ایسے انداز سے کہیں۔ کہ ان کی بدولت جولیا کی محبت اور اس کے دل میں اپنے چاہنے والے کی منزلت کئی گنا بڑھ گئی۔ اور آخر جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ تو وہ ان واقعات پیش آمدہ سے نہایت مطمئن تھے۔

اُسی سہ پہر کو جولیا سلائی کا کام کرتی صبح کے واقعات پر غور کر رہی تھی۔ اور بار بار دل میں سوچتی تھی کہ جو کچھ ہوا۔ وہ محض ایک دل خوش کن خواب تو نہیں ہے۔ کہ لیڈی کیرولائن کی خادمہ اپنی آقا کی طرف سے ایک رقعہ لے کر آئی۔ جس میں لکھا تھا۔ "میری پیاری جولیا۔ بھائی نے مجھے سارے حالات سے خبردار کر دیا ہے۔ اور یقین جانو تمہیں بھاوج کہہ کر مجھے حد سے زیادہ خوشی حاصل ہوگی۔ میری ابتدائی ضرورت کے وقت تم نے میری جیسی مدد کی۔ میں اسے مدت العمر فراموش نہیں کر سکتی لیکن از برائے خدا میرے راز کو محفوظ رکھنا۔ اگرچہ میں جانتی ہوں۔ یہ تاکید تمہارے لئے سراسر غیر ضروری ہے۔ مگر ایک بات کی خود مجھے فکر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تمہیں مجھ کو اپنی نند کہنے میں عار تو نہ ہوگی۔ کیونکہ تم میری ذلت سے بخوبی واقف ہو۔ دل کہتا ہے۔ تم مجھے قابل رحم اور ہمدردی کی مستحق سمجھتی ہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی کئی طرح کے اندیشے دل میں جاگزین ہیں۔ اور جولیا وہ خوفناک اندیشے اس وقت تک رفع نہ ہونگے۔ جب تک تم خود انہیں دور نہ کرو"۔ فیاض دل جولیا نے فوراً ہی اس خط کا جواب لکھا۔ جس میں نہایت ملائم لفظوں میں اس بات کا یقین دلایا گیا تھا کہ میرے دل میں تمہارے متعلق ہمدردی کے سوا کوئی اور احساس نہیں۔ پھر اس نے خادمہ سے اپنی سہیلی کی مزاج پرسی کی۔ اور اس کے بعد اُسے جوابی خط دے کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد تین ہفتوں تک لیڈی کیرولائن اپنی نقاہت اور علالت کی وجہ سے جولیا سے ملنے نہ آ سکی۔ اور آخر اس عرصہ کے بعد ایک روز تنہا آئی۔ بچہ کے متعلق اس کا جذبہ محبت بے چین کر رہا تھا۔ جولیا کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ وہ ہر تیسرے دن مسز ہاورڈ کے مکان پر جا کر بچہ کو دیکھ آتی رہی ہے۔ اور وہ ہر طرح صحت ور اور تندرست ہے۔ یہ سنکر لیڈی کیرولائن کا جی بھر آیا۔ اور وہ آنسو

بہائے ہوئے اپنی سہیلی کی گردن سے لپٹ کر کہنے لگی " جولیا یہ تمہاری نیکی کا ایک اور ثبوت ہے " بعد ازاں دونو اُس نیک دل عورت کے مکان کی طرف روانہ ہوئیں۔ جو بچہ کی پرورش کیا کرتی تھی۔ اور ماں کو اپنا بچہ تندرست اور خوش دیکھ کر دلی اطمینان حاصل ہوا۔ اس کے دوسرے دن لیڈی کیرولائن اپنے بھائی مارکوئیس کے ساتھ جولیا کی ملاقات کو آئی۔ اور اس مرتبہ ہیری بھی اُن سے ملنے کے لئے موجود تہا۔ یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ اس جماعت کا وقت کتنی خوشی میں بسر ہوا۔ سب سے زیادہ خوشی مارکوئیس کو یہ دیکھ کر ہوئی۔ کہ میری منگیتر اور بہن کے تعلقات بدرجہ غایت دوستانہ ہیں۔ اگرچہ وہ اس بات سے قطعاً بے خبر تہا۔ کہ وہ کونسا خوفناک راز ہے۔ جس نے اُن کی دوستی کو اس قدر مضبوط بنا دیا جولیا کو یہ محسوس کرکے بہت رنج ہوا۔ کہ مجھے ایک ایسے فیاض شخص سے اس بارہ میں رازداری کرنی پڑتی ہے۔ جس نے مجھ سے کوئی بات چھپا کر نہیں رکھی۔ اور مجھے ہر طرح قابل اعتماد تصور کیا۔ لیکن پردہ داری کے بغیر چارہ کار نہ تہا۔ اگرچہ جولیا بھی محسوس کرتی رہی۔ کہ اگر ایسے واقعہ کو پوشیدہ رکھ کر جسے اگر اُس کی سہیلی کی عزت کا سوال درپیش نہ ہوتا۔ تو وہ جان تک کی پروانہ کرکے اُسے ظاہر کر دیتی۔ میں ایک افسوسناک دورخی چال چل رہی ہوں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب اُس کے ملاقاتی رخصت ہوگئے۔ تو اُسے وہ خوشی محسوس نہ ہوئی۔ جو خوشگوار مستقبل خیالات کی بدولت حاصل ہونی ضروری تھی۔

لیکن میں داستان کے اس حصہ پر زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا۔ مختصر یہ کہ اسی طرح پانچ ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ میں مارکوئیس اپنی بہن کو ساتھ لے کر وقتاً فوقتاً جولیا سے ملنے آتا رہا۔ اُسے اپنی منگیتر کی نیک نامی کا اس قدر خیال تہا۔ کہ وہ کسی ممکن طریق پر اُس کے نام پر حرف آتے دیکھنا گوارا نہ کرسکتا تھا۔ اور اگرچہ ہمسائے اُسے ہر ہفتہ دو تین مرتبہ ملاقات کو آتے دیکھا کرتے تھے۔ تاہم وہ جانتے تھے۔ کہ وہ کبھی تنہا نہیں آتا۔ اس طرح پر کسی کو سرگوشی کا موقعہ نہ مل سکتا تھا۔ مجموعی طور پر بھی جولیا کا چلن اتنا قابل تعریف تہا۔ کہ کوئی اُس پر اعتراض نہ کرسکتا تہا۔ میں یہ بھی بیان کردینا چاہتا ہوں۔ کہ اس پانچ ماہ کے عرصہ میں فریقین کی محبت ترقی کرتے

ہوئے درجہ انتہا تک پہنچ گئی تھی۔ اور اس اثنا میں لیڈی کیرولائن بھی جتنی مرتبہ اُسے موقعہ مل سکا۔ مسز ہلورڈر کے مکان پر اپنے بچہ کو دیکھنے کے لئے جاتی رہی۔ لیکن اس کے باوجود جولیا کا یہی معمول رہا۔ کہ وہ ہر تیسرے دن بچہ کو دیکھنے خود جاتی۔ اس طرح یہ ننھا بچہ اپنی ماں اور اُس کی سہیلی کے زیر نگرانی پرورش پاتا رہا۔ بعض اوقات ہیری بھی بہن کے ساتھ سیر کے بہانہ مسز پورٹر کے مکان تک چلا جاتا تہا۔ مگر جس وقت جولیا نے بچہ کو دیکھنا ہو۔ تو ہیری کو الگ کمرہ میں بٹھا دیا جاتا تہا۔ اس لئے وہ اپنی بہن کی ان ملاقاتوں کے حقیقی منشا سے بے خبر ہی رہا۔ اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ لارڈ ولنگٹن کے اصرار پر جولیا نے نیا کام لینا بند کر دیا۔ مگر اس کے باوجود مسٹر رچرڈسن سے امداد حاصل کرنے کی بجائے وہ اُسی اندوختہ پر گذر اوقات کرتی رہی۔ جو اُس نے اپنی کمائی سے جمع کیا تہا۔ میں یہ ساری تفصیلات محض اس لئے بیان کر رہا ہوں۔ کہ تمہیں معلوم ہو جائے۔ وہ کتنی معزز اور نیک نہاد عورت تھی۔ جتنا زیادہ مارکوئیس کو اُس کی صفات جاننے کا موقعہ ملا۔ اُسی قدر اُس کی محبت بڑھتی گئی۔ اور جولیا کی صفات حسنہ میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ آخر کار ممدوح موصوف نے بڑی خوشی سے رسم شادی کا ایک دن مقرر کر دیا۔ اور اس مطلب کے لئے دن بھی وہی پسند کیا گیا۔ جو اُس وقت کے ٹھیک چھ ماہ بعد آتا تہا۔ جب مارکوئیس نے اول مرتبہ جولیا سے شادی کی درخواست کی تھی۔

اِدھر جولیا اپنا لباس عروسی تیار کرنے میں مصروف تھی۔ اور اُدھر مارکوئیس اپنے شاندار قصر واقعہ ملگریو سکوئر کو دلہن کے استقبال کے لئے آراستہ پیراستہ کر رہا تہا۔ اُس نے اپنی شادی کی تجویز سے بیوہ مارشنس یعنی اپنی والدہ کو مطلع کر دیا۔ مگر جیسا کہ اُسے اندیشہ تھا۔ اُس متکبر خاتون نے اس تجویز کی سختی سے مخالفت کی۔ اُس نے اُسے بہت کچھ سمجھایا۔ اور یہاں تک کہا۔ کہ اگر بیٹے نے یہ شادی نہ کی۔ تو میری دائمی راحت خطرہ میں پڑ جائے گی۔ لیکن اُس کی ماں نے نہ ماننا تہا۔ نہ مانی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مارکوئیس چونکہ اپنی تجویز پر مصر رہا۔ اس لئے مارشنس اُس سے ناراض ہو گئی۔ لیکن مارکوئیس نے ماں کی اس مخالفت کو جولیا سے چھپائے ہی رکھا۔ اور اگرچہ اُسے اس کدورت پر جو اس کے اور بیوہ مارشنس کے درمیان پیدا ہوئی۔ دلی افسوس تہا۔ تاہم اُس نے ایک لمحہ کے لئے بھی اُس کی بے جا حکومت کے تابع ہو کر رہنا منظور نہ کیا۔ اسی طرح وقت گذرتا گیا۔

یہاں تک کہ جس روز شادی کی رسم ادا ہونی تھی۔ اُس میں صرف تین دن باقی رہ گئے اور اُس وقت ایک ایسا واقعہ ظہور میں آیا۔ جس نے معاملات کی حالت میں ایک نہایت افسوسناک اور رنجیدہ تبدیلی پیدا کردی۔

موسم گرما میں صبح کے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ اور جولیا اپنے بہائی ہیری کے ساتھ صبح کے ناشتہ میں مشغول تھی۔ کہ اُس کی عمر رسیدہ خادمہ نے آکر اطلاع دی "پورٹر نام کی ایک عورت آپ سے فوراً ملاقات کرنا چاہتی ہے" اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ خادمہ اُس واقعہ سے بالکل بے خبر تھی۔ جس کا لیڈی کیبرولائن جرننگم کی ٹیک نامی سے اتنا گہرا تعلق تھا۔ اور جس میں مسٹر ومرے نے زیادہ نہیں تو ایک شریک کار کی حیثیت میں ضرور حصہ لیا تھا۔ چنانچہ اُس نے فوراً ہی مسز پورٹر کو اپنے سامنے بلوایا۔ اور جب اُس کے آنے پر خادمہ رخصت ہوگئی۔ تو جولیا نے اُس عورت کی طرف مضطرب اور پریشان نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔ کیونکہ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ وہ عورت اس رات کے بعد جب بچہ اُس کے سپرد کیا گیا۔ اس مکان میں دوبارہ آئی تھی۔ اُس کا آنا چونکہ بے معنے نہیں ہوسکتا تھا۔ اس واسطے اُسے دیکھ کر جولیا کا ماتھا ٹھنکا۔ اضطراب کی حالت میں اُسے بہائی ہیری کی موجودگی کا بھی خیال نہ رہا۔ اور خود اُس عورت یعنی مسز پورٹر نے بھی یہ نہ سوچا۔ کہ بچہ کے سامنے یہ ذکر شروع نہ کرنا چاہئے۔ جولیا کی مستفسرانہ نگاہ کے جواب میں مسز پورٹر گھبرا کر کہنے لگی "اوہ! مس وہ پیارا بچہ دفعتاً سخت بیمار ہوگیا ہے" جولیا کو اس بچہ سے ویسی ہی محبت ہوگئی تھی۔ گویا وہ اُس کا اپنا لخت جگر ہو۔ یہ اطلاع پاکر وہ بہت گھبرائی۔ اور حالت اضطراب میں کہنے لگی "کیا کہتی ہو۔ بچہ سخت بیمار ہوگیا ہے! ٹھیرو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں" اور فوراً ہی دوسرے کمرہ میں جاکر وہ ٹوپی اور شال اوڑھ کر اُس عورت کے ہمراہ جانے کو تیار ہوئی۔ مگر یکایک جب اُس کی نگاہ ہیری پر پڑی۔ تو اُسے خیال آیا۔ کہ اس نے سب باتیں سن لی ہونگی۔ پہلے اُس کے جی میں آئی۔ کہ بچہ کے متعلق معاملہ کی ایسی توضیح کردوں۔ جو اُس کے لئے تشفی بخش ہو۔ لیکن پھر اس نے خیال کیا کہ ایسا کرنے سے معاملہ اور زیادہ پیچیدہ ہو جائیگا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اُسے لاعلمی میں رہنے دوں۔ چنانچہ صرف اتنا کہکر کہ "میں ذرا دیر میں واپس آتی ہوں"۔ جولیا مسز پورٹر کے ساتھ وہاں سے رخصت ہوئی۔ ہیری نے اُن چند لفظوں کو جو اس گفتگو کے دوران

نہیں اُس کے کان میں پڑے تھے۔ کچھ زیادہ اہمیت نہ دی گا۔ کیونکہ وہ پورے طور پر سمجھا بھی نہیں تھا۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ پس وہ اطمینان کے ساتھ کھانا کھاتا رہا۔ اور چونکہ چھٹی کا دن تھا۔ اس لئے وہ مکان کے عقبی صحن میں کھیلنے جا رہا تھا۔ کہ صدر دروازہ پر زور کی دستک سنائی دی۔ اور وہ یہ دیکھنے کی غرض سے کھڑکی کی طرف آیا۔ کہ باہر کون ہے۔ مارکوئیس کو کھڑے دیکھ کر صدر دروازہ کھولنے گیا۔ امیر موصوف نے نشست گاہ میں داخل ہو کر بچہ کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔ "ہیری تمہاری بہن کہاں گئی ہے؟" اُس نے جواب دیا۔ "مائی لارڈ کہیں باہر گئی ہے"۔ مارکوئیس نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ "اس قدر جلد! اور وہ بھی اُس صورت میں کہ میں نے صبح کے ناشتہ میں شریک ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ چونکہ مطلع صاف تھا۔ اور میری عادت ہمیشہ سویرے اُٹھنے کی ہے۔ اس لئے میں گھوڑے پر سوار ہو کر جلدی ہی ادھر کو چلا آیا۔ مکان سے تھوڑے فاصلہ پر اُتر کر میں نے گھوڑا سائیس کے ہاتھ واپس کر دیا۔ اور خود اس طرف کو چلا آیا۔" یہ فقرات امیر موصوف نے بظاہر ہیری کو مخاطب کرکے نہیں۔ بلکہ خود اپنے ہی دل سے کہے۔ اور اُس کے بعد وزارک کر وہ کہنے لگا۔ "میں اُمید کرتا ہوں تمہاری بہن جلدی ہی واپس آ جائے گی۔" ہیری نے جواب دیا۔ "مائی لارڈ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ ہم دونو بہن بھائی ناشتہ کر رہے تھے۔ کہ ایک عورت جولیا سے ملنے آئی۔ اور اُس نے بہن کو چند الفاظ ایسے کہے۔ جن سے اُسے بہت اضطراب ہوا۔" مارکوئیس پریشانی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "کیا کوئی بڑا خطرناک واقعہ پیش آیا ہے؟" ہیری بولا۔ "وہ عورت جس کا نام پورٹر ہے۔ جولیا سے یہ کہہ رہی تھی۔ کہ بچہ سخت بیمار ہے اور اس کے بعد وہ دونو یہاں سے رخصت ہو گئے۔" ولنگٹن نے کہا۔ "آہ میں سمجھ گیا۔ معلوم ہوتا ہے کوئی غریب عورت جس کا نام پورٹر ہے۔ اس کا بچہ بیمار ہو گیا ہے۔ اور تمہاری رحمدل بہن اُس بچہ کو دیکھنے گئی ہے۔" لڑکوں کی عادت میں یہ بات داخل ہوتی ہے۔ کہ ایسے موقعوں پر وہ اپنی ذہانت کا ثبوت دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہیری بھی اس کلیہ سے مستثنےٰ نہ تھا۔ چنانچہ کہنے لگا۔ "نہیں مائی لارڈ میری رائے میں بچہ مسز پورٹر کا نہیں۔ کیونکہ میں کئی بار جولیا کے ہمراہ مسز پورٹر کے مکان پر جاتا رہا ہوں۔ اور ایک بار میں نے اُس کے شوہر مسٹر پورٹر کو یہ کہتے سنا تھا۔ کہ ہمارا بچہ پچھلی سردیوں میں فوت ہو گیا۔" دفعتاً مارکوئیس کے دل میں ایک ہولناک شبہ پیدا ہو گیا۔ اور وہ پوچھنے لگا۔ "کیا جولیا وہاں

اکثر جایا کرتی ہے؟" ہیری نے اس بات سے بالکل بے خبر کہ میں کس قدر سخت ہمدردی انگیزی کر رہا ہوں۔ جواب دیا " جی ہاں اکثر۔ جب کبھی ہم سیر کرنے جاتے ہیں۔ تو اکثر اسی جھونپڑی میں ٹھیرتے ہیں۔ جس میں مسٹر پورٹر رہتی ہے۔ اور وہاں جولیا مسٹر پورٹر کے ہمراہ کسی کام کے لئے اوپر کی منزل پر جاتی ہے۔ تو میں باورچی خانہ میں مسٹر پورٹر کے پاس بیٹھا رہتا ہوں۔ اور وہ مجھے کھانے کو کیک اور کھیلنے کو گولیاں دیا کرتا ہے " مارکوئس کے سینہ میں جذبات کا طوفان موجزن تھا۔ مگر اس نے سکون کو ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے ہیری سے پوچھا " کیا تم نے کبھی اُس بچہ کو دیکھا بھی ہے؟" وہ بولا " نہیں جولیا نے کبھی میرے سامنے اس کا ذکر بھی نہیں کیا " مارکوئس کہنے لگا " اول مرتبہ تمہیں اس بچہ کا علم کیونکر ہوا تھا؟" ہیری نے جواب دیا " جی ابھی جس وقت مسٹر پورٹر نے آکر اطلاع دی کہ بچہ سخت بیمار ہے " مارکوئس نے کہا " پھر کیا یہ اطلاع پاکر تمہاری بہن بہت رنجیدہ ہوئی؟" لڑکے نے جسے امیر موصوف کی باتوں میں کوئی چیز غیر معمولی نظر نہیں آتی تھی۔ اور جو اس ساری گفتگو کو محض ایک دل لگی سمجھ رہا تھا۔ کہا " جی ہاں واقعی اُسے بہت رنج ہوا تھا " ولمنگٹن اپنے جوش غضب کو بمشکل فرو کر کے پوچھنے لگا " تم بتا سکتے ہو مسٹر پورٹر کی جھونپڑی کہاں واقع ہے؟" ہیری نے جواب دیا " اگر آپ فرمائیں۔ تو میں وہاں تک ساتھ چلا چلتا ہوں " امیر مذکور نے بطور اثبات سر ہلایا۔ اور بیوقوف لڑکا دوسرے کمرہ میں ٹوپی لینے دوڑا گیا۔ راستہ بھر وہ تو چپ چاپ چلتے رہے۔ اور آخر اس جھونپڑی سے ذرا فاصلہ پر پہنچ کر ہیری نے اشارہ سے بتایا کہ مسٹر پورٹر کی جھونپڑی وہ ہے " مارکوئس نے کہا " بس اب تم واپس جا سکتے ہو " اور ہیری اس بات سے بالکل بے خبر کہ میں نے اپنی باتوں سے کتنا خوفناک اثر پیدا کیا ہے۔ مارکوئس کو وہیں چھوڑ کر واپس لوٹ آیا۔

امیر مذکور جب وہاں تنہا رہ گیا۔ تو اُن جذبات پر جو اس کے سینہ میں تلاطم پیدا کر رہے تھے۔ زیادہ دیر ضبط نہ کر سکا۔ اور اس پگڈنڈی پر چلتے ہوئے جو پورٹر کے مکان کی طرف جاتی تھی۔ بے اختیار کہنے لگا " الہی! میں کس گمان میں تھا۔ اور حقیقت کیا نکلی! اُف کتنا خوفناک غار تھا۔ جس کے دہانہ پر میں اب تک کھڑا رہا۔ کیا ایسی کمسن اور ایسی معصوم عورت کا قلب اتنا سیاہ ہو سکتا ہے! ہائے افسوس! یہ تلخ حقیقت آج بادل ناخواستہ مجھے تسلیم کرنی پڑی! آج ثابت ہو گیا کہ ہاں گویا یہ کہنا بے جا نہ تھا۔

کہ شادی ہمیشہ برابر کے طبقہ میں کرنی چاہیئے۔ نچلے طبقہ میں ہرگز نہیں"۔ ان الفاظ کے
ذریعہ اپنے دل کا غبار نکال کر ولنگٹن نے زیادہ پرسکون حالت اختیار کر لی۔ اور
جھونپڑی کے دروازہ تک پہنچا۔ دروازہ کھلا تھا۔ جب وہ بلا اطلاع اندر داخل ہوا
تو اس نے دیکھا کہ ایک عورت زینہ سے نیچے اتر رہی ہے۔ وہ بڑی نرمی کے لہجہ میں اس
سے پوچھنے لگا" تمہارا نام پولرڈ ہے"؟ عورت نے جواب دیا" جی ہاں"۔ مارکوئیس نے اس
عورت کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا" کیا اسی مکان میں وہ بچہ جسے اس کی
ماں نے پرورش کے لئے تمہارے حوالہ کیا تھا۔ بیمار پڑا ہے"؟ مسز پولرڈ اس خیال سے
کہ شاید یہی اس بچہ کا باپ ہے۔ اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ سوال دفعتاً پوچھا گیا تھا۔
کہنے لگی" خدا کا شکر ہے۔ وہ معصوم اب اچھی حالت میں ہے"۔ یکایک مارکوئس نے جوش
میں بھر کر کہا" دیکھو جو حقیقت حال ہو۔ صاف صاف بیان کرو۔ ورنہ یاد رکھو مجھ سے
برا کوئی نہ ہوگا۔ کیا مس مرے نے ہی اس بچہ کے لئے تمہاری خدمات حاصل کی تھیں
..."؟ مسز پولرڈ ان سوالات اور مارکوئیس کے لہجہ سے خوف زدہ ہو گئی۔ اور قطع کلام کر کے
کہنے لگی" صاحب اس میں میرا کچھ قصور نہیں۔ جس ڈاکٹر نے یہ بچہ جنایا تھا۔ اسی نے میری
خدمات حاصل کی تھیں۔ بیشک یہ بچہ مس مرے کے مکان پر ہی میرے سپرد کیا گیا تھا..."
وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔ مگر ولنگٹن قطع کلام کر کے کہنے لگا" بس میرے لئے اسی قدر جاننا کافی
ہے"۔ اور اتنا کہہ کر تیزی سے قدم اٹھاتا مکان سے باہر چلا آیا۔

اس اثنا میں جولیا اس بات کا یقین حاصل کر کے کہ بچہ اب خطرہ کی حالت میں نہیں اپنے
مکان پر واپس آ چکی تھی۔ اور چونکہ واپس آتے وقت وہ شاہراہ پر چلنے کی بجائے ایک
پگڈنڈی پر چلتی رہی۔ اس لئے اتفاق سے اس کی اپنے بھائی یا مارکوئس سے ملاقات نہ
ہو سکی۔ لیکن ہیری آہستہ خرام بچہ تھا۔ وہ مارکوئیس سے رخصت ہو کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا
اسی وقت مکان پر پہنچا۔ جب اس کی بہن دروازہ میں قدم رکھنے کو تھی اسے بھائی کو باہر
پھرتے دیکھ کر تعجب ہوا۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب یہ سنکر کہ لارڈ ولنگٹن اتنا سویرے
ادھر آیا تھا۔ مگر جس وقت ہیری نے باتیں کرتے ہوئے فخریہ بیان کیا۔ کہ میں لارڈ ولنگٹن
کو مسز پولرڈ کی جھونپڑی تک بھی چھوڑنے گیا تھا" تو جولیا مارے خوف کے رعشہ براندام ہو گئی
لیکن جہاں تک ممکن تھا۔ اپنے جذبات کو دبا کر وہ بھائی سے مختلف سوالات پوچھنے لگی۔ اور

تھوڑے ہی عرصہ میں اُسے وہ ساری گفتگو جو مارگولیس اور ہیری کے درمیان ہوئی تھی۔
معلوم ہوگئی۔ ہر ایک جواب سے جو وہ اُس بچہ کی زبانی سنتی۔ اور ہر ایک کیفیت سے جو وہ
معلوم کرتی رہی۔ اُس کے اُن اندیشوں کو جو شروع سے ہی دل میں جاگزین ہوگئے تھے۔ مزید
تقویت ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ آخر کار اپنی بدنصیبی کی انتہا دیکھکر اور یہ سمجھ کر کہ لارڈ ولنگٹن کے دل میں
ہیری کی باتوں سے کتنی خوفناک غلط فہمی پیدا ہوگئی ہوگی۔ اُس نے ایک جگر دوز چیخ ماری
اور اپنا ہاتھ پیشانی کے قریب لے جاکر دونوں کنپٹیوں کو زور سے دباتے ہوئے چلّا کر کہنے لگی "ہیری
ہیری۔ تم نہیں جانتے۔ تم نے کیا کر دیا ہے"۔ بچہ یہ سنکر خوف زدہ ہوگیا۔ اور بہن کی طرف
بڑھ کر اُس نے دونوں بازو اُس کی گردن میں ڈال دئے۔ پھر التجا کے انداز سے کہنے لگا "آپا
مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے۔ تو اُس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں"۔ ہر چند کہ جولیا
کا دل نہایت غمگین تھا۔ مگر اس پریشانی میں بھی وہ زیادہ عرصہ تک بھائی سے خفا نہ رہ سکی
کیونکہ اُس نے اُسے جو ضرر پہنچایا۔ وہ سراسر بے خبری کی حالت میں تھا۔ ورنہ اُس غریب
کو اس بات کا مطلق علم نہ تھا۔ کہ میری باتوں کا نتیجہ ایسا خوفناک ثابت ہوگا۔ پس جلدی ہی
جولیا نے سکون اختیار کر کے بچہ کو تسلی دی۔ قاعدہ ہے۔ کہ انتہائے یاس میں بھی انسان کو
اُمید کی جھلک نظر آنے لگتی ہے۔ چنانچہ جولیا نے یہ کہکر اپنے دل کو تسلی دینی شروع کی
کہ ممکن ہے۔ معاملہ اتنا خطرناک ثابت نہ ہو۔ جیسا میں خیال کرتی ہوں۔ لیکن ابھی وہ اپنے
دل کو اس قسم کی تسلیاں دے ہی رہی تھی۔ کہ اُس کی خادمہ نے ایک رقعہ لاکر دیا۔ اُس نے
جلد جلد اُس کے سرنامہ پر نظر ڈالی۔ جس کی سیاہی ابھی تک پورے طور سے خشک نہ
ہوئی تھی۔ جس سے اُس نے اندازہ کیا۔ کہ اسے قریب ہی کسی مقام پر بیٹھ کر لکھا گیا ہوگا۔ کانپتے
ہوئے ہاتھوں سے اُس نے لفافہ کو چاک کیا۔ اور بدقت جی کو کڑا کر کے اُس کا مضمون پڑھنے
لگی۔ لکھا تھا: "مجھے تمہاری کمزوری اور ریاکاری کا علم ہو چکا۔ اور شکر ہے کہ میں وہ تعلق قائم
کرنے سے محفوظ رہا۔ جو میرے لئے لاانتہا مصیبتوں اور میرے خاندان کے لئے دائمی ندامت
کا موجب ثابت ہوتا۔ مجھ سے تم نے جو بدسلوکی کی۔ میں اُس کے لئے ملامت کرنا بے سود
جانتا ہوں۔ مگر اتنا کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ تم نے میرے فیاضانہ اعتماد کا صلہ شرمناک
بے وفائی اور انتہائی ناشکر گذاری کی صورت میں دیا۔ تمہاری اس خطا کی سزا تمہارا اپنا ضمیر
میرے خشمناک الفاظ سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ دیگا۔ میں اتنا رذیل نہیں ہوں۔ کہ تم

انتقام لینے کی خاطر تمہاری پردہ دری کروں۔ لیکن اگر تم نے کبھی کسی شخص سے اظہار فخر کے طور پر یہ بات کہی۔ کہ میری شادی مارکوئیس آف ولمنگٹن سے قرار پائی تھی۔ تو یاد رکھو۔ اس صورت میں تمہارے راز کو ظاہر نہ کرنا میرے نزدیک گناہ سے کم نہ ہوگا۔"

چٹھی جولیا کے ہاتھ سے فرش زمین پر گر پڑی۔ اور وہ خود ایک روح فرسا چیخ مار کر بیہوش ہو گئی۔ خادمہ نے لنکولنشائر جانے کی فکر کی۔ اور خورد سال ہیری جو بہن کی حالت دیکھ کر سخت پریشان تھا۔ ڈاکٹر کو بلانے چلا۔ یہ وہی ڈاکٹر تھا۔ جسے لیڈی کیرولائن جرننگھم کے وضع حمل پر بلایا گیا تھا۔ اور چونکہ اُس وقت اُسے معقول صلہ دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ خود آ ہی مدد کے لئے پہنچا جولیا کو اس کی خوابگاہ میں پہنچایا گیا۔ ڈاکٹر نے دوا پلائی۔ اور خادمہ کو ہدایت کی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس کے پاس ہی ٹھیرنا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے اس کے دماغ کو صدمہ پہنچا ہے۔ ہیری کو اپنی بہن کی علالت سے سخت رنج ہوا۔ وہ سب سے زیادہ اس لئے اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا۔ کہ جو کچھ ہوا۔ وہ میری ہی وجہ سے ہوا ہے۔ حالانکہ اگر اُسے معلوم ہوتا۔ کہ میری گفتگو کا نتیجہ اتنا خوفناک ثابت ہوگا۔ تو وہ ہرگز اس قسم کی باتیں منہ سے نہ نکالتا۔ جولیا کے سرہانے بیٹھا ہوا۔ وہ با چشم پُرنم بہن کے زرد چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور وہ بے چینی کی حالت میں سو رہی تھی۔ جب اسی طرح کئی گھنٹے گذر گئے۔ اور شام ہونے کو آئی۔ مگر وہ بیدار نہ ہوئی۔ تو ہیری کو اندیشہ پیدا ہوا۔ کہیں اُس کا دم نہ نکل گیا ہو۔ لیکن خادمہ نے اُسے تسلی دلایا۔ اور اس نے اپنی بہن کے اوپر جھک کر جسے ڈاکٹر کوئی افیونی مرکب اُس کی طبیعت کو سکون کرنے کے لئے پلا گیا تھا۔ آہستگی سے اُس کے لبوں کو بوسہ دیا۔ جولیا کی زبان سے "ہیری" کا لفظ نکلا۔ اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند منٹ کے عرصہ میں اُسے پورے طور پر ہوش آگیا اور پھر جب اس نے اپنی مصیبت کی نوعیت اور وسعت کی طرف دیکھا۔ تو خوف سے کانپ گئی۔ کیونکہ اس نے محسوس کیا۔ کہ ایسے حالات میں استغنا سے کام لینا خارج از بحث ہے لیکن اپنے چھوٹے بھائی کی خاطر جس کا نام سب سے پہلے ہوش میں آنے پر اس کے لبوں سے نکلا۔ اور جسے اُس نے اپنے اوپر جھکے ہوئے دیکھا تھا۔ غریب عورت نے اس بات کا ارادہ کیا۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ دنیاوی جدوجہد کا استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہئے۔ بہرحال اُس کی زبان سے ذرا سی کیفیت بیان ہونے پر یعنی محض اتنا ظاہر کر دینے سے کہ بچہ میرا نہیں بلکہ لیڈی کیرولائن کا ہے۔ اُس کی حالت پھر بدستور ہو سکتی تھی۔ لیکن اُس کے نیاعن

دل نے یہ بات گوارا نہ کی کہ اپنی سلامتی کی خاطر جان سے عزیز سہیلی کا راز ظاہر کرے۔ اُس نے سوچا۔ اس سے ہزار درجہ بہتر یہ ہوگا۔ کہ میں دردِ فراق سے گھل کر اور دل شکستہ ہو کر قبل از وقت کنجِ لحد میں اُتر جاؤں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ مارکوئس کے روبرو اُس کی بہن کی بدنامی ظاہر کروں۔

اُس خوفناک دن کو شام کے سات بجے کے قریب جولیا کے دروازہ پر زور کی دوسری دستک سنائی دی۔ اور اس کے چند منٹ بعد لیڈی کیرولائن چرچنگھم اُس کمرہ میں داخل ہوئی۔ جہاں پر جولیا صاحبِ فراش تھی۔ اُسے دیکھ کر مریضہ نے خادمہ اور ہیری کو باہر چلے جانے کا اشارہ کیا۔ اور جب دونو سہیلیاں تنہا رہ گئیں۔ تو ایک نہایت رقت خیز نظارہ پیش آیا۔ معلوم ہوا کہ مارکوئس نے اُسی سہ پہر کو اپنی بہن کے نام ایک خط لکھا تھا۔ جس کا مضمون حسبِ ذیل تھا۔ " پیاری کیرولائن میں بالکل دل شکستہ ہو چکا ہوں۔ اور افسوس ہے کہ تم سے نہیں مل سکتا۔ اپنے غم کو چھپانے کی خاطر میں چند ہفتوں ... یا چند مہینوں کے لئے ولایت کو جا رہا ہوں۔ جہاں رہ کر پھر اُس ذہنی سکون کو حاصل کرنے کی کوشش کرونگا جو آج کے دن سے بالکل منتشر ہو چکا ہے۔ اے بہن جولیا اس قابل نہیں۔ کہ میں اُس کو محبت کروں۔ یا تم اُس کی سہیلی ہو۔ کیوں؟ اس کی وجہ دریافت نہ کرو۔ کیونکہ مجھے بتانے کی تاب نہیں۔ لیکن اتنی تاکید میں دوبارہ کرتا ہوں۔ کہ آئندہ کے لئے کسی بھی حالت میں تم نے اُس سے نہ ملنا۔" اس کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ " تمہارا مصیبت زدہ بھائی ولمنگٹن " یہ خط کو پاتے ہی لیڈی کیرولائن سمجھ گئی۔ کہ مارکوئس کے خیالات کی یہ فوری تبدیلی ضرور میرے بچہ کے متعلق کسی غلط فہمی سے ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ فوراً ہی بحالِ پریشان جولیا کے مکان پہونچی۔ اور وہاں اُسے اپنی فیاض دل سہیلی کو بسترِ مرض پر پڑے دیکھ کر سخت صدمہ ہوا ایک دوسرے سے بغل گیر ہونے کے بعد ان میں اس قسم کی گفتگو شروع ہوئی۔ جو واقعات پیش آمدہ کی توضیح کے لئے ضروری تھی۔ اور لیڈی کیرولائن کو جلدی ہی معلوم ہوگیا۔ کہ اُس کے بدترین اندیشے صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ مارکوئس کو بچہ کا علم ہو گیا ہے۔ مگر اس بارہ میں اس کو سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ کہ بچہ کس کا ہے۔ اُس وقت یہ معلوم کر کے کہ جولیا مارکوئس کے خوفناک شبہات کو اپنے اوپر لے کر اپنے چاہنے والے کی نظروں میں حقیر اور بدنام ہونے اپنی تمام روشن آرزوں کو خیرباد کہنے حتیٰ کہ اپنے بہترین جذباتِ محبت کے اتلاف کی پروا

نہ کر کے جان تک سے گذر جانے پر آمادہ ہے۔ لیکن میرا راز ظاہر کرنے کو تیار نہیں۔ لیڈی کیرولائن کے دل پر مسرت اطمینان اور رقت کا جو اثر طاری ہوا۔ اس کا بیان تحصیل حاصل ہوگا۔ مختصر یہ کہ اس کے یہ جذبات اس احساس شکرگذاری سے کم نہ تھے۔ جو اس کے دل میں اپنی بہن کی طرح عزیز سہیلی کے لئے موجود تھا۔

زار زار روتے ہوئے جولیا کی چھاتی سے لپٹ کر حسین امیرزادی نے بڑے اصرار کے ساتھ کہا۔ "نہیں جولیا میں ہرگز ایسا نہ ہونے دونگی۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ میں اپنی خاطر تمہار جیسی نیک نہاد عورت کو دائمی بدنامی ذلت اور مصیبت کا شکار بننے دوں؟ نہیں میں اپنے بھائی کے پاس دیہات میں جاکر اس کے قدموں میں گر جاؤنگی۔ اور ہاتھ جوڑ کر جو کچھ مجھ پر بیتی ہے۔ صاف صاف کہہ دونگی۔ اور خواہ کچھ ہو۔ میں اسے واپس تمہارے پاس لاؤں گی" جولیا کی دونوں آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ کہنے لگی "کیرولائن میری عزیز سہیلی اس صورت میں تمہارا کیا حال ہوگا؟" وہ بولی "میں دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے معصوم بچے کے ساتھ ہو کسی تنہا مقام میں عزلت گزین ہو جاؤں گی۔ میں کسی دور دراز گاؤں میں کوئی فرضی نام اختیار کر کے جا بسوں گی۔ تاکہ دنیا کے اس اظہار نفرت سے محفوظ رہ سکوں۔ جو میری خوفناک کمزوری کے باعث میرے حصہ میں آتا ہے" یہ کہتے ہوئے لیڈی کیرولائن کی آواز ذہنی پریشانی کے زیر اثر پھر بھرا گئی۔ لیکن دفعتاً وہ زیادہ پُردلی اور گلوگیر آواز میں کہنے لگی "لیکن یہ بھی اس صورت میں کہ بھائی نے جوش غضب میں میری داستان ندامت سن کر مجھے فوراً ہی جان سے نہ مار دیا۔ میرے نزدیک اغلب یہی ہے کہ وہ میری ذلت کو سکون کے ساتھ برداشت نہ کر سکیگا۔" جولیا فکر اور التجا کے لہجہ میں کہنے لگی "اس صورت میں پیاری کیرولائن خدا کے لئے تم اپنی اس ہٹ کو چھوڑ دو۔ تمہارا بھائی کے پاس جاکر اس کے غضب کا نشانہ بننا بیکار ہے۔ تم نے مجھ پر جو احسانات کئے ہیں۔ میں انہیں مدت العمر فراموش نہیں کر سکتی۔ ان احسانات کا اگر کوئی صلہ مجھ ناچیز سے ممکن ہو۔ تو یہی سمجھو۔ کہ میں اس بدنامی کو اپنے اوپر لینا منظور کر رہی ہوں۔ جس کے بوجھ سے تم یقیناً مغلوب ہو جاؤگی۔ کیرولائن مجھے وہ وقت کبھی نہیں بھولے گا۔ جب میں کیچڑ میں خراب شدہ لباس لیکر خوف زدہ اور کانپتی ہوئی تمہاری والدہ کے سامنے پہنچی۔ اس وقت تمہاری ہی نگاہوں نے مجھے حوصلہ دیا۔ اور تمہارے ہی الفاظ نے اطمینان دلایا تھا۔ اس کے بعد جب میں اس مکان سے

ایسی حالت میں واپس آرہی تھی کہ میرے پاس خود کھانے یا اپنے بھائی کو کھلانے کے لئے ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ تم نے مجھے مالی امداد دے کر ناقابل فراموش احسان کیا۔ اے معزز خاتون تمہاری فیاضیاں ایسی نہیں۔ کہ میں انہیں فراموش کردوں۔ تم صرف نام کی نہیں۔ دل کی بھی امیر ہو۔ اور تمہارے جیسی نیک نہاد سہیلی کی پردہ پوشی کی خاطر مجھے اپنی نیک نامی اور ذلت کی بھی پروا نہیں"۔ جولیا مرے کی طرف سے اس قدر اظہار فیاضی دیکھ کر لیڈی کیرولائن مغلوب ہوگئی۔ کہنے لگی"۔ جولیا تم انسان نہیں فرشتہ ہو۔ لیکن" اس نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ ذرا تامل کے بعد کہا" کوئی بات مجھے اس پر آمادہ نہیں کرسکتی۔ کہ میں اپنی خاطر تمہیں قربان ہونے دوں۔ میں تسلیم کرتی ہوں۔ کہ دنیا بھر کی نیکیاں اور خوبیاں تمہاری ذات میں شامل ہیں۔ اور جب تک میرے تن میں جان اور میرے دماغ میں فراست ہے میں شب و روز قادر مطلق سے تمہاری بہتری اور ترقی کے لئے دعا کرتی رہونگی۔ اے بہن میں اپنی کمزوری کا خمیازہ بھگت رہی ہوں۔ از برائے خدا تم مجھے اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ اگر میں نے تمہیں اپنے گناہ کے لئے قربان ہوجانے دیا۔ تو میں عمر بھر چین نہ حاصل کرسکوں گی"۔ مس مرے نے ایک لمحہ سوچکر کہا" خیر اگر تمہیں یہی اصرار ہے تو میں زیادہ تو دیر نہیں دے سکتی۔ جیسا تمہاری مرضی ہو کرو۔ لیکن اس بات کا مجھ سے وعدہ کرلو۔ کہ چوبیس گھنٹے گذرنے سے پیشتر تم کوئی بات اس قسم کی نہ کرو گی۔ جس کا تعلق تمہارے راز کے افشا اور میری براءت سے ہو۔ اس عرصہ میں ہم دونوں اس سوال پر دوبارہ اچھی طرح سے غور کرسکیں گی۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ غیر معمولی جلد بازی سے کوئی خاص فائدہ بھی حاصل نہ ہوسکے گا"۔ لیڈی کیرولائن نے جواب دیا" بہت اچھا جولیا۔ میں اپنے بھائی سے ایک دن رات کے بعد ہی ملوں گی لیکن میں اپنی طرف سے یہ شرط عائد کرنا چاہتی ہوں۔ کہ کل جس وقت ہم ملیں۔ تو بحث طلب سوال یہ نہ ہو۔ کہ میں اپنے گناہ کا اعتراف کروں یا نہ کروں۔ بلکہ محض اس سوال پر غور کیا جائے۔ کہ جو کچھ مجھے بھائی کے روبرو بیان کرنا ہے۔ اسے زیادہ محفوظ طریق پر کیونکر ظاہر کیا جاسکتا ہے"۔

ملہ فسانۂ لندن کے سابقہ اوراق میں ناظرین نے ایک بدنصیب عورت کی سرگذشت کے دوران میں لیڈی ایلزبتھ انفیلڈ کا واقعہ پڑھا تھا۔ لیڈی کیرولائن خرنگھم کے خصائل اس خاتون کے عین برعکس ظاہر کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اس فسانہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے۔ کہ سوسائٹی کے ہر طبقہ کے نیک دل اور فیاض اور خود غرض شخصوں کی حالت کا نقشہ پیش کیا جائے۔ ۱۲

مس مرے نے کہا۔ بہت اچھا کل رات سات بجے ضرور مجھ سے ملنا۔" لیڈی کیرولائن نے اس کا وعدہ کیا۔ اور اس کے بعد وہ بڑی گرمجوشی کے ساتھ اپنی سہیلی سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئی۔

اس کے دوسرے دن سہ پہر کے تین بجے کے قریب ایک شخص لیڈی کیرولائن جرنگھم کے نام چٹھی لے کر ہنیوور سکوئر میں پہنچا۔ اور یہ چٹھی خادمہ کو دیکر فوراً ہی واپس چلا گیا لیڈی کیرولائن نے پڑھا۔ تو خط کا مضمون حسب ذیل تھا:- "پیاری کیرولائن آج رات تمہارا اُس مکان پر آنا جس میں میں کئی ماہ سے رہتی تھی۔ اور جسے تمہارے نیک دل بھائی نے اپنے روپیہ میرے لئے خریدا تھا۔ بے سود ہے۔ کیونکہ جس وقت یہ خط تمہیں ملیگا اُس سے پہلے ہی میں اس مکان کو چھوڑ چکونگی۔ میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ تمہاری خاطر ساری بدنامی کو اپنے ہی اوپر لئے رکھوں۔ پس میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر آج ہی کسی تنہا مقام پر آباد ہو جاؤں گی۔ جہاں تمہارا مجھ تک پہنچنا غیر ممکن ہے۔ ان حالات میں تمہارے لئے اپنے راز کو بھائی کے سامنے ظاہر کرنا سراسر غیر ضروری بلکہ مضحکہ خیز ہوگا۔ کیونکہ اُس سے حاصل کچھ نہیں۔ اگر اب بھی تم نے ضد کی۔ اور سارا معاملہ اپنے بھائی کے سامنے ظاہر کر دیا تو اس سے مجھے کچھ فائدہ نہ پہنچ سکیگا۔ کیونکہ مستقبل کی نسبت میں نے جو ارادہ کر لیا ہے اسی پر عمل کرونگی۔ پس میری درخواست یہ ہے۔ کہ اُس راز کو جس کے افشا سے کچھ فائدہ حاصل نہیں۔ اپنے سینہ میں ہی محفوظ رہنے دو۔ اور کبھی کبھی مجھ بدنصیب کو اس قابل ہو تو یاد کر لیا کرو۔ کیونکہ تم تو بہر حال کبھی میرے دل سے جدا نہ ہوگی اگرچہ اے میری عزیز سہیلی ہمارا اب اس زندگی میں دوبارہ ایک دوسرے سے ملنا قطعاً غیر ممکن ہے۔" اس چٹھی پر جابجا آنسوؤں کے داغ تھے۔ جب لیڈی کیرولائن نے اسے پڑھا۔ تو سناٹے کی حالت میں آگئی۔ آہ! کیا جولیا نے حق رفاقت کا انتہائی ثبوت دینے کے لئے غلط بیانی سے بھی دریغ نہ کیا۔ اور اس طرح نیاضانہ سلوک میں مجھ سے بازی لے گئی۔ اب اُسے معلوم ہوا۔ کہ مس مرے نے کس لئے معاملہ کو چوبیس گھنٹے ملتوی کرنے کی درخواست کی تھی۔ یعنی محض اس لئے کہ اس عرصہ میں اپنی ذات کو اپنی عزیز سہیلی پر نثار کر دے۔ رقعہ کی وصول سے لیڈی کیرولائن کو جو رنج ہوا۔ اُسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کم و بیش ایک گھنٹہ اُس کی حالت کسی مجذوب اور دیوانہ شخص کی سی رہی۔ اور اس عرصہ میں یہ اُس کی خادمہ صداقت کسے جھپلتد

کے پُر شور اظہار سے رکتی رہی جس سے سارے گھر کا خبردار ہو جانا یقینی تھا۔ آخر جب
اُسے انتہائی سکون حاصل ہوا۔ تو لیڈی کیرولائن خادمہ کو ساتھ لے کر کیرینڈن ٹون (؟) پہنچی۔
وہاں جو کچھ اُس نے دیکھا۔ اُس سے جولیا کی تحریر کی پورے طور سے تصدیق ہو گئی۔ مکان
بند تھا۔ اور ہمسایوں سے دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ مسز اُس کی خادمہ اور بھائی دوپہر
کے بعد گاڑی میں بیٹھ کر کسی طرف کو روانہ ہو گئے۔ اگرچہ اُس وقت جولیا کی طبیعت
ناساز معلوم ہوتی تھی۔ جس نے امیرزادی اس امید پر آئی تھی۔ کہ میں اپنی سہیلی سے وقت
پر مل کر اُسے اُس کے ارادہ سے باز رکھ سکوں گی۔ لیکن جب اس اُمید میں ناکامی ہوئی
تو اُس کا رنج و الم اور زیادہ بڑھ گیا۔ وہاں سے وہ مسز پورٹر کے مکان پر گئی۔ اور اُس
جگہ معلوم ہوا۔ کہ جولیا صبح کے وقت بچہ کی حالت دیکھنے آئی تھی۔ اور جاتے وقت اُس
کے معصوم چہرہ پر الوداعی بوسہ دے گئی۔ جولیا کی نیک دلی کی ان تازہ مثالوں نے لیڈی کیرولائن
کے دل پر اتنا اثر کیا۔ کہ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بار بار کفِ افسوس ملتی اور یہ
کہہ کر اپنے آپ کو ملامت کرتی تھی۔ کہ میں بدنصیب ہی اُس کی ساری مصیبتوں کا موجب ثابت ہوئی۔
لیکن ابھی اسے ایک راہ امید باقی نظر آتی تھی۔ اور اس نے اس پر فوراً ہی عمل کرنے کا
ارادہ کر لیا۔ فیصلہ یہ تھا۔ کہ بھائی کو چٹھی لکھ کر اُسے سارے حالات سے خبردار کر دیا جائے۔
اور اُس سے درخواست کی جائے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ جولیا کی تلاش کرے تاکہ اُس
کے ساتھ کامل انصاف ہو سکے۔ چنانچہ دوسرے دن اُس نے ایک مفصل چٹھی اپنے بھائی
مارکوئیس آف ولنگٹن کے نام لکھی۔ جس میں اس بات کی التجا کی گئی تھی۔ کہ میری وجہ سے
جو بدنامی خاندان کے حصہ میں آئی ہے۔ میں اُس کے لئے معافی کی خواستگار ہوں۔ ضمناً اُس
نے اپنی سہیلی کی فیاضیوں اور اس کے انتہائی ایثار کا ایسے پردرد الفاظ میں نقشہ کھینچا۔ کہ اپنی
تحریر کو دوبارہ پڑھ کر وہ دیر تک آنسو بہاتی رہی۔ خط کو لفافہ میں بند کر کے اس نے ڈاک میں
ڈلوا دیا۔ تو اُسے گونہ اطمینان ہوا۔ اور پھر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگی " اگر میرا بھائی
جوشِ غضب میں مجھ سے انتہائی انتقام لینے پر آمادہ ہو۔ تو میں اُس کے لئے بھی تیار ہوں۔ کیونکہ
میرا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ جو کچھ میں اس وقت کر رہی ہوں۔ وہ ایک مقدس اور ضروری فرض
ہے " اس اثنا میں بیوہ مارشنس چونکہ علیل تھی۔ اس لئے وہ اپنے کمرہ میں ہی رہی۔ اور اُسے
اپنی بیٹی کے اطوار میں کوئی خاص تبدیلی نظر نہ آئی۔

لیڈی کیرولائن جرننگھم کی چھٹی روانہ ہونے کے دو دن بعد مارکوئیس آف ولنگٹن لندن
میں واپس آگیا۔ اور سیدھا ہیلنڈورسکوئر پہنچکر وہ سب سے پہلے اپنی بہن سے ملا۔ کیرولائن
زرد رو۔ کانپتی ہوئی۔ بھائی کی قہر آلود نگاہوں کی تاب لانے کے ناقابل خوف سے اُن ابتدائی
لفظوں کی منتظر تھی۔ جو اُس کے منہ سے نکلیں۔ لیکن اُس کے تمام اذیت دہ جذبات اُس وقت
بالکل رفع ہوگئے۔ جب مارکوئیس نے بہن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر نرمی لیکن افسردگی
کے لہجہ میں کہنا شروع کیا" کیرولائن میں تمہیں ملامت کرنے کے لئے نہیں آیا۔ نہ اس لئے کہ
سنگدل بنکر تم پر ظلم کر کے تمہارے مصائب میں اضافہ کروں۔ یا جو بات اس سے بھی زیادہ
بے سود ہے۔ تمہارے راز کو فاش کر کے اوروں تک پہنچاؤں۔ میں جانتا ہوں۔ تم غصہ کی بہ نسبت
رحم کی زیادہ مستحق ہو۔ اور چونکہ تم نے اپنی سہیلی کے ساتھ انصاف کی خاطر ہر ایک بات تسلیم کر
لی ہے۔ اس لئے میں تمہاری صاف بیانی کی اور بھی زیادہ قدر کرتا ہوں" لیڈی کیرولائن بھائی
سے لپٹ گئی۔ اور اُس کے سینہ پر سر رکھ کر بہت دیر تک رویا کی۔ آخر جب اُس کی طبیعت قدرے
سکون پذیر ہوئی۔ تو مارکوئیس کہنے لگا" خدا کا شکر ہے کہ جولیا ہر طرح بے عیب اور پاکباز ہے
کیرولائن ہر چند کہ تم سے مجھے دلی ہمدردی ہے۔ تاہم یہ جاننا کم موجب اطمینان نہیں۔ کہ وہ
غریب اور مصیبت زدہ لڑکی جس کے متعلق میں نے بے جا شبہات کو دل میں جگہ دی۔ ہر طرح
میری محبت کی مستحق ہے۔ اس سے پیشتر اگر میں اُسے محض ایک نیک فیاض اور پاکباز عورت
سمجھ کر اُس کی محبت کی قدر کرتا تھا۔ تو اب اُس کے ایثار کی تازہ مثال نے میرے دل میں اُس کی
عزت کو دوچند کر دیا ہے۔ پس اُس کی تلاش میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہئے۔ اور میں تم
سے رخصت ہوکر ابھی اُسی کو تلاش کرنے جاتا ہوں"۔ بہن سے رخصت ہوکر مارکوئیس سب سے
پہلے مشورہ حاصل کرنے کی غرض سے اپنے وکیل مسٹر رچرڈسن کے پاس گیا۔ کوئی ایسی بات کہے
کے بغیر جس سے اُس کی بہن کی عزت پر حرف آتا۔ اُس نے وکیل کے روبرو اس بات کا اعتراف
کیا۔ کہ میرے دل میں جولیا کی نسبت کئی بے جا شبہات پیدا ہوگئے تھے۔ لیکن مختلف طریقوں
سے ثابت ہوگیا ہے۔ کہ وہ سراسر نیک اور پاکباز ہے۔ اب میری آرزو یہ ہے۔ کہ وہ جہاں مل
سکے۔ تلاش کر کے اُس کی سابقہ تکالیف کی پورے طور سے تلافی کروں"۔ مسٹر رچرڈسن نے بتایا
کہ تین دن پیشتر ایک شخص میرے پاس کیمبڈن ٹون والے مکان کی کنجی اور یہ پیغام لایا تھا۔ کہ مس
مرے نے وہ مکان اور اس کا سارا سامان اُس کے اصلی مالک کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ جو چیزیں

جس حالت میں اس کے سپرد کی گئی تھیں۔ وہ سب اسی حالت میں اب تک موجود ہیں"۔ جولیا کی دیانت داری کا یہ تازہ ثبوت دیکھ کر مارکوئس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور اس نے مسٹر رچرڈسن کے اس مشورہ کو قبول کیا۔ کہ ایک اشتہار ایسے طریق پر روزمرہ اخبار ٹائمز اور باقی کثیر الاشاعت اخبارات میں درج ہوتا رہے کہ اس کے مضمون کو مس مرے ہی سمجھ سکے۔ اور کسی اور شخص کے لئے وہ مبہم اور بے معنی ہو۔ اس اشتہار کا کام اس نے وکیل کے سپرد کیا۔ اور خود جولیا کی تلاش کے لئے روانہ ہوا۔ وہ اپنے ساتھ کیمڈن ٹون والے مکان کی کنجی لیتا آیا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے مکان کا دروازہ کھولا۔ لیکن نشست گاہ کے سوا باقی کمروں میں جانے کا حوصلہ نہ ہوا۔ نشست گاہ میں اسے کوئی چٹھی یا پرزہ کاغذ اس قسم کا نہ ملا۔ جس سے جولیا کا پتہ معلوم ہو سکتا۔ اس کا دل رنج و الم سے پُر تھا۔ اور اس کے بعد جس وقت وہ اس جھونپڑی کیطرف روانہ ہوا۔ جس میں اس کا شیرزادہ مسز پورٹر کے زیر نگرانی پرورش پاتا تھا۔ تو رہ رہ کر اس کے منہ سے سرد آہیں نکل رہی تھیں۔ چونکہ اس سے پیشتر وہ مسز پورٹر کے ساتھ بڑی ترش کلامی سے پیش آیا تھا۔ اس لئے اب کی مرتبہ اس عورت نے مارکوئس سے سرد مہری کا سلوک کیا۔ لیکن جب وہ نرمی سے پیش آنے لگا۔ اور اس نے بچہ کی نسبت کئی طرح کے سوالات پوچھے۔ تو مسز پورٹر بھی نرم ہو گئی۔ اور انجام کار وہ اسے ایک نہایت نیک آدمی سمجھنے لگی۔ بچہ مارکوئس کے پاس لایا گیا۔ اور اس نے اسے محبت سے بوسہ دیا۔ مسز پورٹر نے اثنائے گفتگو میں مس مرے کا ذکر کیا تو مارکوئس نے گفتگو کا رخ اس طرف پھیر دیا۔ اس نے مسز پورٹر کی زبانی اپنی جولیا کے متعلق انتہائی تعریف کے کلمات سنے۔ لیکن یہ معلوم کرنے سے وہ بہرحال قاصر رہا۔ کہ اس کی موجودہ سکونت کہاں ہے۔ کیونکہ مسز پورٹر اس بارہ میں خود اس کی طرح بے خبر تھی۔ چنانچہ پریشان خاطر وہ اس مکان سے اپنی حسینہ کو کسی دوسری جگہ تلاش کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

اپنی بہن کی زبانی اسے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ جولیا اس کا بھائی اور خادمہ یہ تینوں کرایہ کی گاڑی میں سوار ہو کر کسی طرف کو روانہ ہو گئے تھے۔ اس سے اس نے نتیجہ نکالا۔ کہ وہ گاڑی کسی قریب ہی اڈہ سے حاصل کی گئی ہو گی۔ اور اب دیکھئے کہ وہ ناز و نعم میں پلا ہوا امیر جو فرش زمین پر قدم نہ رکھتا تھا۔ تنگ گلیوں بدنام بازاروں میں اور گاڑیوں کے اڈوں میں اپنے محبوب کی تلاش میں سرگرداں پیادہ پھر رہا ہے۔ وہ ان لوگوں سے اپنی جولیا کا پتہ پوچھتا ہے۔ جن سے بات کرنا بھی کسر شان تھا۔ اور جنہیں انعام کا لالچ ہی ان کی

ترش کلامی سے باز رکھتا ہے۔ لیکن وہ ان تمام کوششوں کے باوجود اُس حسینہ کا سراغ لگانے سے قاصر رہتا ہے۔ آخر شام کو تھک ہار کر بڑی پریشان حالت میں وہ اپنے شاندار قصر واقع ایلگر اوسکوئر میں پہنچا۔ اب اُس کی واحد اُمید یہ تھی۔ کہ اشتہارات جو اخباروں میں درج کرائے گئے۔ ان کے ذریعہ کسی طرح جولیا کا پتہ لگانے میں کامیابی ہو۔ لیکن یہ امید بھی اس وقت موہوم ثابت ہوئی۔ جب مارکوئیس کو یاد آیا۔ کہ جولیا عادتاً بہت کم اخبارات پڑھا کرتی ہے اسی طرح دن گذرتے گئے۔ دنوں نے ہفتوں اور ہفتوں نے مہینوں کی صورت اختیار کر لی۔ موسم گرما گذر کر پھر سردیاں آگئیں۔ مگر جولیا کا اب تک پتہ نہ چلا۔ اس عرصہ میں لیڈی کیرولائن جرننگم کے متعلق البتہ کئی قابل ذکر واقعات ظہور میں آئے۔ اس کے بچہ کو تشنج کا دورہ ہونے لگا تھا۔ اور ایک بار یہ دورہ اس زور کا ہوا۔ کہ وہ جانبر نہ ہوسکا۔ مسز پلورڈ نے اس کی بہت نگہداشت کی۔ اور ڈاکٹر نے بھی علاج میں کوتاہی نہ کی۔ مگر وقت اجل کو ٹالنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ بچہ کی لاش اولڈ سینٹ پنکراس کے قبرستان میں دفن کردی گئی۔ اور مسٹر اور مسز پلورڈ جنہیں بچہ کی حوالگی کے وقت سے اس کی موت کے زمانہ تک معقول معاوضہ دیا جارہا تھا۔ دم آخر تک اس کی ماں کے صحیح نام اور رتبہ سے بے خبر رہے اتفاق دیکھئے کہ لیڈی کیرولائن کی کمزوری اخلاق کے اس زندہ ثبوت کے دنیا سے اُٹھ جانے کے چند ہی ہفتے بعد اس کا دلدار لارڈ ہارٹلے انگلستان کو واپس آگیا۔ اور لندن میں پہنچکر سب سے پہلے سیدھا بیلگریو سکوئر میں پہنچا۔ لیڈی کیرولائن کا عشق اب تک اس کے دل میں موجود تھا۔ اس نے بڑی دلیری سے بیوہ مارشنس سے اس کی دختر سے شادی کی اجازت چاہی۔ اور چونکہ اس نخوت پسند خاتون کے نزدیک بنیسٹری جہاز ٹرمینڈس کے غریب اور گمنام لفٹنٹ کوئینی اور بیرن ہارٹلے آف ہارٹلے کی حیثیتوں میں بہت فرق تھا۔ اس نے بھی اس تجویز شادی پر اعتراض نہ کیا۔ چنانچہ اس زیر تجویز شادی کی خبر اخبار مارننگ پوسٹ میں مشتہر کردی گئی۔ اور اس طرح یہ شادی نومبر ۱۸۳۵ء میں میری داستان کے آغاز سے پورے ایک سال بعد عمل میں آئی۔

غرض یہ کہ لیڈی کیرولائن جرننگم لیڈی ہارٹلے بن گئی۔ اور اس کی شادی اس کے دلدار سے ہوگئی۔ مگر اس کے باوجود اس کے دل کو اطمینان نہ تھا۔ ہر وقت ہر لحظہ اسے

اپنی عزیز سہیلی جولیا مرے کا خیال لگا رہتا تھا۔ اس نے سارا واقعہ اپنے شوہر کے روبرو بیان کر دیا تھا۔ اور وہ خود اس نیک نہاد عورت کا سراغ لگانے کے لئے فکرمند تھا۔ مارکوئیس آف ولنگٹن نے ہر ممکن طریق پر جولیا کی تلاش جاری رکھی۔ مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ اور اب آخرکار اس کی اُمیدیں یاس میں بدلنے لگیں۔ اس کی صحت دن بدن خراب ہوتی جارہی تھی۔ اور دلی فکر و تشویش کا اثر اس کے چہرہ پر نمودار تھا۔ اس کی بہن اسے تسلی دینے کی بہت کوشش کرتی تھی۔ مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ خود تسکین کی محتاج تھی۔ کیونکہ جتنا رنج اس کے بھائی کو اپنی معشوقہ کے گم ہونے کا تھا۔ اسی قدر اس کی بہن کو اپنی سہیلی کے عدم پتہ ہوجانے پر تھا۔

میں بیان کرچکا ہوں کہ میری داستان کے آخری واقعات نومبر ۱۸۳۵ء میں ہوئے۔ اب میں کچھ ذکر جولیا مرے کا بھی کرنا چاہتا ہوں۔ اس رات کی طرح جب کوئیس کی اس سے پہلی ملاقات ہوئی۔ زوردار بارش ہورہی تھی۔ اور ٹھنڈی ہوا چلتی تھی۔ ایک ایسی ناخوشگوار رات کو بدنصیب حسینہ کاونٹ گارڈن مارکٹ کے قریب ایک گلی کے تیرہ و تار مکان کے بالاخانہ میں بیٹھی تھی۔ کمرہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ اور جو کچھ موجود تھا۔ وہ جولیا کا ذاتی سامان نہ تھا۔ چولہے میں آگ کی چنگاری تک نظر نہ آتی تھی کھانے کا دروازہ کھلا پڑا تھا۔ اور اس کے اندر خوراک کی قسم سے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ مجموعی طور پر وہ جگہ سخت افسردہ کن تھی۔ اور اس افسردگی میں اس شمع کی دھندلی روشنی سے اضافہ ہورہا تھا جو ٹمٹماتی ہوئی شکستہ مرطوب دیواروں کو نمودار کررہی تھی۔ کھڑکیوں کے ٹوٹے ہوئے شیشوں میں سے جھکڑ اسے رہ رہ کر گل کئے دیتا تھا۔ غریب جولیا ایک میز کے قریب اس پر کہنی ٹیکے اپنا سر ہتھیلی پر رکھے بیٹھی تھی۔ قریب ہی اس کا عزیز بھائی ایک سٹول پر بیٹھا اس کی طرف حسرتناک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ دونو کے چہرے زرد اور بےرونق تھے۔ لڑکے کے رخساروں پر جو پھول کی ایسی رنگت نمودار رہا کرتی تھی اب رخصت ہوچکی تھی۔ اور وہ سرخی بھی جو اس کی بہن کے حسن کو دوبالا کرتی تھی نظر نہیں آتی تھی۔ کمرہ میں ہر طرف افلاس و نکبت کا دور دورہ تھا۔ دونو بہن بھائی مصیبت زدہ تھے۔ بہن دل شکستہ ہوچکی تھی۔ اگرچہ بھائی اس بات سے لاعلم نہ تھا۔ کہ ہماری حالت کیوں یکایک اتنی زار ہوگئی۔ کام کی کمی اور خرابی صحت نے جولیا کو افلاس

کی انتہا تک پہنچا دیا تہا۔ وہ خود ان ساری مصیبتوں کو سہتی ہوئی بہی خوش رہ سکتی تہی۔ وہ ایسی عورت تہی۔ کہ رنج والم اس کے حوصلہ کو پست نہ کر سکتے تہے۔ مگر جب وہ اپنے عزیز بہائی کے چہرہ کی طرف دیکہتی۔ جب وہ اسے بہوکا اور مغموم نظر آتا۔ جب وہ اس بات کو محسوس کرتی۔ کہ وہ اپنی تکالیف کو چہپانے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ اسے اندیشہ ہے۔ میری وجہ سے بہن کا غم دوبالا نہ ہو۔ تو یہ باتیں اسے اور زیادہ مغلوب اور مایوس کر دیتی تہیں۔ وہ کمرہ میں ادہر ادہر دیکہتی ہے۔ مگر اپنے تار تار دوشالہ کے سوا کوئی کپڑا بہی ایسا نظر نہیں آتا۔ جسے گرو رکہہ کر بہائی کے لئے کہانا مہیا کرے۔ اور یہ شال سلائی کی تلاش میں باہر ادہر ہو کر جانے کے لئے ضروری ہے۔ اے آسمان! بارہ گہنٹے اس غریب بچہ کے کچہ کہائے بغیر گذر چکے ہیں... چوبیس گہنٹوں سے جولیا کے اپنے منہ میں دانہ تک نہیں گیا۔ کیونکہ روٹی کا آخری ریزہ بہی اس نے زبردستی بہائی کو کہلا دیا تہا۔ اور اب معلوم نہیں۔ کب تک انہیں کہانا نصیب ہو۔ پہر اگر کوئی بہی کام نہ ملا تو کیا ہوگا؟ آہ! یہ تصور روح فرسا ہے!

ان تلخ اور رنج دہ خیالات کے سلسلہ میں جولیا کے ذہن میں عہد ماضی کی ایک یاد تازہ ہوئی۔ جو اس کے لئے موجب تسکین نہیں۔ بلکہ اور زیادہ غم والم میں مبتلا کرنے والی تہی۔ اسے یاد آیا۔ کہ پورا ایک سال گذرا۔ آج کے دن میری مارکوئس آف ولنگٹن سے ملاقات ہوئی تہی۔ پورا ایک سال اس قابل یادگار رات کو پیش آئے گذر چکا تہا۔ اور اس ایک سال کے عرصہ میں خود اس نے اور اس کے بہائی نے کتنے عظیم انقلاب دیکہے! وہ اقبال و راحت کے زمانہ سے گذر کر دوبارہ انتہائی مصیبت میں مبتلا ہو چکے تہے۔ ان سے کوئی خطا سرزد ہوئی تہی۔ جس کے لئے ان پر یہ قہر آسمانی نازل ہوا۔ مگر شاید اس کی وجہ یہ تہی کہ جنہیں قادر مطلق سب سے زیادہ عزیز رکہتا ہے۔ انہیں کو زیادہ سے زیادہ آزمائشوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ جولیا ہر قسم کی تکالیف اور مصیبتوں کے باوجود اب تک بے داغ پاکباز اور معصوم تہی۔ اگرچہ اسے دنیا کی آزمائشوں میں مبتلا ہو کر سخت جدوجہد کرنی پڑی۔ اس کا بہائی بہی اب تک ویسا ہی نیک دل [illegible] اور پیارا بچہ تہا جیسا اس وقت جب میں نے اس کا پہلے ذکر کیا۔ دنیاوی کشمکش نے اس نیک دل عورت کے اعلیٰ اصول میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ بیشک ان دونوں کا جسم [illegible] نے

کبھی کسی جاندار کو ضرر نہیں پہنچایا۔۔ جنہوں نے ہمیشہ نیکی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔۔۔ جو ایک دوسرے سے انتہا درجہ کی محبت کرتے تھے۔ اور جن کی شب و روز یہ دعا تھی کہ قادر مطلق ہماری حالت کو بہتر بنائے۔ باوجود اس قسم کی مصیبتوں میں مبتلا ہو نا بخت رنجیدہ اور جگر پاش تھا۔ مگر جیسا کہ بارہا دیکھا جاتا ہے۔ اُن کی ساری دعائیں جو وہ شب و روز خدا کرتے تھے۔ بے اثر و بے سود ثابت ہوئیں۔ حتیٰ کہ جس رات کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہن بھائی دونو سخت احتیاج کی حالت میں فاقہ کشی کی انتہا تک پہنچے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بہت دیر خاموش رہ کر آخر جولیا نے کہا۔ "ہیری تمہیں بہت زیادہ بھوک تو نہیں ہے؟" بچہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مگر وہ کہنے لگا۔ "نہیں پیاری بہن کچھ ایسی بہت نہیں۔" وہ مجذوبانہ انداز سے بولی۔ "میری جان سے پیارے بھائی تم سخت فاقہ کی حالت میں ہو۔" اور یہ کہتے ہوئے اُس نے بڑی محبت سے اپنے بھائی کو چھاتی سے لگا لیا۔ مگر جلد ہی پُرسکون ہو کر بولی۔ "میں تمہیں اس حالت میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔ اس لئے ہیری تم میرا شال لے کر سامنے والی دوکان پر جاؤ۔ اور جو شخص تمہیں نظر آئے اُسے دے دینا۔ وہ تمہیں ایک پرنہ کا غذ اور کچھ نقدی دیگا۔ یہ نقدی لے کر تم نے نانبائی کی دوکان سے روٹی خریدنا اور جس قدر جلد ممکن ہو۔ واپس چلے آنا۔" لڑکے نے پہلے تامل ظاہر کیا۔ پھر کہنے لگا۔ "پیاری جولیا۔ بغیر شال کے تم کیا کرو گی؟ تم باہر کیسے جا سکو گی؟" وہ جلدی سے کہنے لگی۔ "یہ ٹھیک ہے۔ لیکن میں تمہیں فاقہ کرتے ہوئے بھی تو نہیں دیکھ سکتی۔" اور یہ کہتے ہوئے اُس نے بھائی کو ذرا زور سے اگرچہ کسی قسم کی سختی کے ساتھ نہیں۔ کمرہ سے باہر بھیج دیا۔ جب ہیری چلا گیا۔ تو دروازہ بند ہونے کی آواز سنکر وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ اور زار زار رونے لگی۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ اُس نے بھائی کو کوئی چیز گرو رکھنے کے لئے بھیجا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے۔ کہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ اکیلا غروب آفتاب کے بعد باہر نکلا۔ لیکن جولیا کو فقط اتنی بات کا ہی رنج نہ تھا۔ کیونکہ اس وقت اس مرطوب کمرہ میں وہ ایک قیدی کی سی حیثیت رکھتی تھی۔ وہ مجبور تھی۔ کہ اُس کمرہ میں رہے۔ وہ کام کی تلاش میں باہر نہیں جا سکتی تھی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ کام بغیر طلب کئے اپنے آپ کسی کے پاس نہیں آتا۔ اُس دن ہزاروں مرتبہ

اُس نے اپنے دل سے پوچھا "ہمارا انجام کیا ہوگا۔ اور مجھے اب کیا کرنا چاہیئے؟" جب کہ وہ ان روح فرسا خیالات میں محو تھی اُس نے کسی کے زینہ پر چڑھنے کی چاپ سنائی دی۔ وہ اس آواز کو خوب پہچانتی تھی۔ اسے سنکر اُس نے محسوس کیا کہ میرے لئے مصیبت کا پیمانہ ابھی لبریز ہونا باقی ہے۔ یکایک دروازہ کھلا۔ اور ایک موٹی تازی اور ادھیڑ عمر کی عورت جس کے منہ سے شراب کی تیز بو آرہی تھی۔ خودسرانہ انداز سے کمرہ میں داخل ہوئی۔ جولیا سے بڑے وحشیانہ طریق پر مخاطب ہوکر وہ کہنے لگی "مس کیا تم اب بھی تین ہفتوں کا واجب الادا کرایہ دیتی ہو یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو یہاں سے کنارہ کرو۔ اور کسی ایسے شخص کے لئے جگہ خالی کردو۔ جو کرایہ ادا کرنے کی توفیق رکھتا ہو۔ ایک نوبیاہتا جوڑا مجھ سے یہ کمرہ کرایہ پر مانگتا ہے۔ اور میں اُن کے لئے اسے جلدتر خالی کرانا چاہتی ہوں"۔ جولیا نے مرتی ہوئی آواز سے جواب دیا "اگر آپ چند منٹ انتظار کریں۔ تو مجھ سے جتنا کرایہ بن پڑتا ہے۔ ادا کردونگی"۔ عورت چلاکر کہنے لگی "دیکھو میں تمہارے چلتروں کو خوب جانتی ہوں۔ میں نے ابھی تمہارے بھائی کو شال لے کر باہر جاتے دیکھا تھا۔ اور میں سمجھتی ہوں۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر تم نے اپنی چیزوں کو گرو رکھکر اس ہفتے تھوڑا سا کرایہ ادا کردیا۔ تو اگلے ہفتے کرایہ اور پچھلا بقایا کہاں سے ادا کروگی؟" جولیا سخت مایوسی کے عالم میں پریشان ہوکر بولی "میڈم خدا کے لئے صبر کیجئے۔ مجھ سے جتنا جلد ممکن ہوگا۔ آپ کا سارا کرایہ ادا کردونگی"۔ مالکہ مکان نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا "صبر کی بھی ایک ہی کہی۔ میں کس سے کہوں کہ صبر کرے۔ پیر کے دن ٹیکس وصول کرنے والا آئیگا۔ اُدھر پانی کے محصول والا مہینوں سے چکر کاٹ رہا ہے۔ مختصر یہ کہ مجھے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ اور میں تمہارے جیسی کنگال عورت کو اپنے مکان میں اب زیادہ عرصہ نہیں رکھنا چاہتی"۔ یہ بدسلوکی دیکھکر جولیا کا غم دوبالا ہوگیا۔ اور وہ زار زار رونے لگی۔ گستاخ اور بے رحم عورت زور سے کہنے لگی "یہ رونا دھونا بند کرو۔ کیونکہ روپیہ کی ضرورت کو تو روپیہ ہی پورا کرسکتا ہے۔ لاؤ میں لگے ہاتھ تمہارے صندوق کے کپڑوں کو ہی دیکھتی جاؤں۔ کہیں تم نے میرے کمبل بھی گرو نہ رکھوا دیئے ہوں"۔ جولیا کا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہوگیا۔ وہ جوش میں پھر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ اور بزور کہنے لگی "میں ایسی عورت نہیں ہوں کہ اس قسم کی نازیبا حرکت کروں۔

چاہے بھوک کے مارے میری جان نکل جائے۔ چاہے مجھے کتنی ہی مصیبت پیش آئے بہرحال میں ایسے رذیل کاموں پر آمادہ نہیں ہوسکتی۔" اس سے مالکہ مکان ذرا شرمسار ہوئی۔ اور کہنے لگی "خیر میں سمجھ لیتی ہوں۔ کہ تم دیانت دار ہو۔ لیکن مجھے آج رات میرا روپیہ مل جانا چاہیئے اگر ادا نہ کروگی۔ تو بہن بھائی جہاں سینگ سماتے ہیں۔ کنارہ کرو۔" غریب جولیا یہ دیکھ کر کہ بحث سے کچھ حاصل نہیں۔ پھر عاجزی پر اتر آئی۔ اور التجا آمیز لہجہ میں کہنے لگی "یہ غیر ممکن ہے۔ کہ میں تمہیں سارا روپیہ آج ہی ادا کردوں۔ دیکھو میں التجا کرتی ہوں۔ تم مجھے اور میرے غریب بھائی کو بے خانماں کرکے بازاروں میں آوارہ پھرنے پر مجبور نہ کرو۔" عورت نے بدنصیب حسینہ کی طرف ایک پرمعنی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "واہ! تمہارے جیسی خوبصورت عورت کو روپیہ کی کیا کمی ہے۔ میرا مشورہ لو۔ تو۔۔۔" جولیا سے اب ضبط نہ ہوسکا۔ اور وہ چیختی ہوئی آواز میں جو اس ناشائستہ عورت کے دماغ میں خنجر کی نوک کی طرح پہنچی۔ جو اس پاکباز لڑکی کے سامنے گناہ کا راستہ ظاہر کرنے لگی تھی۔ کہنے لگی۔ "جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔" مالکہ مکان یہ فقرہ سن کر حیرت زدہ ہوگئی۔ اور بولی "خوب! یہ الفاظ اور مجھ سے! جو تمہاری خیرخواہ ہوں۔ دیکھو میں پھر ایک بار کہتی ہوں۔ میرا روپیہ کوڑی پیسے بیباق کردو۔ ورنہ جس وقت میرا شوہر آتا ہے۔ میں تمہیں دھکے دیکر باہر نکلوا دونگی۔" یہ کہتی ہوئی وہ عورت دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر جوش کی حالت میں کمرہ سے باہر چلی گئی۔

سخت مایوسی کے عالم میں جولیا دونوں ہاتھ ملنے لگی۔ اور ایک بار پھر اس نے اپنے دل سے مخاطب ہوکر وہی ناقابل حل سوال پوچھا۔ کہ تمہارا انجام کیا ہوگا۔ اور اب مجھے کیا کرنا چاہیئے عین اس وقت جب اس کے دماغ میں چکر آرہے تھے۔ جبکہ انتہائے غم والم کے باعث فراست دماغ سے رخصت ہونے کو تھی۔ کسی کے تیزی کے ساتھ زینہ پر چڑھنے کی آہٹ اس کے کانوں میں پہنچی۔ اور پھر کسی کی آواز یہ کہتی سنائی دی "اجی اوپر۔۔ سب سے اوپر والی چھت پر۔" چڑھنے والے کے قدم پھر سنائی دینے لگے۔ اور بدنصیب عورت پریشانی کے عالم میں اپنے آپ سے پوچھنے لگی "الٰہی کیا میرے لئے ابھی کچھ اور مصیبتیں باقی ہیں!" مگر یہ خیال اس کے ذہن میں پیدا ہی ہوا تھا۔ کہ کوئی شخص تیزی سے قدم بڑھاتا کمرہ کے اندر داخل ہوا۔ اور ٹھیک اس وقت جب کہ وہ خوف فکر اور پریشانی کے باعث نڈھال ہوکر فرش زمین پر گرنے کو تھی۔ مارکوئیس آف ولنگٹن نے اسے اپنے آغوش میں لے لیا۔ جولیا کو

جو نیم بیہوشی کی سی حالت میں تھی۔ اپنی چھاتی سے لگاتے ہوئے وہ بڑی گرمجوشی کے ساتھ کہنے لگا۔ "جان سے پیاری جولیا یہ کیا حالت ہے!" یہ آواز اس حسینہ کو اس طرح سنائی دی۔ گویا وہ خواب کی حالت میں ہے۔ مگر جلدی ہی سنبھل کر اُس نے آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور اُن محبت بھری نگاہوں کو دیکھا۔ جو اس کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ امیر موصوف کے آغوش سے نکل کر وہ کہنے لگی "کیا یہ ممکن ہے۔ کہ آپ یہاں تشریف لے آئے! مارکوئیس لولاؤ" ہاں جولیا میں اپنی گذشتہ خطاؤں کے لئے معافی چاہنے اور اس بات پر اظہار تاسف کرنے آیا ہوں۔ کہ میں نے تم پر بے جا شبہات کئے۔ جولیا اگر اب تم میری خطاؤں سے درگذر کرو۔ تو میں دوبارہ اپنا ناچیز ہاتھ پیش کرتا ہوں"۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اُس کی تفصیل بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ جو واقعات امیر موصوف کے دل میں شبہات پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوئے تھے۔ وہ اُس نے بڑی صفائی کے ساتھ جولیا کے سامنے بیان کر دئے۔ اور آخر میں کہا۔ کہ میری بہن نے اپنی خطا کو تسلیم کر لیا تھا جس سے مجھے اپنی غلط فہمی کا علم ہوا۔ پھر اُس نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ لیڈی کیرولائن کا بچہ کچھ عرصہ سے فوت ہو چکا ہے۔ اور خود اُس کی شادی لارڈ ہارٹلے سے ہو چکی ہے۔ اُس نے اُس تلاش کا بھی ذکر کیا۔ جو مہینوں سے جولیا کی نسبت جاری تھی۔ آخر میں میرے لئے فقط یہی بیان کرنا باقی ہے۔ کہ مارکوئس کا ایک مدت سے یہ وطیرہ ہو گیا تھا۔ کہ ہر وقت گلیوں میں اپنے محبوب کی تلاش میں پھرا کرتا۔ یوم مذکور کی رات کو وہ اتفاق سے اُن نواحات سے گذرا۔ جہاں جولیا رہتی تھی۔ وہاں اُس نے ہیری کو ایک دوکان سے نکل کر بازار میں چلتے دیکھا۔ اور لیمپ کی روشنی میں اُس کی صورت کو جو اگرچہ بہت بدل چکی تھی۔ پہچان لیا۔

میری داستان اب ختم ہونے کو ہے۔ ولنگٹن نے ایک قاصد کو رقعہ دیکر فوراً ہارٹلے ہوس میں بھیجا۔ اور ایک گھنٹہ سے کم عرصہ میں اُس کی بہن کیرولائن اپنی وفادار خادمہ کے ساتھ جس کے پاس نفیس کپڑوں کا بھرا ہوا صندوق تھا۔ گاڑی میں سوار ہو اُس مکان کے دروازہ پر پہنچ گئی۔ جس میں جولیا رہتی تھی۔ پھر جس وقت دو نو سہیلیاں ایک دوسرے سے ملیں۔ اُس وقت کا نظارہ کون بیان کر سکتا ہے۔ مارکوئس ہیری کو ساتھ لیکر ایک پارچہ فروش کی دوکان پر پہنچا جو سلے سلائے کپڑے بیچا کرتا تھا۔ ادھر کیرولائن یا لیڈی ہارٹلے نے کپڑوں کا صندوق کھول کر جولیا کا لباس تبدیل کرایا۔ اور جب مارکوئس واپس

آیا۔ تو وہ اُس کی بدلی ہوئی صورت کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ کیونکہ اگرچہ اُس حسینہ کا چہرہ کسی قدر زرد تھا۔ تاہم اُس عمدہ لباس میں وہ پہلے سے زیادہ حسین نظر آتی تھی۔ اتنے میں گھر بھر میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔ کہ ایک نامی گرامی امیر اور ایک لیڈی اُس غریب عورت کو جو کپڑے سیا کرتی تھی۔ اپنی گاڑی میں سوار کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر اُس گستاخ مالکہ مکان کا مزاج بھی نرم ہو گیا۔ جو ایک گستہ پیشتر جولیا کو مکان سے نکال دینے کی دھمکیاں دے رہی تھی۔ جس نے اُس کے کپڑوں کی تلاشی لے کر اُس کی سخت توہین کی تھی۔ اور جس نے وہ شرمناک تجویز بھی پیش کی تھی۔ جسے وہ عصمت مآب حسینہ ایک لمحہ کے لئے سننا گوارا نہ کر سکی۔ وہی قابل نفرت عورت اب بھاگی بھاگی پھرتی اور ہر قسم کی خدمت کے لئے تیار تھی۔ مگر اُس کے طریقے اتنے غیر مطبوع تھے کہ لیڈی ہارٹلے کو حکم دینا پڑا۔ کہ تم اپنے کمرہ میں جا کر چپ رہو۔ مختصر یہ کہ وہ تمام تیاریاں عمل میں لائی گئیں۔ جو مس جولیا اور اُس کے بھائی کو موزوں حالت میں امیر موصوف کے شاندار قصر میں پہنچانے کے لئے ضروری تھیں۔ اور اُس کے بعد یہ سب لوگ گاڑی میں سوار ہو کر ہارٹلے ہوس کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں پر کیرولائن کا شوہر جولیا اور ہیری کے ساتھ بڑی عنایت سے پیش آیا۔

اس طرح پر اُس نیک نہاد حسینہ کی حالت دفعتاً بالکل بدل گئی۔ اور دونو بہن بھائی اُس مرطوب اور بے رونق مکان سے نکل کر جہاں وہ سخت احتیاج کی حالت میں تھے۔ عیش و آرام اور راحت کی منزل میں پہنچ گئے۔ نیکی نے اپنا ثمرہ حاصل کر لیا۔ اگرچہ اس میں شک نہیں۔ کہ انجام تک پہنچنے سے پہلے کئی آزمائشیں پیش آئیں۔ اور کئی مصیبتوں سے گذرنا اور کئی ترغیبوں سے بچنا پڑا۔ جب مسٹر رچرڈسن وکیل نے دوسرے دن مارکوئس کی زبانی سارے حالات سنے۔ تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور امیر موصوف کے چلے جانے پر ہنیورسکوئر میں ایک خاص مدعا کی تکمیل کے لئے پہنچا۔ جو اُس کے ذہن میں تھا۔ یہ وہ مارشنس سے مل کر اُس نے اسی بات پر زور دیا۔ کہ آپ اپنے بیٹے کی راحت میں دخل انداز ہو کر سخت ناانصافی اور ظلم کر رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں اُس نے جولیا صوبے کی خوبیوں کو اس عمدگی سے بیان کیا۔ کہ اگرچہ اُس متکبر خاتون نے پہلے ذرا بے صبری کا اظہار کیا تھا۔ مگر پھر وہ اس ذکر کو غور سے سنتی رہی۔ مختصر یہ کہ رچرڈسن نے انجام کار

مارشنس کو اس شادی پر رضامند کر لیا ہے جس میں اب اس کے لئے مانع آنا غیر ممکن تھا۔ اس نے گھنٹی بجائی۔ اور گاڑی منگا کر سیدھی مارٹلے ہوم پہنچی۔ جہاں اس کی موجودگی نے حاضرین کی راحت کو دوبالا کر دیا۔ غرض یہ کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں سے ہر ایک اپنی مراد کو پہنچا۔ اور یہ دیکھنا تعجب خیز تھا کس طرح چند دنوں میں جولیا کے چہرہ کی رنگت سرخ ہو گئی۔ اور پھر ہی سابق کی طرح صحت ور نظر آنے لگا۔

اُس قابل یادرات کے پورے چھ ہفتے بعد جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ جولیا نے مارشنس آف وشنگٹن کا رتبہ حاصل کیا۔ شادی بڑی دھوم دھام کی ہوئی۔ اور اس وقت دلہن اس قدر خوش و خرم اور اتنی خوبصورت نظر آتی تھی کہ اُسے دیکھ کر کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا۔ کہ اُس نے حال میں اتنی سخت تکلیفیں اُٹھائی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے قادر مطلق جن لوگوں کی آزمائش کرتا ہے۔ انہیں انجام کار آسائشیں بھی عظیم مہیا کرتا ہے جس دن سے جولیا کی مارکوئیس کے ساتھ شادی ہوئی۔ بہن بھائی کو کبھی کوئی فکر یا پریشانی لاحق نہیں ہوئی۔ مارشنس آف وشنگٹن کی خوبیاں اب تک بدستور قائم ہیں۔ جہاں کہیں کسی مصیبت زدہ ہستی کو دیکھتی ہے۔ اُس کی امداد سے گریز نہیں کرتی اپنے تجربہ سے اُس نے جان لیا ہے۔ کہ سب سے زیادہ مصیبت زدہ لوگ وہی ہیں جو کنج تنہائی میں مصیبتیں اُٹھاتے ہیں۔ مگر دم نہیں مارتے۔ نہ کہ وہ لوگ جو کاسۂ گدائی ہاتھ میں لئے ہر شخص سے بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ پس جہاں تک ممکن ہے۔ وہ پوشیدہ خیرات کرتی ہے۔ اُس نے دولت اور امارت حاصل کر کے لاکھوں کو فیض پہنچایا ہیں یہ بیان کرنا بھول گیا۔ کہ جولیا کی خادمہ جو پہلے کینڈش لین سے اس کی روانگی کے وقت اُس کے ساتھ آئی تھی۔ مگر بعد میں اُس کے کہنے پر واپس چلی گئی پھر ایک بار اُس کے پاس چلی آئی۔ کیونکہ جولیا سے اُسے دلی محبت تھی۔ اور بھی جتنے شخصوں نے جولیا کے ساتھ اُس کی مصیبت اور سختی کے زمانہ میں نیکیاں کی تھیں۔ اُن سب کو اُس نے ایک ایک کر کے ڈھونڈا۔ اور انہیں جی کھول کر انعام و اکرام دئے۔ کیونکہ اگرچہ ظاہر میں وہ مارشنس آف وشنگٹن بن چکی تھی۔ مگر باطن میں اب بھی وہی نیک نہاد جولیا تھی۔ جیسی کہ کسی زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔

باب ۱۴۴　ساحل بحر

ہمارے ناظرین غالباً یہ نہ سمجھے ہونگے - کہ یہ طویل داستان چلتی گاڑی کے اندر
بغیر کسی وقفہ کے سنائی گئی - چنانچہ جب ہمارے اصلی قصہ کا سلسلہ ۱۴۱ ویں
باب پر ختم ہوا - تو جس گاڑی میں مسز نیشنر ہارڈنگ اُس کی بیٹی اور چارلس سفر کر رہے
تھے - وہ راچیسٹر کے قریب تھی - جہاں اُنہوں نے لنچ تناول کیا - اور تھوڑا عرصہ قیام کر کے
آگے کو روانہ ہوئے - راستہ میں پھر چارلس اپنا قصہ بیان کرتا رہا - اور پرڈیٹا اُسے
غیر معمولی توجہ سے سنا کی -

یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا - کہ اُس حسینہ نے اپنے دلدار کے قصہ کو ناقابل
راحت کے ساتھ سنا - چونکہ کہانی بجائے خود نہایت دلچسپ اور رقت خیز تھی - اس لئے
وہ اسے اور بھی زیادہ توجہ سے سنتی رہی - حقیقت یہ ہے - کہ وہ جو اب تک عشق کے
نابینا دیوتا کے اثرات کا زور سے مقابلہ کرتی رہی تھی - اب اُس کے تیروں سے بے
طرح زخمی ہو چکی تھی - جتنا زیادہ چارلس ہیتھ فیلڈ کے ساتھ اُس کا تعلق بڑھتا گیا -
اُسی قدر اُس کے سفلی جذبات میں تخفیف اور اُس کی سچی محبت میں اضافہ ہونے لگا -

مسز نیشنر ہارڈنگ اُن سب خیالات کو جو اس کی بیٹی کے دل میں گذر رہے تھے خوب
سمجھتی تھی - بارہا وہ اس خیال سے کہ پرڈیٹا نے بڑی ہوشیاری سے مجھے بالکل پس
پشت ڈال دیا ہے - سخت غضبناک ہوتی - لیکن جلدی ہی اپنے غصہ کو فرو کر لیتی -
کیونکہ اپنے دل میں وہ ابھی تک یہ اُمید لئے ہوئے تھی - کہ ممکن ہے جلد یا بدیر اس
قسم کے حالات پیدا ہو جائیں - جن سے میں پھر سابقہ رسوخ حاصل کر لوں - اور اس
جوڑے کو جو اب بھی محبت میں مبتلا ہے - اپنی مرضی پر چلانے لگوں -

خیر قصہ مختصر یہ سفر بخیر و خوبی ختم ہوا - اور کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آیا
ڈیل پر ہمارے مسافروں کا ارادہ رات رہنے کا تھا - اور فیصلہ یہ تھا - کہ دوسری صبح کو
جہاز پر سوار ہو کر کیلے کو روانہ ہو جائیں -

یہ لوگ ایک عمدہ ہوٹل میں قیام پذیر ہوئے - جہاں اُن کے لئے ڈنر
تیار کیا گیا - غروب آفتاب کے وقت چارلس ہیتھ فیلڈ اور پرڈیٹا دونو سیر کرنے

ہوئے سمندر کے کنارہ پر چلے گئے۔ لیکن مسز فریڈرز ہارڈنگ تکان کا بہانہ کر کے ہوٹل میں ہی ٹھیری رہی۔ حالانکہ اُس کے رکنے کی اصلی وجہ یہ تھی۔ کہ میبی نے اس قسم کا اشارہ کیا تھا۔ کہ خبردار میرے پیچھے نہ آنا۔

موسم گرما کی شام بہت سہانی تھی۔ اور سمندر کا نیلگوں پانی اپنی لامحدود فراخی میں نہایت پرسکون حالت میں تھا۔ ساحل کے قریب ہلکی ہلکی لہریں سرسراتی ہوئی ریت کے ساتھ ٹکراتی تھیں۔ اور افق مغرب میں فاصلہ پر غروب آفتاب کے باعث ارغوانی نارنجی اور سنہری رنگوں کی آمیزش نے ایک عجیب دلکش سماں پیدا کر دیا تھا۔

دن کی تیز دھوپ کے بعد بہت سی لیڈیاں اور مرد ساحل بحر پر پانی کی بھیگی ہوئی فرح بخش ہوا کا لطف حاصل کرنے کو سیر کرتے پھر رہے تھے۔ ان میں کئی فوجی افسر بھی تھے۔ جن کے سرخ کوٹ اُنہیں نمایاں حیثیت دیے رہے تھے۔ اور اگر یہ فوجی بانکے سولہ سترہ سال کی سادہ لوح خود پسند لڑکیوں کے ساتھ ذرا بھی توجہ سے پیش آتے۔ تو وہ اسے اپنے لیے انتہائی فخر و عزت کا باعث سمجھنے لگتی تھیں۔

کہیں کہیں برلب بحر لمبی بنچیں بچھی ہوئی تھیں۔ جن پر سبز رنگ پھرا ہوا تھا۔ ان پر جا بجا پری جمال لیڈیاں بیٹھی تھیں۔ اور ان کے قریب اُن سے تعلق رکھنے والے مرد جنگلہ کے پاس سیدھے کھڑے ہو کر گفتگو کر رہے تھے۔ شاید یہ بیان کرنا غیر ضروری ہو گا۔ کہ گفتگو بڑی حد تک محض فضول ہوتی تھی۔ کیونکہ سمندری مقامات پر لوگ وقت ضائع کرنے کے لیے ہی جمع ہوتے ہیں۔ کسی طرح کا فائدہ اُٹھانے کی غرض سے نہیں۔

ان بنچوں میں سے ایک پر ایک ستاسٹھ عمر کی عورت اپنی تین قابل شادی بیٹیوں کو لیے بیٹھی تھی۔ جو سب کی سب دیکھنے میں خوبصورت شیریں کلام اور عام معنوں میں ملنسار تھیں۔ بہر حال جب کبھی مسز میکن لینی وہی دو ستاسٹھ عمر کی عورت اپنی بیٹیوں کو ساتھ لے کر پریڈ میں سیر کرنے آتی۔ تو فوجی افسر اور مرد بہت سے مثل گرد ان کے قریب پہنچ جاتے تھے۔ اس سے اگرچہ یہ لڑکیاں بہت خوش ہوتی تھیں۔ مگر عام لوگ مثلاً جونز سمتھ جنکنز۔ گرین یا براؤن نام کے آدمی جو ساحل پر جمع ہوتے بہت کچھ بدظن سے ہو کر آتے تھے۔

سب سے بڑی مس میکن نے ایک چوبیس پچیس سالہ فوجی افسر سے جو اس

کے قریب جہاں کھڑا تھا۔ کہا" کپتان فینکلن آپ کل رات لیڈی نوکس کی پارٹی میں شریک ہوئے تھے؟"

"بالکل نہیں" افسر مذکور نے آہستگی کے ساتھ اس انداز سے کہا گویا کسی سوال کا فوراً جواب دینا بھی فیشن کے خلاف ہو "بات یہ ہے۔ لیڈی نوکس کی پارٹیاں کچھ زیادہ دلچسپ نہیں ہوتیں۔ اس لیے میں نے تو ان کو بالکل ہی ترک کر دیا ہے" پھر شاید یہ سوچکر کہ مس ہیشمن کی تعریف کا اچھا موقع ہے۔ وہ کہنے لگا" ہاں یاد آگیا۔ آپ بھی تو وہاں جانے کا ارادہ نہ رکھتی تھیں!"

"درست ہے" مس جولیا ہیشمن یعنی اس قابل شادی ثلیث میں سے بڑی نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا" اُن بیگم صاحب کے ہاں آتنی عجیب غریب وضع کے لوگ جمع ہوتے ہیں کہ میں کسی طرح بھی تو وہاں جانا پسند نہیں کرتی"

اتنے میں مسز ہیشمن نے ذرا افشائی کی "جولیا تمہیں شاید یاد نہ ہو۔ مگر اس کی وجہ یہ بھی تو ہے۔ کہ بیچاری لیڈی نوکس ایک شراب فروش کی بیوہ ہے۔ جو شاید ڈیل۔ یا سینڈ وچ کا میئر تھا۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں کہاں کا۔ اور اُسے شاہ ولیم چہارم نے ایک ایڈریس پیش کرنے کے صلہ میں سر کا خطاب دیا تھا"

"یہی بات ہے" تیسری بہن مس انیا۔ میریا ہیشمن نے کہا" اور یہی باعث ہے کہ لیڈی نوکس سرایرے غیرے کو اپنے ہاں مدعو کرنا باعث فخر سمجھتی ہے"

ایک اور جوان فوجی افسر جو اُس رجمنٹ میں لفٹنٹ کا عہدہ رکھتا تھا جس سے کپتان فینکلن کا تعلق تھا۔ اور جو اُس وقت اُس جماعت میں موجود تھا جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ کہنے لگا" میں کل رات وہیں تھا۔ اور اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ کھانا بہت اچھا رہا"

ادھر سب سے بڑی مس ہیشمن نے ملامت آمیز لہجہ میں کہا" مسٹر نیک آپ کو یاد رہنا چاہئے۔ کہ اچھا کھانا تیار کرنا اور بات ہے۔ اور حاضرین کے لئے سامان تفریح مہیا کرنا اور بات"

"بجا ہے" لفٹنٹ مذکور نے تسلیم کیا" اور مجھے یہ کہنے میں ذرا عار نہیں ہے کہ سب سے زیادہ تفریح کا سامان ان پارٹیوں میں مہیا ہوتا ہے۔ جو آپ کی طرف سے دیجاتی ہیں

"خوشامدی کہیں کے!" مس سٹیپن نے بڑے دلفریب انداز سے مسکرا کر کہا "مگر کل رات کے جلسہ میں اُن بیگم صاحب کے ہاں خاندان براؤن کے آدمی موجود تھے؟"

"ہاں تھے۔ اس کا کنبہ کا خاصہ بڑا ہے۔ جہاں جاؤ یہ لوگ ضرور موجود رہتے ہیں۔ اور مس امیلیا براؤن لڑکی بھی بہت خوبصورت ہے... بڑی خوبصورت!" کپتان فنیکن نے کہا۔

"سب سے بڑی مس سٹیپن بولی "ہوگی۔ مجھے تو آجتک اُس میں کوئی خوبی نظر نہیں آئی۔ اس کے علاوہ شاید آپ کو معلوم نہیں۔ اُس کا نانا کون ہے۔" یہ آخری فقرہ مس سٹیپن نے بڑی ہلکی آواز میں اس انداز سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ گویا چاہتی تھی کہ کوئی سن نہ لے۔

کپتان فنیکن بولا "بخدا مجھے اس کا علم نہ تھا۔"

مس سٹیپن کہنے لگی "میں آپ کو بتاتی ہوں... مگر دیکھئے میں یہ نہیں کہتی کہ میں جو کچھ بیان کرنے لگی ہوں۔ وہ قطعاً درست ہے۔ بہرحال سننے میں آیا ہے... اور میں کہہ سکتی ہوں۔ کہ یہ خیال ایک حد تک درست بھی ہوگا..."

"یقیناً ہے اور اس میں کچھ بھی شبہ نہیں" مس جولیا نے نفرت کے ساتھ سر کو جنبش دیکر کہا۔

"اور میں نے کبھی کسی کو اس کی تردید کرتے نہیں سنا" مس اینا میریا نے کہا۔

"ہاں مگر آپ نے بتایا نہیں کہ اُس کے نانا کی نسبت لوگ کیا کہتے ہیں؟" کپتان فنیکن نے گھبرا کر پوچھا۔

مس سٹیپن نے پھر ادھر ادھر دیکھا اور اپنی آواز کو بہت دبا کر نہایت پُراسرار لہجہ اختیار کر کے کہنے لگی "کہتے ہیں وہ ٹوپی فروش ہے۔"

مسز سٹیپن نے جو حقیقت میں ان باتوں سے لطف حاصل کر رہی تھی۔ دکھاوے کے لئے اپنی بیٹیوں کے کسی کے خلاف اس قسم کی باتیں کرنے پر اظہار ناپسندیدگی کے طور پر سر ہلا کر کہا "کتنی شریر لڑکیاں ہیں!"

مس جولیا کہنے لگی "لو بھلا سچ بولنے میں کیا حرج ہے۔ اور میرے خیال میں ہر شخص جانتا ہے کہ مس براؤن کا نانا اسی قدر یقینی طور پر ٹوپی فروش ہے۔ جیسے کہ آپ

کہ خاندان گرین کا تعلق ایک ایسے شخص سے ہے جو صابون تیار کیا کرتا تھا۔"

مسز میڈیسن نے انگلی لبوں پر رکھتے ہوئے کہا " بس اب چپ ہی رہو گی۔ اس طرح لوگوں کی بدگوئی کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس بات کو میں بھی تسلیم کرتی ہوں۔ کہ ایسے سمندری مقام پر جو ہم نے موسم گرما بسر کرنے کے لئے پسند کیا۔ اس قسم کے ادنیٰ درجے کے لوگوں کی موجودگی نامناسب ضرور ہے۔ میں کسی شخص کے خلاف سخت رائے ظاہر کرنا تو پسند نہیں کرتی لیکن اگر مسٹر ٹامسن جس کی نسبت بچہ بچہ کو معلوم ہے۔ کہ کسی زمانہ میں پارچہ فروشی کرتا تھا۔ لوگوں سے یہ کہتا پھرے۔ کہ میرے خطوں کے سرنامہ پر "ٹامسن" کی بجائے "ٹامسن اسکوائر" لکھا کرو۔ تو ہر شخص کو اس پر حرف گیری کرنے کا حق حاصل ہے۔"

"پھر مس ٹامسن اور اس کی بہن کو تو دیکھو۔ اس اکڑ کے ساتھ پھرتی ہیں۔ کوئی جانے کسی لارڈ کی بیٹیاں ہیں!" سب سے بڑی مس میڈیسن نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

مس جولیا بولی " میں اور تو نہیں جانتی۔ مگر پچھلے اتوار کو جب یہ دونوں گرجا میں تھیں۔ تو تازہ ترین پیرس کے فیشن میں ان کی صورتیں عجیب مضحکہ خیز معلوم ہوتی تھیں۔"

مس اینا میریا کہنے لگی " اس کے علاوہ ان کی کالی رنگت پر سرخ ٹوپیاں بھی تو بہت بری معلوم ہوتی ہیں!"

اب کپتان نکلسن کو تینوں مس میڈیسن کی تعریف کا ایک اور موقعہ مل گیا۔ کیونکہ خود انہوں نے گلابی رنگت ہی کی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ اگرچہ معلوم ہوتا ہے مس ٹامسن اور اس کی بہنوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ اس بات کو نظرانداز کر چکی تھیں۔ چنانچہ کپتان مسکرا کر کہنے لگا " درحقیقت سرخ ٹوپیاں سپید رنگت پر ہی زینت دیتی ہیں۔"

یکایک لفٹنٹ بیلی کے منہ سے حیرت کا کلمہ نکلا۔ اور جب باقیوں نے بھی اس سمت میں دیکھا۔ جدھر وہ دیکھ رہا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ ایک نہایت شکیل جوان ایک بڑی خوبصورت عورت کا بازو اپنے ہاتھ میں لئے ادھر کو آ رہا ہے۔

بڑی مس میڈیسن کہنے لگی " معلوم ہوتا ہے یہ لوگ اجنبی ہیں۔ ابھی کہیں سے آ رہے ہیں۔"

مس جولیا بولی " ظاہر تو ایسا ہی ہوتا ہے۔"

مس اینا میریا کہنے لگی " مگر ان میں کوئی خاص بات قابل دید تو نہیں ہے"۔

اس طرح پر اظہار رائے کر چکنے کے بعد تینوں بہنیں پھر فوجی افسروں کی طرف متوجہ ہوئیں۔ مگر انہیں یہ دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ کہ افسران مذکور اب تک اس خوبصورت جوڑے کو غور کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

"یار پنک اس کی صورت تو کچھ کچھ یاد پڑتی ہے" کپتان فنڈیکن نے اپنے دوست لفٹنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں میں بھی کچھ پہچانتا ہوں۔ اگرچہ یاد نہیں آتا۔ میں نے اسے کہاں دیکھا تھا۔ اس میں شک نہیں عورت بڑی بانکی ہے"

"بڑی ہی خوبصورت ہے" کپتان نے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے یاد پڑتا ہے... مگر نہیں یہ غیر ممکن ہوگا"

"بے شک غیر ممکن ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا" مسٹر پنک نے اپنے دوست کے خیالات کو سمجھتے ہوئے کہا "لیکن اتنا میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے اسے پہلے دیکھا ضرور ہے۔ اور فنڈیکن تم شاید اس پر یقین نہ کرو۔ مگر میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ پہلی نظر میں میں نے خیال کیا تھا..."

"کچھ شک نہیں وہی عورت ہے... وہی قد ہے" کپتان نے جو اس خوبصورت جوڑے کی طرف غور کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ جو بے خبری کی حالت میں تھوڑے فاصلہ پر چل رہا تھا اپنے خیالات کے سلسلہ کو ظاہر کرتے ہوئے کہا

لفٹنٹ مذکور کی حیرت لمحہ بہ لمحہ زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ اور اس کی غیر یقینی حالت میں بھی اب فرق آنے لگا تھا۔ کہنے لگا "مجھے بھی یہی خیال پیدا ہوتا ہے..."

"بھلا تم اسے کون سمجھتے ہو؟" فنڈیکن نے اپنے دوست کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔

لفٹنٹ نے بلا تامل جواب دیا "پرڈیٹا"

"مگر اس کا انگلستان میں آنا اور ایسے تبدیل شدہ حالات میں ایک شریف آدمی کے ہمراہ دکھائی دینا۔ حیرت خیز ہے..."

"یہی خیالات میرے دل میں پیدا ہو رہے تھے" مسٹر پنک نے قطع کلام کر کے کہا

"آؤ ذرا معلوم تو کریں" کپتان کہنے لگا۔ اور پھر یہ دو نو فوجی افسر تینوں نازنین بہنوں کو سرسری سلام کر کے ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے اس خوبصورت جوڑے کی طرف

ہو لیئے۔ جو کسی قدر نمایاں فاصلہ پر گذر رہا تھا۔

"واہ! میں نے ایسی بے ہیا حرکت کبھی نہیں دیکھی" سب سے بڑی ہیٹسن نے نخوت آمیز طریق پر سرہلا کر کہا۔ اگرچہ اب بھی وہ اُن خوبصورت اور بانکے لیکن خود پسند فوجی افسروں کی طرف حسرت کی نظر سے دیکھتی رہی۔ جو تیزی سے قدم اُٹھاتے ہوئے فاصلہ پر چار ہے تھے۔

"میں" جولیا بولی "مجھے ہرگز اس کی اُمید نہ تھی۔ کہ کپتان فنیکن جیسا شخص کبھی ایسی گستاخی کا مرتکب ہو سکتا ہے"۔

مس اینا میریا کہنے لگی "کپتان تو جو کچھ بھی کرے بعید نہیں۔ مگر حیرت شرنیک کے طرز عمل پر ہے"۔

"میں کہہ سکتی ہوں۔ کہ ان دونوں میں زیادہ شریف کپتان ہی ہے" جولیا نے کہا۔

"جس سے تمہاری نا فہمی ثابت ہوتی ہے" اینا میریا نے چبھتے ہوئے لفظوں میں جواب دیا۔

جولیا کہنے لگی "میں خوب سمجھتی ہوں شریف کسے کہتے ہیں"۔

اینا میریا نے ذرا نرم ہو کر کہا "اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ اپنا اپنا خیال ہوتا ہے"۔

جولیا بولی "پھر تم اپنے سے دو سال بڑی بہن کی نسبت زیادہ واقفیت رکھنے کا دعویٰ کیونکر کر سکتی ہو" کہہ کر اس نے بڑی بہن کی طرف متوجہ ہو کر کہا "مجھے سخت حیرت ہے کہ انہوں نے براؤن اور ٹامسن کے خاندانوں کی تو مذمت کر دی۔ مگر یہ نہیں سوچا۔ کہ ہمارا اپنا چچا لیمبتھ مارشز میں ایک معمولی کباڑی تھا"۔

"بس۔ بس لڑکیو زبان کو لگام دو" اُن کی ماں مسز ہیٹسن نے جلدی سے گلوگیر آواز میں کہا۔

سب سے بڑی بہن کہنے لگی "دیکھو تو ہی۔ یہ جولیا مجھ سے بھی زیادہ ان دونوں گھرانوں کا ذکر کرتی رہی۔ مگر اب اُن کی خاطر مجھ سے جھگڑتی ہے" پھر دفعتاً پگڈنڈی کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ "ایلو دونو مس ٹامسن ادھر ہی کو آ رہی ہیں"۔

اُنہیں دیکھ کر مسز ہیٹسن اور اس کی تینوں بیٹیوں نے فوراً اپنے چہرے دائیں کو پھیر کر سکوت

بنا لیا۔ اور جب دونوں مس ٹامسن جو طویل القامت خوبصورت خوش پوش اور بظاہر شریف لڑکیاں تھیں ۔۔ خواہ اُن کا باپ کچھ ہی پیشہ کرتا ہو۔ قریب آئیں تو یہ بڑے تپاک سے اُن کے خیر مقدم کے لیے ایک ساتھ اُٹھ کر کھڑی ہوگئیں۔

سب سے بڑی مس ہیٹسن کہنے لگی " آیئے مس ٹامسن آپ کا آنا بڑی خوشی کا موجب ثابت ہوا۔ بخدا اس وقت آپ غیر معمولی طور پر حسین نظر آتی ہیں"

جولیا بولی " ابھی ذرا دیر ہوئی۔ آپ ہی کے متعلق کپتان فنیکن سے گفتگو ہو رہی تھی کہ اُن خوشنما لوبہوں کا تہا۔ جنہیں پہنکر آپ پچھلے اتوار کو گرجا میں آئی تھیں"

بڑی مس ٹامسن نے جواب دیا " خوشی کی بات ہے۔ کہ آپ نے انہیں اتنا پسند کیا مگر کیا سبب ہے۔ میں نے کل رات آپ کو لیڈی نوکس کی پارٹی میں نہیں دیکھا"

سب سے بڑی مس ہیٹسن نے کہا " آپ سے کیا پردہ کروں۔ بات یہ ہے۔ ہمیں اس پارٹی میں بلایا ہی نہیں گیا تہا۔ میرے خیال میں لیڈی نوکس سے اس بارہ میں سہو ہوگیا"

مس ٹامسن بولی " مگر وہ تو آپ کو موجود نہ پاکر سخت اظہار حیرت کررہی تھیں۔ کہتی تھیں۔ میں نے اُن کے نام دعوتی رقعہ بھجوادیا تہا"

" اوہ ! کتنا افسوس ہے" تینوں مس ہیٹسن قریباً یک زبان ہوکر بولیں " معلوم ہوتا ہے۔ وہ رقعہ کہیں اِدھر اُدھر ہوگیا۔ ورنہ اطلاعی رقعہ پہنچتا تو ہم ضرور جلسہ میں شریک ہوتے"

سب سے بڑی مس ہیٹسن نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا " میری پیاری مس ٹامسن آپ کا اور آپکی بہن کا چونکہ لیڈی نوکس سے گہرا تعلق ہے۔ اس لئے اگر آپ کا ہرج نہ ہو۔ تو اشارۃً ان سے کہہ دیجئے کہ ان کا رقعہ ہمیں نہیں ملا تہا"

" ضرور کہہ دونگی" نیک دل لڑکی نے جس سے مخاطب ہوکر یہ کلمات کہے گئے تہے۔ جواب دیا " لیکن سردست ہم آپ کو الوداع کہتے ہیں۔ میں والد سے کہہ آئی تھی۔ کہ ہم آٹھ بجے تک واپس آجائیں گے"

" مگر یہ تو کہئے مسٹر ٹامسن کا مزاج کیسا ہے ؟" مسز ہیٹسن نے پوچھا " میں ذرا دیر پیشتر کپتان فنیکن اور مسٹر نپک سے اُنہی کا ذکر کررہی تھی۔ چنانچہ میں نے کہا تہا ہم سب اُن کی بہت عزت کرتے ہیں"

" اس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں" مس ٹامسن نے جواب دیا " مگر ابھی

جانے کی اجازت بھی دیجئے۔ کیونکہ آج رات دعوت ہے۔ جس میں مس گرین اور اُن کی بہن
کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔"

"مس گرین اور اُن کی بہن کتنی پیاری لڑکیاں ہیں۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے
خاندانی بھی ہیں" مسز سٹین نے کہا۔

"بے شک خاندانی ہیں" مس ٹامسن نے جواب دیا۔ "اُن کا چچا پارلیمنٹ کا ممبر ہے
تو الوداع اب ہم پھر کسی وقت آپ سے ملیں گے۔"

اُس کی بہن نے بھی الوداع کہی۔ اور یہ دونوں خوش مزاج نیک دل اور قبول صورت
لڑکیاں ایک طرف کو چلی گئیں۔ وہ اس قدر نیک نہاد تھیں کہ کسی کے خلاف بُرائی کا ایک
لفظ بھی زبان سے کہنا معیوب سمجھتی تھیں۔ اس لحاظ سے اُن میں اور سٹین خاندان میں جو
فرق تھا۔ اُسے ناظرین بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

اُن کے چلے جانے کے ذرا دیر بعد سب سے بڑی مس سٹین کہنے لگی "دیکھا یہ بڑی
مس ٹامسن کس طرح ہر وقت گنواروں کی طرح ہنستی ہی نظر آتی ہے۔ میں تو اُس کے
ساتھ اخلاق سے پیش آنا بھی بُرا جانتی ہوں۔"

جولیا بولی "اور چھوٹی کیا بہتر ہے۔ اُس کی حالت بھی تو بڑی سے مختلف نہیں"۔

مسز سٹین نے کہا "میری رائے میں مس گرین اور اُس کی بہن کو چھوڑ کر یہ دونوں بہنیں
سارے کُو دور میں سخت بد تہذیب ہیں۔"

اینا میریا کہنے لگی "مگر اب یہ معلوم کرنے کے بعد کہ مس گرین اور اُس کی بہن کا تعلق
ایک ممبر پارلیمنٹ سے ہے۔ میں اُنہیں اتنا بُرا نہیں سمجھتی۔ جتنا پہلے خیال کیا کرتی تھی۔
بخدا میں کسی ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات کرنے کی بہت ہی شائق ہوں تاکہ آئندہ سردیوں
میں جب ہم کوئی پارٹی دیں۔ تو اُسے مدعو کرنا بہت پُرلطف ہوگا۔ کیا ٹمپسن والے ہم پر
رشک نہ کرنے لگیں گے۔"

"کیوں نہیں" جولیا نے کہا۔ "میرے خیال میں تو خاندان شالمز کے آدمی بھی حسد سے
جل بھنیں گے۔"

"اور خاندان ٹیلے کے لوگ بھی جنہیں اپنے آئرش ممبر پارلیمنٹ کا بہت غرہ ہے۔"
سب سے بڑی مس سٹین نے کہا۔ "اس لئے اماں ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو۔ خاندان گرین

سے مصالحت کر لینی چاہیئے۔ تاکہ جب ہم لندن کو واپس جائیں۔ تو اُن سے مل سکیں۔ اس صورت میں اُن کے چچا ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات کی صورت پیدا ہو جائیگی۔"

"مجھے اس پر کچھ اعتراض نہیں۔" مسز میلسن نے اس مشورہ سے خوش ہو کر کہا۔ "میں تمہارے والد کو اس بات پر رضامند کر لوں گی۔ کہ اگلے ہفتہ خاندان گرین کے آدمیوں کو مدعو کرنے کے لئے ایک پارٹی دی جائے۔"

اس اثنا میں کپتان فنگلین اور مسٹر نپک تیزی سے قدم اُٹھاتے بحری پریڈ پر چلتے گئے۔ حتیٰ کہ اُس کے انتہائی حصہ پر پہنچ کر وہ پیچھے کو مڑے۔ اور اس طریق پر آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ کہ چارلس ہیٹ فیلڈ اور پرڈیٹا سے سامنے ہو کر ہیں۔

چارلس اور اس کے بازو پر جھکی ہوئی پرڈیٹا دونو ساحل بحر پر قدم بقدم چل رہے تھے۔ اول الذکر اس حسینہ کی محبت میں سرشار ہو کر کہنے لگا۔ "میری جان کل اس وقت ہم پیرس کے قریب ہونگے۔ اور آج سے تین دن کے اندر اندر تم میری ہو جاؤ گی۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ خدا نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے لئے ہی بنایا تھا۔ اس لئے ہمارا عمر بھر خوش و خرم رہنا یقینی ہے۔"

پرڈیٹا اس دلفریب ملائمت کے لہجہ میں جس سے اُس کے چاہنے والے کے جذبات محبت اور زیادہ تیز ہونے لگے۔ بولی۔ "چارلس تمہارے ساتھ رہنے سے ہی دائمی راحت حاصل ہوتی ہے۔" اور پھر اپنے دلدادہ کو پُر محبت نگاہ سے دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگی "میں خوش ہوں۔ کہ ہم نے لندن سے پیرس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ تھا۔ تمہارے رشتہ دار ضرور ہمارے درمیان تفرقہ اندازی کرینگے۔"

وہ بولا۔ "جان سے پیاری پرڈیٹا اُن کی کوششیں کسی حالت میں کارگر نہیں ہو سکتیں کیونکہ اب میں اُس عمر میں ہوں۔ جب والدین اولاد پر قانوناً کسی طرح کا جبر نہیں کر سکتے اس کے علاوہ میرے اور والد کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ میں اس کے ایک ایک لفظ سے تمہیں آگاہ کر چکا ہوں۔ اگر میری بجائے کوئی کمزور دل لڑکا ہوتا۔ تو شاید باپ کی ہمکیوں یا اُن کے منتوں کے اثر میں آ جاتا۔ لیکن میں اپنی مرضی اور اپنی ذمہ داری پر عمل کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور یقین جانو جو کچھ میں نے کیا ہے۔ اس کا مجھے ذرا افسوس نہیں!"

"اور چارلس تم اس کا وعدہ کرتے ہو کہ آئندہ بھی تم اپنے اس فیصلہ پر کبھی اظہار

تاسف نہ کرو بگے"۔ پرڈیٹا نے کسی ظاہرداری کی خاطر نہیں۔ بلکہ اس سچی محبت کے زیر اثر
کہا۔ جو اسے اپنے دلدار سے تھی "میرے محبوب ایک ایسی خوشگوار شام کو سمندر کی سرسراتی
ہوئی لہروں کے قریب غروب آفتاب کے وقت تمہارے ساتھ سیر کرنا کتنا باعث تسکین ہے"
چارلس بولا "پرڈیٹا سچ جانو۔ میں خود اس راحت کو اس درجہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ
معلوم ہوتا ہے۔ ان دلکش نظاروں کو صرف ہم دونو ہی دیکھ رہے ہیں۔ سب مجھے اور لوگ
جو ساحل بحر پر پھر رہے ہیں۔ حقیقتاً نظر نہیں آتے۔ مجھے ہر طرف اپنی پیاری پرڈیٹا
ہی دکھائی دیتی ہے... میں فقط اسکی آواز سنتا ہوں"۔

عین اس وقت وہ حسینہ جس سے مخاطب ہوکر چارلس اپنے دلی جذبات کا اظہار
کر رہا تھا۔ زور سے جھجک گئی۔ جس کا اثر چارلس نے اپنے بازو پر جس کے سہارے وہ
چل رہی تھی۔ محسوس کیا۔ اب تک وہ نگاہیں نیچی ڈالے گفتگو کر رہا تھا۔ مگر اس حسینہ کو
چونکتے دیکھ کر اس نے نظر اٹھائی۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ دو فوجی افسر سامنے کھڑے اسکی
حسین و عزیز پرڈیٹا کی طرف گستاخانہ نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

وہ بڑے جوش میں بھر کر کہنے لگا "صاحبو یہ گستاخی کیا معنی رکھتی ہے"

"چارلس... پیارے چارلس آؤ ہم واپس چلیں" پرڈیٹا نے ہلکی کپکپاتی ہوئی
آواز میں کہا۔ اور وہ غیر معمولی تیزی کے ساتھ اسے لے کر پیچھے کی طرف مڑی۔

اس وقت چارلس کو ان افسروں کے زور سے قہقہہ لگانے کی آواز سنائی دی۔
اور قریب تھا کہ وہ غضبناک ہوکر اپنی معشوقہ کا بازو چھوڑ کے ان فوجیوں سے بازپرس
کرنے کے لئے مڑتا۔ مگر پرڈیٹا نے اسے بہ منت کہا "میں التجا کرتی ہوں ان وحشیوں
سے جھگڑا مول نہ لو"۔

اتنا کہہ کر وہ اسے ساتھ لئے تیزی سے قدم اٹھاتی چلتی گئی۔

جب یہ دونو اس مقام سے جہاں فوجی افسر پرڈیٹا کو گھورنے کے لئے ٹھیر گئے
تھے۔ اور جہاں انہوں نے پرڈیٹا کو اچھی طرح پہچان کر گستاخانہ قہقہہ لگایا تھا۔۔
اگرچہ بعد ازاں انہیں بھی محسوس ہوا۔ کہ ہمیں اس عورت کی بدلی ہوئی حالت پر قہقہہ لگانے
کا کوئی حق حاصل نہیں... فاصلہ پر پہنچ گئے۔ تو چارلس جو اب تک بڑے جوش کی حالت
میں تھا کہنے لگا "پرڈیٹا تم زبردستی کرتی ہو۔ آخر ان بدمعاشوں کو اس قسم کی نازیبا حرکت

کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ مجھے چھوڑ دو کہ میں اُن سے باز پرس کر لوں"۔

پرڈیٹا جو اس اثنا میں اس درجہ اوسان بحال کر چکی تھی۔ کہ اُس کے لئے اپنے دلدار کا جوش رفع کرنا اب مشکل نہ تھا۔ بولی "کیا تم یہ چاہتے ہو کہ پریڈ میں ہنگامہ کر کے سب لوگوں کو مضحکہ اڑانے کا موقعہ دو"۔

چارلس جسے اس بات کا بعید ترین شبہ بھی نہ تھا۔ کہ پرڈیٹا میں ہی کچھ ایسا نقص ہے۔ جس کے باعث اُن فوجی افسروں نے اس قسم کا گستاخانہ سلوک کیا۔ بلکہ جو محض اس لئے ناراض تھا کہ اُن دو شخصوں نے محض بلاوجہ بد سلوکی کی۔ زور سے کہنے لگا "پرڈیٹا دیکھتی نہیں ہو ان بدمعاشوں نے تمہاری .. اور تمہارے ذریعہ سے خود میری کس درجہ توہین کی ہے"۔

پرڈیٹا جلدی سے کہنے لگی "یہ اُن کے ہنسنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ تم باتیں کرتے وقت میری طرف کو بہت زیادہ جھکے ہوئے تھے۔ میں بھی اُس وقت تمہاری گفتگو میں اس درجہ محو تھی۔ کہ میں نے نہیں دیکھا۔ کوئی غیر قریب موجود ہے۔ اُنہوں نے جب تمہارا منہ میرے کان کے قریب دیکھا۔ تو اس لئے ہنسنے لگے۔ کہ ان کے نزدیک ہم نشۂ محبت میں بدمست ہو کر یہ بھی نہیں سمجھتے تھے کہ ساحل بحر پر ہمارے سوا کوئی اور موجود نہیں"۔

"ٹھیک کہتی ہو"۔ چارلس نے پرڈیٹا کے فرضی جواب کو تسلی بخش سمجھ کر کہا۔ اور اب وہ خود اپنی حرکت پر نادم ہونے لگا۔ کہ میں نے پیشتر اس معاملہ کو نہیں سوچا۔

وہ عیارہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر بولی "تم اس بات کا اندازہ کر سکتے ہو۔ کہ جب میں نے اُن دو فوجیوں کو ذرا فاصلہ پر سامنے کھڑے ہماری طرف گھورتے دیکھا۔ تو مجھے کس قدر شرم اور دہشت محسوس ہوئی۔ میں فوراً معاملہ کو سمجھ گئی۔ کیونکہ پیارے چارلس عورتیں ہمیشہ مردوں کی نسبت جلد تر کسی معاملہ کی تہ کو پہنچ جاتی ہیں۔ اُس وقت میں نے جان لیا کہ ہمارے طریق عمل سے لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ہم نو آموزان عشق ہیں۔ میں گھبرا گئی۔ اور اس واسطے میں باصرار تمہیں وہاں سے اس طرف کو لے آئی۔ جہاں اُن اکھڑ فوجیوں سے جھگڑا کر کے صرف ہمیں کو ندامت ہوتی"۔

چارلس بہت فیاضانہ مسکرا کر کہنے لگا "پرڈیٹا تم انہیں فوجی سمجھتی ہو گی۔ میرے نزدیک تو وہ عام آدمی تھے"۔

"وہ کوئی بھی ہوں" اُس حسینہ نے کپکپاتے ہوئے التجائی لہجہ میں معاملہ کو ٹالنے کی غرض سے کہا "میں کسی حال میں تمہیں خطرہ میں ڈالنا پسند نہیں کرتی۔ چارلس ذرا سوچو۔ یہ معلوم کر کے مجھ پر کتنی وحشت طاری ہو جاتی۔ کہ تم ڈویل لڑنے کو آمادہ ہو۔ محض اس خیال سے ہی خون میری رگوں میں منجمد ہو جاتا ہے۔ خدا نہ کرے تم کسی ایسے جھگڑے میں زخمی ہو جاؤ۔ یا تمہارے دشمنوں کی جان پر آنچ آئے۔ تو پھر تمہاری ناخوش بدنصیب پرڈیٹا کا کیا حشر ہو۔"

"جان سے پیاری پرڈیٹا" مفتون نوجوان نے کہا "یہ میری خوش نصیبی ہے کہ تمہارے جیسی وفادار عورت میرے پہلو میں ہے"

یہ کہتے ہوئے اُس نے اُس حسینہ کی طرف پر محبت نگاہ سے دیکھا۔ اور اُس کے بازو کو بڑے اشتیاق سے اپنی چھاتی سے لگایا۔ کیونکہ وہ نشہ عشق میں سرشار تھا۔ اس وقت غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی شعاعوں میں اُس حسینہ کے چہرہ کی رنگت بہت ہی لفریب معلوم ہوتی تھی۔

سیر ختم کر کے یہ دونو ہوٹل کو واپس ہوئے۔ اور رات کا کھانا کھا کر جلدی ہی اپنے اپنے کمروں میں سو گئے۔ کیونکہ مسز فنٹز ہارڈنگ اور پرڈیٹا کو کسل کی شکایت تھی۔ اور چارلس بھی محسوس کرتا تھا۔ کہ ابھی کل کا تھکانے والا سفر باقی ہے۔

ناظرین نے دیکھ لیا۔ کہ اُس چالباز حسینہ نے ایک نہایت تشویشناک واقعہ کو جو سیر پر پیش آیا تھا۔ کس صفائی سے ٹالا۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی۔ کہ جس وقت چارلس پرڈیٹا کے کان میں عشق و محبت کی باتیں کر رہا تھا۔ تو اُس حسینہ نے دفعتاً آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ کہ سامنے کپتان ننکین اور لفٹنٹ ٹنک جنہیں وہ پیشتر ایک زمانہ میں جانتی تھی کھڑے ہیں۔ کچھ عرصہ گزرا اُن کی رجمنٹ لنڈنی میں مقیم تھی۔ اور وہاں جن لوگوں نے حسین اور عیش پرست پرڈیٹا کے باغ حسن کی بہار لوٹی۔ اُن میں یہ دونو فوجی بھی شامل تھے۔ اُس عیارہ نے جان لیا۔ کہ انہوں نے مجھے پہچان لیا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اس کی حالت ایسی ہو گئی۔ کہ ممکن تھا۔ وہ اس صدمہ عظیم کو برداشت نہ کر کے اُس شخص کی طرح بیہوش ہو کر گر جاتی۔ جس پر دفعتاً بجلی گری ہو۔ مگر وہ جلدی ہی سنبھل گئی۔ اور اُس کے بعد جیسا کہ ناظرین نے دیکھ لیا۔ اُس نے پیار و محبت کے اظہار اور ڈویل لڑنے کے متعلق ہراس ظاہر کر کے بہت جلد اپنے دلدار کے شبہات رفع

کر دے۔

سچ ہے کمزوریا حسینوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے!

باب ۱۴۵ جہاز کا سفر - ایک پُر اسرار واقعہ

اس کے دوسرے دن ہمارے مسافر علی الصباح بیدار ہوئے کیونکہ جہاز لا کورنہ جو پورے کیلیا کو جاتا تھا۔ اس کی روانگی ۹ بجے کے لئے مقرر تھی۔

صبح کا کھانا کھا کر چارلس ہیٹ فیلڈ اور پرڈیٹا سیر کرتے ہوئے گھاٹ پر پہنچے تو نو بجنے میں بیس منٹ باقی تھے۔ مسز فنٹر ہارڈنگ اس لئے پیچھے رہ گئی۔ کہ سامان وغیرہ بند ہوا کر قلیوں کے ذریعہ گھاٹ تک پہنچوا دے۔ کیونکہ اب جب کہ اس بڑھیا کے ہاتھ سے سارے اختیارات سلب ہو چکے تھے۔ وہ چاہتی تھی کم از کم ایسے معاملات میں تو میرا ہی عمل دخل قائم رہے۔

موسم نہایت خوشگوار تھا۔ ٹھنڈی بحری ہوا نمکین ذائقہ اور تقویت بخش اثرات لئے اٹھکیلیاں کرتی چل رہی تھی۔ چارلس اور اس کی محبوبہ کے حوصلے بلند تھے۔ اگرچہ پرڈیٹا گاہ بہ گاہ فکر سے یہ جاننے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگتی تھی۔ کہ وہ خوفناک نوجی کہیں پھر نمودار نہ ہو جائیں۔ جنھوں نے پچھلی شام کو اُسے بے حد پریشان کیا تھا۔ مگر وہ نظروں سے غائب ہی رہے۔ اور کبھی اس حسینہ کے دل کو اتنی خوشی حاصل نہ ہوئی ہوگی۔ جیسی اس وقت ہوئی۔ جب اس نے دخانی جہاز کے تختہ پر قدم رکھا۔ جس کے دودکش سے ہلکا سپید دھواں خارج ہو رہا تھا۔ اور جو کسی طرارگھوڑے کی طرح چلنے کو بیتاب ہوا جاتا ہو۔ روانگی کی بے قراری میں اضافہ کئے پھر رہا تھا۔

صحن جہاز پر ایک بنچ پر بیٹھ کر چارلس اور پرڈیٹا گفتگوئے عشق میں محو ہو گئے۔ اور انہیں سوائے مضمون عشق کے اور کسی بات کا خیال ہی نہیں رہا۔ حتیٰ کہ جہاز کے کپتان نے فرانسیسی ملاحوں کو روانگی کا حکم دیدیا۔

اب جہاز کو روانگی کے لئے عین تیار دیکھ کر چارلس اور پرڈیٹا دونو کو اس کا خیال آیا۔ کہ مسز فنٹر ہارڈنگ اب تک جہاز پر نہیں آئی۔

صحن جہاز کے مسافروں میں نظر دوڑاتے ہوئے آخرالذکر نے اضطراب کے لہجہ میں کہا۔ "اماں کہاں ہے۔ مجھے نظر نہیں آتی۔"

چارلس کہنے لگا۔ "میری جان تم ایک لمحہ یہیں انتظار کرو۔ میں اُسے تلاش کرتا ہوں۔" اور یہ کہکر وہ مسز فشر ہارڈنگ کی جستجو میں مسافروں کے ہجوم کی طرف چلا۔ اُس کا خیال تھا۔ شاید وہ انجن کے دودکش کے پیچھے چھپی ہوئی ہوگی۔ لیکن باوجود بڑی تلاش کے وہ اسے کہیں نظر نہ آئی۔ اگرچہ اس کا اپنا اور پرڈیٹا اور اس کی ماں کا وہ اسباب جو یوم گذشتہ کو انہوں نے خرید کیا تھا۔ ایک جگہ پڑا ہوا دکھائی دیا۔

عجیب اسرار ہے کہ اسباب موجود تھا۔ لیکن مسز فشر ہارڈنگ کہیں نظر نہ آئی تھی!

حیران تھا۔ وہ کہاں غائب ہوگئی۔ پھر سوچا۔ شاید کیبن میں چلی گئی ہو۔ یہ خیال اغلب معلوم ہوا۔ اور چارلس دوبارہ اُس پلیٹ فارم کی طرف جا رہا تھا۔ جہاں وہ پرڈیٹا کو چھوڑ آیا تھا کہ خود پرڈیٹا اُس سے آملی۔ اور کہنے لگی "میں اُسے کیبن میں تلاش کر آئی ہوں۔ وہ وہاں بھی نہیں ہے۔"

قبل اس کے کہ چارلس اس کا کچھ جواب دیتا۔ ایک قلی جس نے سپید فراک پہنا ہوا تھا۔ قریب آیا۔ اور ادب سے اپنی ٹوپی کو ہاتھ لگاکر کہنے لگا۔ "یہ کیبن آپ کے ہیں؟"

چارلس ہیسٹ فیلڈ نے جواب دیا۔ "ہاں مگر وہ خاتون کہاں ہے۔ جو انہیں یہاں اٹھوا کر لائی تھی؟"

قلی نے کہا۔ "وہ گھاٹ تک تو میرے پیچھے آئی تھی۔ اور اس وقت میں نے مڑ کر دیکھا۔ تو دو آدمی اُس سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ پھر میں سیدھا جہاز کی طرف چلا آیا۔ اور دوبارہ مڑ کر دیکھا۔ تو وہ مجھے نظر نہ آئی۔"

"نہایت عجیب بات ہے۔" چارلس ہیسٹ فیلڈ نے کہا۔

"میری سمجھ میں یہ معاملہ اب تک نہیں آیا۔" پرڈیٹا کہنے لگی۔ اور پھر یکایک اس خیال سے کہ چارلس کہیں اس کی تلاش کے لئے جہاز سے نہ اُتر جائے۔ وہ کہنے لگی "ہمیں اس بارہ میں فکرمند نہ ہونا چاہئے۔ اگر اتفاق سے اماں اس جہاز پر نہیں آسکی۔ تو یقیناً وہ دوسرے جہاز میں ہم سے آملیگی۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ جہاز کے بھاری پہیے چلنے شروع ہو گئے۔ چارلس نے نصف کراؤن کا سکہ قلی کیطرف پھینکا۔ اور وہ اور کئی اور مزدور چلتے جہاز سے گھاٹ پر کود گئے جہاز بڑھتی ہوئی رفتار کے ساتھ وسیع سمندر میں چلنے لگا۔

پرڈیٹا اور چارلس ہیٹ فیلڈ ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے مسز فنٹز ہارڈنگ کی ناقابل فہم گمشدگی کے متعلق گفتگو کرتے صحن جہاز پر چل رہے تھے۔ چارلس نے اس معاملہ میں کئی طرح کے قیاسات دوڑائے۔ مگر وہ اس بڑھیا کے یکایک غائب ہو جانے کے معما کو اطمینان بخش طریق پر حل نہ کر سکا۔ دوسری طرف خود پرڈیٹا کوئی معقول وجہ معلوم کرنے سے قاصر رہی۔ اگرچہ اُس نے اغلب خیال کیا۔ کہ ہم پرانا اقتدار زائل ہوتے دیکھ کر اُس نے رنجیدہ ہو کر ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ اس خیال کے دل میں پیدا ہونے سے وہ اپنے آپ سے کہنے لگی " اگر یہی اس کا خیال ہے۔ تو بہت جلد اُسے اس پر تاسف ہونا پڑے گا "۔ مگر چارلس سے مخاطب ہو کر اس نے یہی اندیشہ ظاہر کیا۔ کہ " اُسے کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو "۔

اتنے میں جہاز تیزی رفتار سے چلتا رہا۔ تھوڑی دیر میں وہ بندرگاہ کی حدود سے نکل کر سمندر پانی کے وسیع و عریض قطعہ پر تیرنے لگا۔ اس وقت اُس کی چال اُسے ایک جاندار کی سی صورت دے رہی تھی۔ اُس کے بھاری پہیے تیزی سے چلتے ہوئے پانی کو چیرتے اور چاروں طرف جھاگ پھیلاتے چل رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں یہ جہاز ساحل انگلستان سے اتنی دور نکل گیا۔ کہ اب ایلبین کے سپید کنارے نظروں سے غائب ہونے لگے۔ اور سامنے فرانس کا ساحل اور افق پر ایک لمبی بھوری لکیر کی مانند دکھائی دینے لگا۔

وسیع و عریض، زمردی سمندر! اے کاش تو کسی دشمن جماعت کو ایک سے دوسرے ساحل پر لے جانے کا ذریعہ نہ بنے! اے کاش وہ امن جو اس وقت روئے زمین کی دو سب سے بڑی طاقتوں میں قائم ہے۔ اسی طرح قائم رہے۔ فرانس اور انگلستان اگر ایک دوسرے کے رقیب بنیں۔ تو فن حرب میں نہیں۔ بلکہ ترقی تمدن اور اشاعت علوم میں اگر ان دو قوموں میں اس قسم کی جدوجہد جاری رہے۔ تو وہ ایک نہایت مبارک جدوجہد ہے۔ جس سے سارا عالم فائدہ اور [illegible] حاصل کر سکتا ہے

یاد رہے ہم ان خوف پھیلانے والے شخصوں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو ہر وقت یہ کہکر جزائر برطانیہ میں خوف اور تشویش پھیلاتے رہتے ہیں۔ کہ فرانسیسی بڑی آسانی سے ہم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے حملہ کا انجام خطرناک ثابت ہونا یقینی ہے۔

ہم اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ نہ فرانس کے حکمران اور نہ وہاں کی گورنمنٹ کا بعید ترین ارادہ ہے۔ کہ وہ دنیا کے امن میں خلل اندازی کرے۔ ایسے حالات میں وہ اخبار نویس اور مضمون نگار ایک نہایت شر انگیز کارروائی کرتے ہیں۔ جو یہ مشہور کر رہے ہیں کہ ہمیں فرانس کی طرف سے خطرہ ہے۔

تقریباً چار گھنٹوں کے سفر کے بعد جس میں کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا۔ وہ فرانسیسی جہاز جس پر چارلس اور پرڈیٹا سوار تھے۔ کیلے کی بندرگاہ میں داخل ہوا۔

عاشق و معشوق گھاٹ پر اتر کر ڈیسن ہوٹل میں پہنچے۔ جہاں اُن کا ارادہ اس انگریزی جہاز کی آمد کا انتظار کرنے کا تھا۔ جو فرانسیسی جہاز کا کیلے کی روانگی سے دو گھنٹے بعد ڈوور سے چلتا ہے۔

اس عرصہ میں چارلس اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا۔ کہ اگر مسٹر فٹنز ہارڈنگ اس جہاز میں بھی نہ آئی۔ تو پھر پرڈیٹا کو اور مجھے بحالت تنہائی پیرس کی طرف سفر کرنا ہوگا۔ اور اگرچہ پرڈیٹا کے ساتھ اُس کی شادی عنقریب ہونے والی تھی۔ تاہم اس بات کو اس نے صریحاً نامناسب سمجھا۔ کہ ہم دونوں بغیر کسی تیسرے شخص کی موجودگی کے سفر کریں۔ پس اس نے پرڈیٹا سے کہا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو ہمیں ایک خادمہ کی خدمات حاصل کر لینی چاہئیں" اور اگرچہ اس حسینہ کی اپنی خواہش یہی تھی۔ کہ ہم دونو تنہا گاڑی میں سفر کریں۔ تاہم وہ اس خیال سے یہ کہنے سے باز رہی۔ کہ اس صورت میں چارلس کے دل میں میری حیا داری کی نسبت بہت ہی ادنیٰ خیال جاگزین ہوگا۔ پس اس نے بھی اس تجویز کو بظاہر خوشی سے منظور کر لیا۔ اور اس کے لئے چارلس کا شکریہ ادا کیا۔

میڈم ڈیسن یعنی اُس ہوٹل کی مالکہ کی وساطت سے جس میں وہ مقیم تھے انہیں جلد ہی ایک اس قسم کی فرانسیسی خادمہ مل گئی۔ جو انگریزی بھی کہتی تھی۔ یہ بیان کرنا لازم

ہوگیا۔ کہ پرڈیٹا اس طریق پر اپنی حیثیت بلند ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ وہ جو تھوڑے دن پیشتر ایک قصابوں کی گاڑی میں سوار ہو کر ادنیٰ ترین لباس پہنے ایک گداگر عورت کی حیثیت میں لندن میں پہنچی تھی۔ اس نے جب اپنے آپ کو اعلیٰ ترین کپڑوں میں ملبوس اور نہایت قیمتی زیور پہنے ایک خادمہ کی مالک پایا۔ تو اس کی خوشی حد انتہا تک بڑھ گئی۔

خادمہ قریباً تیئس سال عمر کی ایک خوبصورت عورت تھی۔ بال ریشم کی طرح ملائم آنکھیں نہایت دلفریب۔ دانت خوشنما اور قد ہر لحاظ سے موزون تھا۔ اس نے اس قسم کا لباس پہن رکھا تھا۔ جس پر کسی پہلو سے حرف گیری نہیں ہو سکتی۔ اور مزاج کے اعتبار سے بھی وہ بڑی ملنسار عورت تھی۔ حتیٰ کہ ہمارے ملک میں اسے ایک بلند رتبہ خاتون سمجھا جاتا۔ لیکن اس ظاہری ملائمت اور حلم کے پردے میں ایک ایسی طبیعت پوشیدہ تھی۔ جو سازش کی خواہش مند تھی۔ اگرچہ اس نے باوجود وزالی۔۔ کیونکہ یہی اس خادمہ کا نام تھا ایک ایسی عورت تھی۔ کہ وہ کسی پاکباز خاتون کو ہرگز غلط راستہ پر چلنے کی تحریک نہ کرتی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایسی مالکہ کے لئے اس کا وجود ہر لحاظ سے قابل قدر ثابت ہوتا۔ کیونکہ وہ ایک نیک دل وفادار اور قابل اعتماد عورت تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی خواہ اسے اس کی کمزوری کہئے۔ یا کچھ۔ اور اس میں یہ بات ضرور پائی جاتی تھی۔ کہ اگر خود مالکہ نیکی اور بدی میں امتیاز کرنے والی نہ ہو۔ تو وہ اسے کئی طرح کے راستے دکھا سکتی تھی۔ وہ اس کی سازشوں کو کامیاب بنانے کا ملکہ رکھتی تھی۔ اور مجموعی طور پر اس میں وہ فن پایا جاتا تھا۔ جس سے کام لے کر کوئی عورت اپنے شوہر یا چاہنے والے کو دھوکا دے سکتی ہے۔

غرض یہ عورت تھی۔ جو پرڈیٹا کی خادمہ بنی۔ لیکن اس جگہ ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ روزالی کے خصائل جہاں تک ہوٹل کی مالکہ کو معلوم تھے۔ اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی۔ یعنی وہ ایک دیانت دار اور باسلیقہ عورت تھی۔ اور اس میں وہ تمام صفات موجود تھیں۔ جو کسی اونچے طبقہ کی خادمہ میں ہونی چاہئیں۔

جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ چارلس اور پرڈیٹا انگریزی جہاز کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔ مگر جب مسٹر فشر۔ ہارڈنگ اس میں بھی نہ آئی۔ تو چارلس نے جس کے لئے یہ معاملہ سراسر بعید از فہم اور ناقابل حل تھا۔ ایک سفری گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ انتظام کر کے وہ خود پرڈیٹا کو ساتھ لیکر پروانہ راہداری حاصل کرنے کی غرض سے انگریزی قنصل خانہ میں

پہنچا۔ سہ پہر کے پانچ بجے تھے۔ کہ ہمارے مسافر ایک چوا سے سفری گاڑی میں سوار ہو کر ڈولین ہوٹل سے روانہ ہوئے۔ اور ظاہرداری کے لئے رزنالی کو بھی گاڑی کے اندر ہی بٹھا لیا گیا۔

آہ! اگر اس وقت چارلس ہیسٹ فیلڈ کو یہ بات معلوم ہوتی۔ کہ یہ جوان عورت جس سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اور جس کی نیک نامی کا مجھے اس درجہ خیال ہے۔ وہ اس سے پیشتر ذہنی اور جسمانی ہر دو طریق سے پلید ہو چکی ہے... اگر کسی طرح ان دو افسروں کی کہانی جو شیبعد میں ساحل بحر پر اُسے ملے تھے۔ اُس کے کانوں تک پہنچ جاتی۔ تو وہ متحیر اور مبہوت ہو کر رہ جاتا۔ پھر جیسے وہ اس محبت کے ساتھ چاہتا تھا۔ اُسی سے نفرت کرنے لگتا۔ اور وہ جذبہ پرستش و تعریف جو اس وقت اس کے دل میں کام کر رہا تھا۔ یقیناً نفرت و حقارت میں بدل جاتا۔

مگر وہ تو اُسے نیکی اور پاکبازی کا مجسمہ سمجھ رہا تھا۔ وہ یہ خیال کرتا تھا۔ کہ اس حسینہ کے خیالات کسی حد تک عجیب ضرور ہیں۔ مگر فطرتاً وہ اس قدر حلیم الطبع ہے۔ کہ نیک مشورہ پر فوراً عمل کرنے لگتی ہے۔ اور محبت کی خاطر ہر قسم کے ایثار پر آمادہ ہے۔

یہ درست ہے۔ کہ اُسے یاد تھا کئی بار گرمجوشی کی عالت میں اس نے مجھے پیار محبت سے نہیں روکا۔ وہ تو کئی چھاتیاں اور لب بھی مل چکے تھے۔ اور بارہا چارلس کو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ محبت کی خاطر وہ انتہائی ایثار کے لئے بھی آمادہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یاد آگیا۔ کہ ایسے موقعوں پر وہ یکایک اوسان بحال کر کے بازوؤں سے نکل جاتی تھی وہ قابو میں آکر بے قابو ہو جاتی تھی۔ ان سارے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُس نے اپنے دل میں سوچا۔ کہ اگرچہ ایک گرم مزاج عورت ہونے کے باعث اُس نے ایسے موقعوں پر میری پیش دستی کے خلاف کوئی خاص اعتراض نہیں کیا۔ تاہم بکارت کی حیا اور دوشیزگی کی دور اندیشی ہر حال میں اُسے انتہائی ترغیب سے محفوظ رکھتی رہی ہے۔ اس استدلال نے اس کے دل میں پروڈیٹا کے جذبۂ تعریف کو دوبالا کر دیا۔

جس وقت سے چارلس نے پروڈیٹا کو اول مرتبہ دیکھا تھا۔ اُس کا دماغ ایک دائمی سرور کی حالت میں رہتا تھا۔ اسی کیفیت میں وہ پروڈیٹا کو فرشتہ عصمت اور پاکبازی کا مجسمہ سمجھتا تھا۔ اور پیار و محبت کی وہ باتیں جو تخلیہ میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہی تھیں۔ اور جنکی

لذت اُس انتہائی راحت کو یاد دلاتی تھی۔ جو عنقریب اُس کے حصہ میں آنے والی تھی اس کے جوش کو کم کرنے کی بجائے اور زیادہ بڑھاتی تھیں۔ اور وہ سرور عشق جو اُس کے دماغ پر حاوی تھا۔ خمار کی سی صورت اختیار کرنے لگا تھا۔

ایک طرف تو اُس ساحرہ کی یاد محبت اس کے لئے غیر معمولی راحت کا موجب تھی۔ اور وہ اس کے حسن کی تازگی اُس کے کلام کی شیرینی اور انداز کی دلفریبی پر مفتون تھا۔ اور دوسری جانب اُس کی بلند خواہشیں اور رفیع اُمیدیں اُسے مسرت کے فلک ہفتم پر لیجا رہی تھیں۔

ان سارے حالات نے غیر معمولی طور پر کم عرصہ میں اُس جوان کی فطرت کو۔ جو قدرتی طور پر نیک تھی۔ اور اُس کے ذہن کو جو فطرتاً طاقت اور اثر رکھتا تھا۔ مغلوب کردیا پھر وہ ناگوار واقعات جو اس کے اور اس کے والد کے درمیان پیش آچکے تھے۔ اور ان موقعوں پر جو باتیں فریقین میں ہوئی تھیں۔ جن کے صحیح مطلب سے دونوں میں سے کوئی بھی پورے طور سے باخبر نہیں ہوسکا تھا۔ اُن کے جوش نے اُس جوان کو جو تباہی کی منزلیں طے کر رہا تھا۔ اور زیادہ تیزی کے ساتھ آگے کو بڑھا دیا۔

اب حالت یہ ہے کہ اگر کوئی فرشتہ رحمت ہی دخل انداز ہو۔۔ اگر وقت بالکل ہی ہاتھ سے نہ نکل جائے تبھی۔۔

مگر اوہ ہم ایسی باتیں بیان کر رہے ہیں۔ جن کا ذکر اُن کے مناسب موقع پر ہی ممکن ہوگا۔ ہمارے لئے واجب یہ ہے۔ کہ داستان کے سلسلہ کو ان واقعات معترضہ سے پاک رکھتے ہوئے جاری رکھیں۔ تاکہ ہم اپنے ناظرین کو جلد تر شہر لندن کی طرف واپس لاسکیں۔ جس کے بہت سے عجیب و غریب اسرار ابھی بیان کرنے ہیں۔

بس یوں سمجھ لیجئے۔ کہ ہمارے مسافر رات بھر سفر کرتے رہے۔ کیونکہ چارلس جلد تر پیرس پہنچنے کا آرزومند تھا۔ اور پرڈیتا بھی اُس کی تجویز کی موید تھی۔

صبح کو کھانا اُنہوں نے مقام ایمینز میں کھایا۔ اور سہ پہر کا لو وائے میں۔ اسی ارشاد شب کے قریب وہ عظیم الشان محلات کے شہر پیرس میں پہنچ گئے۔

ہمارے پاس گنجائش ہوتی۔ اور اس داستان کا سلسلہ اجازت دیتا۔ تو ہم شوق سے چند سطور میں اس بے نظیر شہر کی کیفیت بیان کرنے کو رک جاتے۔ جب ہمیں

دلی محبت ہے۔ مگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے ہم صرف اتنا بیان کر دیتے ہیں کہ چارلس پرڈیٹا اور رونالی ایک عمدہ ہوٹل میں ہٹیرے۔ جہاں انہوں نے چند خوشنما کمرے اپنی سکونت کے لئے حاصل کر لئے۔

داستان کے اس حصہ کو ختم کرنے سے پیشتر ہم ایک واقعہ اور بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو اگرچہ مختصر ہے۔ تاہم اہمیت کے اعتبار سے قابل ذکر ہے۔

اور وہ واقعہ یہ ہے۔ کہ پیرس میں پہنچنے کے دوسرے دن گیارہ بجے قبل دوپہر چارلس ہیٹ فیلڈ کی شادی وائیکونٹ ارسٹن کی حیثیت میں پرڈیٹا فنز ہارڈنگ کے ساتھ انگریزی سفیر کے گرجا واقع روسینٹ ہونور میں سفارت کے پادری کے ہاتھوں ہو گئی۔

باب ۱۴۶ وہی ہمارے پرانے دوست

اس اثنا میں بعض واقعات اس قسم کے لندن میں ظہور پذیر ہو رہے تھے۔ جن کا ذکر اس نوشادی شدہ جوڑے کے تعلقات کی داستان کو جاری رکھنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ . . وہ داستان جس کی نسبت اگر چارلس کو پیش بینی کی قدرت حاصل ہوتی . . .

مگر ہم چارلس ہیٹ فیلڈ اور پرڈیٹا کی داستان محبت میں اتنے محو ہو گئے۔ کہ لندن کے واقعات کو جن سے ہمارا سب سے بڑا تعلق ہے۔ بالکل ہی قلم انداز کر دیا۔ خیر ہم اب اس کی کچھ تلافی کئے دیتے ہیں۔

چارٹر ہوس سکوئر جو آلڈرس گیٹ سٹریٹ اور سینٹ جان سٹریٹ (سمتھ فیلڈ) کے درمیان واقع ہے۔ دیکھنے میں ایک بڑا ہی افسردہ کن نا فرحت بخش اور تاریک سا چوک ہے۔ جسے ان درختوں کی سبز پتیاں بھی رفع نہیں کر سکتیں۔ جو اس کی حدود میں اُگے ہوئے ہیں۔ مکانات سب کے سب پرانی وضع کے اور میلے ہیں۔ کھڑکیاں تنگ۔ دروازے چھوٹے اور عام حالت یہ ہے کہ ان مکانات کے پاس سے گذرتے ہوئے مشکل ہی سے ان کھڑکیوں کے اندر کسی انسان کی صورت دیکھی جاتی ہے۔ فی الحقیقت

ان مکانوں میں کسی کے آباد ہونے کی علامات بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ کہ کھڑکیوں کی جلیاں گلی اور اندر پردے تنے رہتے ہیں۔ یا سردیوں میں ان پردوں کے اندر سے جلتی ہوئی آگ کی ہلکی سی جھلک دیکھنے میں آجاتی ہے۔ بس اس کے سوا کوئی اور علامت ایسی نہیں۔ جو ظاہر کرتی ہو۔ کہ ان مکانات میں روحیں نہیں بلکہ خاکی انسان ہی آباد ہیں۔ بارہا اس چوک میں سے گذرتے ہوئے ہمیں کسی مکان کے اندر سے ایک بھی شخص باہر نکلتا نظر نہیں آیا۔ کبھی کبھی قصاب یا نانبائی کا لونڈا اس چوک کے اندر تیزی سے چلتا اور تاریک مکانات کی طرف مڑتا تو نظر آیا۔ مگر اس کا ہمیں آج تک علم نہیں۔ کہ وہاں ان کا کام کیا تھا۔ کیونکہ ہم نے کبھی انہیں کسی دروازہ پر دستک دیتے نہیں دیکھا۔ صرف ایک بار ہمیں اس چوک میں ایک چٹھی رساں کی زیارت کا اتفاق ہوا تھا۔ اور ایمان کی بات پوچھتے ہو تو جتنی حیرت ہمیں اسے وہاں پھرتے دیکھ کر ہوئی۔ اسی قدر اسے ہمیں دیکھ کر ہوئی تھی۔ رہا اس علاقہ کا پادری۔ سو اس کا فرض اس علاقہ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ چھتری لٹاتا وہ ہی سے اس چوک کے مکانوں کا دیدار کرتا ہے۔ یا فاکس اینڈ انیگر کے شراب خانہ میں بیٹھ کر نصف گھنٹہ دوکان کے مالک سے گفتگو کرتا اور گاہ بہ گاہ اس چوک کے مکانوں کی طرف دیکھتا رہے۔

اور پھر اس چوک کی خاموشی . . . یہ ایسی خاموشی نہیں۔ جو بے جا شور و غل کے فقدان سے پیدا ہوتی اور ایک راحت بخش امن و سکون کا نقشہ پیش کرتی ہو۔ جو لندن کے پرہجوم بازاروں سے نکل کر یہاں پہنچنے پر محسوس ہوتی ہے۔ بالکل نہیں۔ یہ ایسی خاموشی ہے۔ جو قلب انسانی کو برف کی طرح منجمد کرنے والی محسوس ہوتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس چوک میں سے گذرتے ہوئے راہرو کو یاد آتا ہے۔ کہ شمال کی جانب وسیع گنبد کی عمارت میں ۸۰ عمر رسیدہ آدمی . . . چارٹر ہوس کے برادران مفلس . . متمدن شہر لندن کے عین قلب میں پراٹسٹنٹ معبد کے ۸۰ مکینیاں محتاج . . . ۸۰ تھکی ہوئی درماندہ ہستیاں مغلوب کن کلیسائی ضبط انتظام کی سختیاں جھیل رہی ہیں۔ کیا اس چوک کی خاموشی اس خوفناک خاموشی ہی سے تعلق نہیں رکھتی۔ جو خود چارٹر ہوس میں ہر وقت چھائی رہتی ہے۔ . . وہ خاموشی جو اتنی خوفناک۔ اتنی روح فرسا۔ اتنی قیمتی ہے۔ کہ وسط موسم گرما کی دوپہر میں بھی اس عمارت کے پاس سے گذرنے والے کے دل میں ضرور کپکپی محسوس

ہوئے لگتی ہے۔

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ جب مسٹر بلٹن ٹالمر نے اپنی عظیم الشان ریلوے سکیم کپتان اوبلنڈرلس اور مسٹر فرنیک کرٹس کے روبرو پیش کی۔ تو اُس نے ہر دو اصحاب کو دس دس پونڈ کا نوٹ پیشگی دیتے ہوئے خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ آپ کسی عزت دار ہمسایہ میں سکونت اختیار کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو اس کے متعلق میری سفارش پیش کر دیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کن خاص وجوہ کی بنا پر ہمارے دوست فوجی افسر اور فرنیک کرٹس نے اپنے لئے بہترین مقام سکونت چارٹرہوس سکوئر ہی پسند کیا۔ بہر حال ہم کہہ سکتے ہیں کہ دونوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔ اور اُس تاریک حصہ شہر میں تین کمرے کرایہ پر لیکر رہنے لگے۔ ان میں سے ایک نشست گاہ پہلی منزل پر تھی۔ اور دوسرے کے کمرے دوسری منزل پر۔ مالکہ مکان ایک بیوہ عورت تھی۔ جو مکان کا کچھ حصہ کرایہ پر دے کر اُس کی آمدنی پر گذر اوقات کیا کرتی تھی۔ وہ ایک ادھیڑ عمر کی عورت تھی۔ قد کی لمبی سیدھی اور اکڑی ہوئی۔ اور اس بارہ میں نہایت محتاط کہ صرف انہی لوگوں کو کرایہ دار رکھا جائے جن کے پاس کسی اچھے شخص کی سفارش ہو۔ یا کم از کم جنہیں وہ خود نیک اطوار سمجھتی ہو چنانچہ کپتان اوبلنڈرلس اور مسٹر فرنیک کرٹس کو اپنے مکان میں رہنے کی اجازت دینے سے پیشتر اس نے اُن کے متعلق بھی بہت سی باتیں مسٹر ٹالمر سے دریافت کر لی تھیں۔ اور اس کا جواب چونکہ ہر لحاظ سے اطمینان بخش تھا۔ اس لئے ہمارے یہ قدیم دوست چارٹر ہوس سکوئر میں مسز رڈ کے مکان میں سکونت پذیر ہو گئے۔

شروع کے دو تین دن تو بڑے سکون کے ساتھ بسر ہوئے۔ کپتان اور فرنیک کے پاس جیب خرچ کافی تھا۔ اس لئے وہ کسی پر آسائش شراب خانہ میں دن اور رات دونوں وقت کھانا کھا لیتے تھے۔ اور وہیں ان کا دور شراب چلتا تھا۔ مسز رڈ کو صرف اُن کی صبح کی حاضری کا انتظام کرنا ہوتا تھا۔ اور اس کام کو وہ بڑے شوق سے سرانجام دیا کرتی تھی۔ کیونکہ اس ذریعہ سے ان دونوں کے کھانے پینے کی تمام چیزیں اسی کے اقتدار میں رہتی تھیں وہ ایک عبادت گذار عورت تھی۔ اور ہر اتوار کو بڑی باقاعدگی کے ساتھ ایک میتھوڈسٹ گرجا میں نماز پڑھنے جاتی۔ لیکن جیسا کہ وہ بارہا کہا کرتی تھی۔ "ایک تنہا بیوہ" ہونے کے باعث وہ اس میں چنداں ہرج نہیں دیکھتی تھی۔ کہ کرایہ داروں کی بجائے شکر اور مکھن

میں سے تھوڑا سا حصہ اپنے لئے نکال لے۔ بارہا وہ اپنی ہمسائیوں سے کہا کرتی۔ کہ "خدا مجھ پر بہت مہربان ہے۔ اور میں اپنی محدود آمدنی کو بہترین مصرف میں لاتی ہوں" مگر ہماری رائے میں بہتر ہوتا۔ کہ وہ اپنی آمدنی کے ساتھ کرایہ داروں کی آمدنی کا بیج فکر کر دیتی کیونکہ اس کا بڑا حصہ اشیائے خوراک کی صورت میں اسی کے قبضہ میں آتا تہا۔

لیکن کپتان اور فرنیک کو جلدی ہی محسوس ہونے لگا۔ کہ شراب خانہ میں خرچ غیر معمولی طور پر زیادہ اُٹھتا ہے۔ اس کے علاوہ مسٹر سٹالکینسہ چونکہ مزید خودی امداد کا امکان نہ تہا۔ کیونکہ اس کا سرمایہ زیر تجویز ریلوے میں صرف ہو رہا تہا۔ اس لئے اب ان دونوں نے کفایت شعاری پر کمر باندھی۔ اس کے متعلق انہوں نے بہترین تجویز یہ سوچی۔ کہ دن اور رات کا کہانا اور پوتین بھی جو کپتان کے لئے ضروریات زندگی میں شامل تھی۔ گھر پر حاصل کی جائے۔ جب اس کا ذکر مسز رڈ سے کیا گیا۔ تو اس نے بخوشی اس تجویز پر رضامندی ظاہر کی۔ کیونکہ اس نے سوچا۔ جس طرح میں آجتک ان کی چائے اور مکھن اڑاتی رہی ہوں۔ اسی طرح کہانے میں سے چند بوٹیاں نکال لی گئیں۔ تو یہ اُسے محسوس نہیں کرینگے۔ غرض کپتان اور اس کا دوست گھر پر ہی کہانا کہانے لگے۔ اور چونکہ پہلی دو راتیں زیادہ شراب نوشی میں بسر نہ ہوئیں۔ اس لئے مسز رڈ کو کوئی وجہ شکایت پیش نہ آئی۔

لیکن کپتان اور کرٹس کی بےبار نوشی ایسی نہ تھی۔ جو عرصہ دراز تک مسز رڈ سے پوشیدہ رہتی۔ چنانچہ ایک روز اتوار کی شام کو جب وہ گرجا سے پادری فلمری کا ایک نہایت پر مغز اور سبق آموز وعظ سنکر آئی۔ تو جس وقت اس نے اس معاملہ پر غور کرتے ہوئے۔ کہ پادری صاحب کے لفظوں میں سارے گمراہ اور گنہگار شخصوں کو دوزخ کی جلتی آگ میں گرایا جائیگا۔ دہلیز میں قدم رکہا۔ تو بالاخانہ سے خوفناک شور و غل کی آوازیں اس کے کان میں پہنچیں۔ جنہیں سنکر وہ اپنی جگہ پر ہی رک گئی۔

اُس نے کان لگا کر سننا شروع کیا۔ بیشک آواز اوپر ہی سے آرہی تھی۔ اور پھر وہ آواز بھی عجیب و غریب قسم کی تھی۔ اس خیال سے سخت متنفر اور آزردہ ہو کر کہ یوم سبت کی اس طرح بے حرمتی کی جارہی ہے۔ مسز رڈ دبے پاؤں زینہ پر چڑھنے لگی جس قدر وہ نشست گاہ کے دروازہ کے قریب تر پہنچی۔ اتنا ہی اُسے یقین ہوتا گیا۔ کہ

کپتان اولبنڈرس اور مسٹر کرٹس ایک دوسرے پر لکڑی اور لوہے کی سلاخ سے جنگ کر رہے ہیں۔ مگر یہ لڑائی محض تفریح کی خاطر تھی۔ کیونکہ ان "آہنی ہتھیاروں" کی جھنکار کے ساتھ ہنسی کے خوفناک قہقہے اور اس قسم کی آوازیں بھی سنائی دیتی تھیں۔ مثلاً یسوع کی قسم فرنیک اب کی مرتبہ تم بچھڑ گئے۔ خون اور غارت کی قسم اور میرے دوست تم ذرا چوکنے رہا کرو۔ اب کہو۔ تو ایک ہاتھ اور دکھاؤں۔ طاقتوں کی قسم۔ کیا مجال تم میرے بدن کو چھو سکو۔۔۔ زور سے میرے دوست اور زیادہ زور سے۔ اس کی فکر نہ کرو۔ کہ یہ پرانا دسپنہ خراب ہو جائے گا۔ وہ بڑھیا تو اس وقت گرجا میں گئی ہوئی ہے۔"

مسز رڈ ان باتوں کو سنکر سخت حیرت زدہ ہو گئی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ اس پر سکتہ کی سی حالت طاری ہونے لگی۔ سوچتی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ اس قسم کی کارروائی ان شخصوں کے کمرہ میں ہو رہی ہے۔ جن کی سفارش کرتے ہوئے حصہ شہر کے ایک عزت دار آدمی مسٹر سالٹر نے کہا تھا۔ وہ بڑے حلیم اور مستقل مزاج ہیں۔ ان کی بجائے اگر مکان میں دو آوارہ مزاج کتے موجود ہوتے۔ تو بھی اس قدر شور و غل برپا نہ ہوتا۔ غریب میں اتنا حوصلہ نہ تھا۔ کہ اندر جا کر انہیں فہمائش کرتی۔ کچھ دیر فرط تعجب سے وہ اپنی جگہ پر ہی کھڑی رہی۔ لیکن پھر جب اعضا کام دینے لگے۔ تو وہ تیزی سے زینہ سے نیچے اتری تاکہ اپنے کمرہ میں پہنچکر ملبوسوں کی اڑائی ہوئی لوٹیوں کو نوش کرتے ہوئے اس سوال پر غور کرے۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔

اسی رات فرنیک کرٹس نے اس قدر پی کر مدہوشی کے عالم میں رات کے وقت خواب گاہ کی کھڑکی کھول کر اس نے خوب گلا پھاڑتے ہوئے ایک فحش گیت گانا شروع کر دیا۔ جس سے چوک میں رہنے والے سب لوگ بے طرح مضطرب ہونے لگے خصوصاً اس لئے کہ بیچ بیچ میں وہ زور کی چیخیں مارنے لگتا تھا۔ کپتان اگرچہ زیادہ سے زیادہ پی کر بھی مدہوش نہیں ہوتا تھا۔ تاہم آج اس نے بھی سرور کے عالم میں اپنے کمرہ کی کھڑکی کھول لی۔ اور اس کا دوست جو گیت گا رہا تھا اس میں ٹیپ کا مصرع خود گانا شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چارلس سکوائر کی خاموشی جو عام طور پر نہایت مکمل اور خوفناک ہوا کرتی تھی۔ اس طرح مضطرب ہو گئی۔ کہ در و دیوار بھی اس تبدیلی حالت پر حیرت زدہ تھے ہم یہ کہتے ہوئے کسی قسم کی مبالغہ آرائی نہیں کرتے۔ کہ چوک کے تمام

باشندے سخت دہشت زدہ ہو گئے۔ کیونکہ ان کی رات موت کی سی خاموشی میں بسر ہوتی تھی۔ جس کی بجائے آج ہر طرف چیخ پکار سنائی دے رہی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کئی عصبی مزاج کی عمر رسیدہ عورتیں یہ سوچ کر کہ ہمسایہ میں آگ لگ گئی ہے بیہوش ہو جاتی تھیں۔

اب مسز رڈ کپتان اور فرینک کرٹس کے دروازے پر لاکر دستک دیتی ہے۔ مگر کوئی سنتا ہی نہیں۔ یا اگر کسی نے سنا۔ تو پرواہ کی۔ بہت دیر بعد آخر جب اس حلقہ کے پادری سے صبر ہوگیا۔ اور جب اسکے خواب راحت میں خلل آیا۔ تو وہ آکر صدر دروازہ پر زور سے دستک دینے لگا۔ اس وقت دونوں دوستوں نے اپنی کھڑکیوں میں سے پانی کی بھری ہوئی صراحیاں اس کے سر پر انڈیل دیں۔ اور اس کے بعد اپنے کام سے ہر طرح مطمئن ہو کر کھڑکیاں بند کر کے مزے سے سو گئے۔

جب دن نکلا۔ اور وہ صبح کی حاضری نوش کرنے نشست گاہ میں اترے تو مسز رڈ نے ایک ایسے لہجہ میں جو فرط غضب سے گلوگیر تھا۔ صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ میرے مکان میں کپتان اونبلڈ ریس اور مسٹر کرٹس کی سمائی نہیں۔ مگر آپ اس کی حیرت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب انہوں نے قسمیں کھانی شروع کر دیں۔ کہ جو کچھ رات کو ہوا۔ اس کا ہم سے سرمو تعلق نہیں۔ شور و غل تو ہم نے بھی سنا تھا۔ اور اس سے ہمیں تکلیف بھی بہت ہوئی۔ لیکن ہمیں قطعاً معلوم نہیں۔ کہ شور کرنے والا کون تھا۔ اب مسز رڈ حیران کھڑی ہے۔ کہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔ سوچتی ہے۔ کیا میرے کان بج رہے تھے۔ یا جو کچھ ہوا۔ وہ محض ایک خواب تھا۔ مگر نہیں وہ خواب نہیں حقیقت تھی۔ کیونکہ باقی کرایہ دار سب اس کے شاکی تھے۔ بہرحال مسز رڈ نے ایک ایسی عورت کی حیثیت میں جو ضبط انتظام کو ہر بات پر مقدم سمجھتی ہو۔ کپتان اور اس کے دوست کرٹس کو کہہ دیا۔ کہ "صاحب میرے ہاں آپ لوگوں کے لئے جگہ نہیں۔ میں ایک ہفتہ کی اطلاع دیتی ہوں۔ اس عرصہ میں جہاں آپ چاہیں۔ سکونت کا بندوبست کر لیں۔ اور ایک ہفتہ کا کرایہ جو آپ کے ذمہ باقی ہے۔ اسے ادا کرنے کی فکر کریں"۔ اس پر کپتان اونبلڈ ریس کو وہ طیش آیا۔ کہ پناہ بخدا۔ کہنے لگا۔ "طاقتوں کی قسم اور تم کتنی ذلیل عورت ہو۔ کہ اس ذرا سی رقم کے لئے تقاضا کرتی ہو"۔ کپتان کو جلال کی حالت میں دیکھ کر بیوہ عورت

خوف زدہ ہو گئیں۔ اور اس نے التجا کے انداز سے مسٹر کرٹس کی طرف دیکھا۔ مگر اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ نقدی کا حساب و کتاب کپتان ہی کے ہاتھ میں رہتا ہے جو کچھ وصول کرنا ہو۔ اس سے کرو۔ مسز رڈ نے جب دیکھا۔ کہ کپتان صاحب بہو کے خزانچی ہیں۔ اور غصہ اور جوش کے سوا کچھ نہیں۔ تو ناچار پیچھے ہٹ آئی۔ اگرچہ رات میں بڑبڑاتی رہی۔ کہ ایک تنہا بیوہ عورت پر یہ کتنا ظلم ہے۔ اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ سارا حساب دوشنبہ کی صبح تک بیباق کر دیا جائے۔

اس دن کے بعد کپتان اور مسٹر کرٹس کھل کھیلے۔ اب تک تو چوری چھپے پیتے تھے۔ اب چھپا چھپا یا کرتے۔ پہلے وہ مسٹر سٹالمز کی خاطر سے اپنے آپ کو صحیح المزاج اور اعتدال پسند ظاہر کرتے تھے۔ اب انہوں نے اتنی پومین پینی شروع کی۔ کہ فرنیک کرٹس کے لفظوں میں "دوہرا ہی ہرا نظر آنے لگتا تھا"۔ یا اس کے دوست فوجی افسر کے الفاظ میں "آنکھوں کے سامنے نور سا چھا جاتا تھا"۔ راتوں کو وہ اس قدر شور و غل مچاتے۔ گویا غول بیابانی شہر میں گھس آئے ہیں۔ غریب مسز رڈ کو ہر طرح سے دھمکیاں دی جاتیں۔ کہ ہم شکایت کر دیں گے۔ تمہارا مکان سارے ہمسایوں کے لئے موجب تکلیف ہے۔ سخت مایوسی کے عالم میں اس کے سوا چارہ کار نظر نہ آیا۔ کہ پادری فلمری سے مشورہ لے۔ پادری صاحب رحمدل آدمی تھے۔ بیوہ عورت کی داستان الم سن کر بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور اس کے مددگار بن کر ان دونوں کی فہمائش کے لئے ساتھ چلے۔

سہ پہر کا وقت تھا۔ اور رات کے کھانے کے لئے اشتہا پیدا کرنے کی غرض سے کپتان اور فرنیک سٹوٹ شراب کی چند بوتلیں ختم کر چکے تھے۔ کہ نشستگاہ کا دروازہ کھلا۔ اور ایک ٹھگنے قد کا سیاہ پوش آدمی جس کا چہرہ فیل مرغ کی طرح سرخ تھا۔ اندر داخل ہوا۔ پہلے تو انہیں اس کی صورت دیکھ کر ہی حیرت ہوئی۔ پھر یہ معلوم کر کے کہ آپ پادری عمانوئیل فلمری ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ یہ سنکر کہ حضرت "ایک تنہا بیوہ" کی طرف سے فہمائش کرنے آئے ہیں۔ کپتان نے کرٹس کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور پھر پادری صاحب سے بیٹھنے کی درخواست کی۔ بعد میں کہنے لگے "بہتر ہو ہم یہ گفتگو سٹوٹ کی ایک بوتل پر کریں"۔ پادری صاحب نے سمجھا۔ انکار شیوہ اخلاق سے بعید ہو گا اس لئے مان گئے۔ بوتل لائی گئی۔ اور مسٹر فلمری چونکہ پیاسے تھے اس لئے انہوں نے

خوب ہی پیٹ بھر کر پی۔

اور اب وہ اصلی معاملہ شروع ہوا۔ جس کے لئے یہ ذات شریف یہاں تک پہنچے تھے۔ اُن کے کلام کا ماحصل یہ تہا۔ کہ اگر آپ سرد و اصحاب مسٹر رڈ کا حساب بیباق کر کے کسی دوسری جگہ تشریف لے جائیں۔ تو بڑی عنایت ہوگی۔ دونو دوست پادری صاحب کی گفتگو کو توجہ سے سنتے رہے۔ اور خود پادری صاحب نے انہیں اس قدر نیک دل اور حلیم المزاج پاکر ایک اور بوتل کی تواضع سے انکار کرنا مناسب نہ جانا۔ گفتگو سے پیاس بھی چمک گئی تھی۔ اور عادتاً پادری عمانوئیل فلمری سب سے زیادہ گوینیس معرکہ کی سٹوٹ ہی پیا کرتے تھے۔ پس اُنہوں نے اپنا گلاس ختم کرکے پھر بحث شروع کر دی۔ اور یہ بحث ابھی جاری ہی تھی۔ کہ بالٹ شراب کثرت سے پینے سے ان کے پیٹ میں درد ہونے لگا۔ کپتان۔ کے پاس اس کا علاج موجود تہا۔ چشم زدن میں مسٹر فلمری نے وسکی کا ادھا ختم کر دیا۔ اس طرح پر جب ان کی طبیعت درست ہوگئی۔ اور ان سرد اصحاب کے ساتھ جن کی فہمائش کے لئے آپ نے قدم رنجہ فرمایا تہا۔ بے تکلفی بڑھنے لگی۔ تو پادری صاحب نے گرم تاڑی کا ایک گلاس نوش کرنے سے بھی انکار نہ کیا محض اس لئے کہ وہ اپنے نئے دوستوں کے لئے وجہ شکایت کو ناپسند کرتے تہے۔ ایک کے بعد دوسرے گلاس کی باری آگئی۔ اور اس کے بعد فرینک کرٹس نے چپکے سے تیسرا اس وقت پیش کر دیا۔ جبکہ مسٹر فلمری مسز رڈ کی صفات حسنہ پر وعظ کر رہے تہے۔ مختصر یہ کہ آں حضرت اس کمرہ سے نشہ میں اس قدر غین ہو کر نکلے۔ کہ چلتے وقت کہنے لگے "کپتان اور مسٹر فرینک کرٹس کے برابر نیک دل آدمی سارے لندن میں کوئی نہیں ہے" بلکہ اُلٹا یہ درخواست کی۔ کہ "آپ یہاں سے جانے کی تکلیف نہ کریں۔ مسز رڈ کو میں خود سمجھا دوں گا"

جس وقت پادری عمانوئیل فلمری نشہ میں سرشار جھومتے ہوئے نشست گاہ سے چلے۔ تو مسز رڈ ان کی صورت دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئی۔ بہت دیر تک تو اسے اپنی قوت باصرہ پر شبہ رہا۔ لیکن جب پادری صاحب نے جن کے وعظ نہایت پُر مغز اور سبق آموز ہوا کرتے تھے۔ جو ایک ثنا خوان گلہ کے محافظ تھے۔ ہچکیاں لیتے ہوئے ... اُس شخص نے جسے نوع انسانی کا مکمل ترین نمونہ سمجھا جاتا تہا۔ بیوہ عورت کے گلے میں بازو ڈال کر اُس کے جھری دار رخساروں پر زور کا بوسہ دیا۔ تو ... ہمارے ناظرین پوچھتے ہیں،

اس وقت کیا ہوا؟ یہی کہ وہ غریب پادری صاحب کی نیک نامی کیلئے خاموش رہی۔ اور اُس نے کسی قسم کا شور وغل نہ مچایا۔ بلکہ اس کے نصف گھنٹہ بعد تک جبکہ پادری صاحب اُس کے پاس بیٹھے اسی طرح پیار و محبت کرتے رہے۔ وہ بالکل خاموش رہی۔ کیونکہ وہ انہیں بدنام ہوتے دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس سے بھی زیادہ... اُس نے اُن کے لئے چائے تیار کی۔ تاکہ ان کا رنج کم ہو۔ اور آخر جس وقت وہ رخصت ہوئے تو وہ رہ رہ کر اپنے دل سے کہہ رہی تھی۔ "آخر یہ بھی تو انسان ہیں۔ اور ہر انسان غلطیوں سے مرکب ہے"

لیکن جب مسز رڈ کے دل خوش کن لمحے گذر گئے... کیونکہ جب تک پادری صاحب اُس کے کمرہ میں رہے۔ اور دروازہ بند رہا۔ اُس "تنہا بیوہ" کے لمحے خوشی میں ہی بسر ہوتے رہے تھے۔ تو اُسے یاد آیا۔ کہ اگرچہ عبادت گذار پادری صاحب نے مجھے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ میں نے ان دو شخصوں کو سخت فہمائش کی۔ تاہم اب تک وہ مکان میں ہی موجود ہیں۔ اور واقعہ میں اُن کی موجودگی ایسی نہ تھی جو زیادہ عرصہ تک چھپی رہتی۔ کیونکہ ذرا سی دیر میں ہی مسز رڈ کے لفظوں میں ان "خوفناک شخصوں" نے زور سے قہقہہ لگانا شروع کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُن کے کمرہ سے آہنی اوزاروں کی جھنکار اور اچھل کود کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ گویا دونوں پر وحشت سوار ہے۔

اس طرح مایوسانہ انداز سے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے۔ گویا وہ ڈرتی تھی کہیں کپتان اور اُس کا دوست میرے سر پر نہ آگریں۔ مسز رڈ اپنے دل سے کہنے لگی "یہ کمبختوں نے پھر وہی شرارت شروع کر دی۔ لیکن کیا مضائقہ ہے" اُس نے یکا یک ایک روشن خیال کے زیر اثر کہا۔ "میں اب تو اسے برداشت کرتی ہوں۔ مگر کل... کل..."

یہاں پر مسز رڈ رک گئی۔ کیونکہ جو دلچسپ خیال اُس کے ذہن میں پیدا ہوا تھا۔ وہ اُسے اپنے کمرہ کی دیواروں کے سامنے بھی ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھی۔

مگر ہم اپنے ان ناظرین کی باخبری کے لئے جو ہر معاملہ راز کی تہ کو پہنچنے کے لئے بیتاب ہو جاتے ہیں۔ یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ تجویز جو بیوہ عورت کے ذہن میں پیدا ہوئی یہ تھی کہ کل جب یہ دونو سیر کے لئے جائیں۔ تو انہیں واپس مکان میں گھسنے نہ دیا جائے اس تجویز سے مطمئن ہو کر مسز رڈ نے تھوڑی سی برانڈی پی۔ اور پھر انجیل کی ایک

موٹی سی جلد کھول کر سامنے میز پر رکھ لی ۔ پڑھنے کی غرض سے نہیں ۔ بلکہ محض اس خیال سے کہ اگر کوئی ہمسائی ملنے کے لئے آ ئے ۔ تو یہ کتاب سامنے پڑی ہوئی موزوں نظر آتی ہے ۔ اور دیکھنے والا کہتا ہے ۔ کتنی عبادت گذار عورت ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ مسز رڈ اپنے حلقہ احباب میں ایک نہایت عابد عورت مشہور تھی ۔ خصوصاً اس لئے کہ پادری فلمری کا اُس کے ہاں آنا جانا تھا ۔ اور وہ خوش تھی ۔ کہ لوگوں میں میری عبادت گذاری غیر معمولی شہرت حاصل کر چکی ہے

لیکن ہم مسز رڈ کو چھوڑ کر سردست مسٹر فرنیک کرلس اور کپتان او بلنڈرلس کی طرف رخ کرتے ہیں ۔ جن کی نسبت مالکہ مکان مسز رڈ نے صحیح طور پر اندازہ کیا تھا ۔ کہ وہ بالاخانہ میں لطیف عیش حاصل کر رہے ہیں ۔

سرد کھنے ہوئے گوشت سے شکم سیر ہو کر انہوں نے اس شکستہ حال خادمہ سے جو گھر کے مہمانوں کی خاطر داری کیا کرتی تھی ۔ گرم پانی کا ایک برتن رکھوا لیا ۔ اور اس کے بعد شام کا جشن منانا شروع ہوا ۔ پنچ جو ایک شراب ہے وہ اس وقت تیار کر رہے تھے وہ تھا ۔ جسے عورتیں صحیح یا غلط طور پہ زیادہ گرم تیز اور بہت نشہ آور قرار دیا کرتی ہیں ۔

اس کے چند جام پی کر انہوں نے حسب معمول غیر معمولی اظہار مسرت کرنا شروع کیا ۔ سب سے اول کپتان او بلنڈرلس اس بات پر اصرار کرتا تھا ۔ کہ فرنیک اس سے شمشیر زنی کے سبق حاصل کرے ۔ اس مطلب کے لئے ایک نے دستہ اور دوسرے نے لوہے کی سلاخ ہاتھ میں لی ۔ اور مقابلہ شروع ہوا ۔ اب جس وقت کپتان اپنا اوزار اپنے دوست کی پسلیوں میں گھونپنے میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔ تو دونو خوب زور کا قہقہہ لگاتے ہیں کیونکہ اُن کے نزدیک بڑے مزے کا تماشہ ہے ۔

اس تفریح سے فارغ ہو کر وہ پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ۔ اور گلاس پکڑ کر مختلف معاملات پر بحث کرنے لگے ۔ یکایک فرنیک اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ اور پھرتی ظاہر کرنے کی غرض سے ۔ ۔ ۔ حالانکہ گذشتہ تین سال کے عرصہ میں اُس کا بدن غیر معمولی طور پر فربہ ہو گیا تھا ۔ اس نے ایک کرسی کو پھاندنا چاہا ۔ چونکہ وہ اس کام کو نہایت بھدے طریق پر سرانجام دے سکا ۔ اس لئے کپتان نے یہ سبق سکھانا بھی اپنے ہی ذمہ لیا ۔ مگر اس نے کرسی سے اُٹھتے ہی نشہ شراب میں ایسی ذقند لگائی کہ فرش زمین

پر گر پڑا۔ جس سے اس کا پاجامہ پھٹ گیا۔ مگر اس پر آزردہ ہونے کی بجائے اُنہوں نے
اور زیادہ زور سے ہنسنا شروع کر دیا۔

"یسوع کی قسم" کپتان نے کہا "اور میرے پاس اس کے سوا دوسرا پاجامہ بھی
نہیں ہے۔ لیکن کیا مضائقہ ہے۔ میں خادمہ کو حکم دیتا ہوں۔ وہ علی الصباح اسے درزی
کے پاس لے جا کر درست کرا لائے۔ پاجامہ نہ ہونے کے باعث فرنیک میرا ارادہ
بستر پر ہی بیٹھے بیٹھے صبح کا کھانا کھانے کا ہے۔ اتنے میں یہ پاجامہ درست ہو کر آ جائیگا"

کرٹس بولا "ٹھیرو میں ذرا سوچ لوں۔ کل ہمیں کس کس سے ملنا ہے۔ ایک تو
سہ پہر کے تین بجے ہماری سٹانلز سے ملاقات ہوگی۔ اور خدا قسم ہمیں اُسے مجبور کرنا
پڑے گا۔ کہ وہ کچھ اور نقدی دے۔"

"طاقتوں کی قسم میرے دوست اور تم بالکل سچ کہتے ہو" کپتان نے جواب دیا۔
"دیکھو میری جیب میں اس وقت اٹھارہ پینس سے زیادہ ایک فاردنگ بھی نہیں۔۔"

"اور میری جیب میں وہ بھی نہیں" فرنیک نے قطع کلام کرتے ہوئے اپنے دونو
ہاتھ ایک ہی مرتبہ دونو جیبوں میں داخل کر کے کہا "خدا اس ریل کی تجویز کا ستیاناس
کرے۔ کتنا آہستہ خرام معاملہ ہے۔ مجھے یاد ہے۔ بائیس تیئیس سال پیشتر جب میں پیرس
میں تھا۔ تو فونٹینبلو میں میرے دوست لاٹ پادری کی جو کوٹھی ہے۔ اُس کے لئے
ایک نیا راستہ تیار کرنا تھا۔ حالت یہ ہوگئی۔ کہ اُن پادری صاحب کو دن بھر مزدوروں
کے سر پر سوار رہ کر گالیاں دینی پڑتی تھیں۔ تب کہیں وہ ذرا سا کام کیا کرتے تھے۔"

"طاقتوں کی قسم اور اگر مسٹر سٹانلز کو گالیوں ہی کی مدد سے جلد تر کام پر آمادہ
کیا جا سکتا ہے" جنگجو افسر نے کہا "تو میرے دوست یہ کام میرے ذمے ڈال دو"

فرنیک کہنے لگا "یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن ایک بات اور بھی ہے۔ در اصل
کچھ عرصہ سے صرافہ میں سرد بازاری پھیلی ہوئی ہے۔ کم از کم یہی بات مجھ سے چند دن
پیشتر خود سٹانلز نے کہی تھی۔۔"

کپتان قطع کلام کر کے بولا "ہمارا اپنا صرافہ بھی تو سرد ہے یسوع کی قسم۔ پوتین
کی بوتل خالی ہو چکی ہے۔ اور دوسری بوتل منگانے کے لئے نقدی موجود نہیں"

"مگر ابھی تم کہہ رہے تھے۔ میرے پاس اٹھارہ پنس ہیں" کرٹس نے کہا

"ٹھیک ہے" اور یہ کہکر کپتان نے زور سے گھنٹی بجائی۔
اس آواز کو سنکر وہی سکین صورت خادمہ دوبارہ نمودار ہوئی سامنے وہسکی کی ایک اور بوتل اُس دوکان سے لانے کا حکم دیا گیا۔ جس سے اس دوکان کے رہنے والوں کا لین دین تہا۔
خادمہ رخصت ہوگئی۔ تو کرٹس ذرا تامل کے بعد کہنے لگا۔ "اب گویا ہماری جیبوں کی بالکل صفائی ہوگئی۔ لیکن کیا مضائقہ ہے۔ ہمارے پاس کل صبح کے ناشتہ کے لئے دودھ کے سوا ہر ایک چیز موجود ہے ..."
"مگر میری برجس کی مرمت کا خرچ بھی تو سر پر ہے" کپتان نے قطع کلام کر کے کہا "ضروری ہے۔ کہ اس کی فوراً مرمت کرائی جائے"۔
کرٹس بولا "تم اس کی پروانہ کرو۔ کیونکہ درزی اسے مرمت کر کے لائیگا۔ تو فوراً ہی پیسوں کا تقاضا نہیں کرے گا" پھر یہ دیکھ کر کہ کپتان کا چہرہ اس خیال سے بہت افسردہ اور اُترا ہوا ہے۔ کہ درزی اس قدر اعتماد نہیں کرے گا۔ فرنیک نے زور کا قہقہہ لگایا۔
کپتان او بلنڈلیس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور وہ چلّا کر کہنے لگا "ارے بادلیسوع کی قسم مسٹر کرٹس تمہارے لئے یہ معاملہ ہنسی کا ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ بات قابل مذاق نہیں۔ کہ ہفتہ در ہفتے برجس کی واپسی کے انتظار میں دن بھر چارپائی پر لیٹا رہوں اس لئے فرنیک اگر تم نے اپنی زبان کو لگام نہ دی۔ تو مقدس وپینے کی قسم میں اسی سپنے سے ہی تمہارا سر پھوڑ دونگا"۔
یہ دہمکی سنکر جس کے متعلق کرٹس کو یقین تہا۔ کہ اگر ضرورت ہوئی۔ تو کپتان کو اسے عملی صورت دینے میں بھی دریغ نہ ہوگا۔ اس کی ہنسی رک گئی۔ اور وہ ملائمت کا لہجہ اختیار کر کے کہنے لگا "یار کپتان تم اتنی سی بات پر جوش میں نہ آجایا کرو۔ میں کل علے الصبح جا کر شانلز سے ملوں گا۔ اور یقین جانو۔ میں اس سے کچھ روپیہ لے کر ہی واپس آؤں گا۔ مجھے اُمید ہے۔ درزی کے آنے سے پہلے ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا"۔
کپتان کو پاجامہ کے پھٹ جانے سے جو تشویش پیدا ہو رہی تہی۔ اُس کے زیر اثر وہ پھر اظہار غضب کرنے کو تہا۔ کہ اتنے میں کسی کے زینے کے راستہ اوپر چڑھنے کی آواز

سنائی دی۔ کپتان ضبط سے کام لے کر کہنے لگا۔" ایلدو مارڈ کی پوتین کی بوتل لیکر آگئی بس ذرا تومنزا کرنے دو۔ صرافہ کی سرد بازاری کا ذکر صبح کو کرلیں گے۔"

جس وقت خادمہ کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو فرنیک کرلس جوش میں بھر کر کہنے لگا" تمہیں شیطان نے تو نہیں پکڑ لیا تہا۔ کہ اتنی دیر لگادی؟"

"دیر! صاحب۔۔"! لڑکی نے سخت متعجب ہوکر کہا۔" ابھی تو مجھے یہاں سے گئے ایک منٹ بھی نہیں گذرا۔"

"ایک منٹ"۔ فرنیک جو ہمیشہ خادماؤں کو دھمکایا کرتا تہا۔ اگرچہ مرد نوکروں کے سر نہیں آتا تہا۔ کیونکہ ان کے سامنے وہ اگر کوئی بے جا بات کرے۔ تو وہ ایک دو لگا دیا کرتے تھے۔ کہنے لگا تم ایک منٹ کہتی ہو۔ اور میری گھڑی میں تمہیں گئی پورا پاؤ گھنٹہ ہوچکا ہے۔

"شاید ٹھیک ہو۔" لڑکی نے کچھ سوچکر کہا۔" لیکن مجھے اگر دیر ہوگئی۔ تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک شخص نے مکان کے دروازہ پر مجھے روک لیا تہا۔ وہ پوچھتا تھا مسٹر سمتھ یہیں رہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ نہیں۔ کہنے لگا۔ مسٹر براؤن؟ میں نے جواب دیا وہ بھی نہیں۔ پھر اس نے پوچھا مسٹر جونز۔۔۔ مسٹر نوکس وہ بھی یہاں رہتے ہیں۔ یا نہیں۔ اور اگر نہیں رہتے۔ تو آخر یہاں کون آباد ہے؟ اس پر میں نے اسے بتا دیا۔ کہ یہاں دو شریف آدمی آباد ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام اولینڈ ڈربس اور دوسرے کا کرلس ہے۔"

اس پر دونوں نے یک زبان ہوکر کہا۔" ایں! تم نے اسے بتا دیا۔" اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک دوسرے کی طرف پر معنی نظر سے دیکھا۔

خادمہ نے یہ نہ جانتے ہوئے کہ ان کے دل میں کسی طرح کی تشویش پیدا ہوگئی ہے۔ بلکہ اس خیال سے کہ دونو میرے طرز عمل کو پسند کرتے ہیں۔ جواب دیا۔" جی ہاں۔ میں نے اسے بتا دیا۔ کیونکہ میں نے سوچا۔ اب اس شخص کو یقین ہو جائیگا۔ کہ یہاں سمتھ یا براؤن نام کا کوئی معمولی آدمی نہیں رہتا۔ اور یہ دوبارہ کبھی کسی سے اتنا اصرار نہیں کرے گا۔"

"اچھا تو پھر اس شخص نے کیا کہا؟" فرنیک کرلس نے اپنے دوست کپتان کیطرف بے چینی کی نظر سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اُس نے صرف اتنا کہا " اوہ ! " اور پھر چلا گیا ۔ مجھے اگر دیر ہو گئی ہے تو اُس کی وجہ محض یہ باتیں تھیں ۔ ورنہ میں اس سے پیشتر ہی واپس آجاتی "۔

کرلش نے پوچھا " بھلا وہ کس قسم کا آدمی تھا ؟ "

خادمہ بولی " بہر حال وہ کوئی شریف آدمی نہیں تھا ۔ کیونکہ اُس کے منہ سے شراب کی تیز بو آتی تھی "۔

" لیکن تمہاری رائے میں وہ کون تھا ؟ " فریڈریک نے بے صبری سے پوچھا ۔

لڑکی بھولے پن سے کہنے لگی " میرے خیال میں کوئی چور ہوگا "۔

" یسوع کی قسم اور اب میں سمجھ گیا ۔ ضرور یہ فارق کا آدمی ہوگا " کپتان اولبنڈرلیس نے گھبرا کر کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا ۔ لیکن پھر جلدی ہی اپنی جگہ پر بیٹھ کر وہ خادمہ سے کہنے لگا " تم نیچے چلی جاؤ ۔ اور اگر کوئی آکر پوچھے ۔ کہ مسٹر فریڈریک کرلش . . . . بس ! کپتان اولبنڈرلیس اس مکان میں رہتے ہیں ۔ تو خبردار یہی کہنا ۔ نہیں رہتے ۔ ورنہ یاد رکھو ۔ میں کھال اُدھیڑ دوں گا "۔

اس دھمکی کو سنکر غریب لڑکی کے ہوش اُڑ گئے ۔ اور وہ کہنے لگی " لو بھلا میرا کیا قصور ہے "۔ اور اس کے بعد تیزی سے قدم اُٹھاتی اس انداز سے نیچے اُتر گئی ۔ گویا کپتان اس دھمکی کو عملی صورت دینے پر آمادہ ہے ۔

اُس کے چلے جانے پر تھوڑی دیر کے لئے کپتان اولبنڈرلیس اور مسٹر کرلش خاموش بیٹھے ایک دوسرے کے منہ کو تکتے رہے ۔ دونوں کے دلوں میں ایک ہی خیال جاگزین تھا ۔ اور دونوں اسے منہ پر لاتے ڈرتے تھے ۔ گویا کوئی جانے ۔ جس بات کا انہیں خوف تھا ۔ اُسے منہ سے نکالنے سے اُس کے فوراً عملی صورت اختیار کر لینے کا اندیشہ تھا ۔

آخرکار کرلش کہنے لگا " پھر اب کیا رائے ہے ؟ "

" یسوع کی قسم اور تم کیا مشورہ دیتے ہو ؟ " کپتان نے پوچھا ۔

کرلش جس نے اب اس خوفناک معاملہ کو اس کی کامل عریانی میں دیکھنا شروع کر دیا تھا ۔ کہنے لگا " میرے خیال میں تو یہ رم رگ اور بکسے دکلا کا آدمی تھا جس نے اُس اقرار نامہ کے افسوسناک معاملہ میں جو ہم نے پچھلے بڑے دلوں میں لکھ کر دیا تھا ۔ ہمیں یہاں پر ڈھونڈ نکالا ہے "۔

"ٹھیک کہتے ہو۔ میری اپنی بھی یہی رائے ہے"۔ جنگجو افسر نے کہا۔ اور پھر دستی کو اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑتے ہوئے وہ کہنے لگا یہ لیکن اگر فرتی این کے کسی بدمعاش آدمی نے اس مکان میں داخل ہونے کی جرأت کی۔ تو میں وہ گت بناؤں گا۔ کہ یاد رکھے اس لئے میرے دوست تم غم نہ کرو۔ آؤ ہم دونوں کراسے باجیوں کی تباہی کا جام پئیں"۔

"شوق سے"۔ فرنیک نے تیز شراب کا ایک اور گلاس تیار کرتے ہوئے کہا"مشکل صرف یہ ہے۔۔۔"

"کیا؟" کپتان نے جو اپنے لئے شراب انڈیل رہا تھا۔ اس کام سے رک کر اپنے دوست کی طرف گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ بدحس۔۔"

"پھر وہی معاملہ!" جنگجو کپتان نے جوش میں بھر کر کہا"میں جانتا تھا۔ تم پھر پھرا کے اسی سوال پر آجاؤ گے۔ فرنیک تم اس ذکر کو چھیڑ کر مجھے دق نہ کرو۔ لاؤ ہم اپنے غم کو اس جام شراب میں غلط کریں"۔

اتنا کہہ کر دونوں نے اپنے اپنے گلاس منہ سے لگا لئے۔ اور اس کے بعد اس وقت تک پیتے رہے۔ حتے کہ بوتل بالکل خالی ہوگئی۔ اس سے پہلے کپتان نے خادمہ سے کہدیا تھا۔ کہ میں اپنا پاجامہ کمرہ کے باہر لٹکا دوں گا۔ اور تم نے اسے علی الصبح درزی کے ہاں دے آنا۔ اور کہنا وہ اس کی فوراً مرمت کرکے واپس بھیجدے۔

باب ۱۴۷ کپتان اوبلنڈربس کا لطیفہ

دوسرے دن مسٹر کرٹس غیر معمولی طور پر سویرے اٹھا۔ اور ابھی آٹھ ہی بجے تھے۔ کہ وہ مسٹر ہیلٹن شاملز سے ملاقات کرنے کے لئے جس سے وہ جہاں تک حالات اجازت دیں۔ کچھ مزید مالی امداد حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ملاقات کرنے گھر سے نکلا۔

رخصت ہونے سے پیشتر اس نے پہلے خود صبح کا ناشتہ کیا۔ اور پھر چائے

اور ٹوسٹن نے کرا اپنے دوست کپتان کے کمرہ کی طرف چلا۔ جو فرینک کے لفظوں میں کبعض ناگوار حالات کی وجہ سے ایک دو گھنٹے کے لئے بستر سے نہیں اُٹھ سکتا تھا۔ ٹوسٹن نے اپنے دوست کو اس بات کی تاکید کی۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو وہ واپس آجائے۔ کیونکہ شب گذشتہ کو ہمارے متعلق جو استفسار ہو رہا تھا۔ اُسے پیش نظر رکھتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ ہم جلد تر اپنا مکان بدل لیں۔"

حاضری ختم کرکے کپتان پھر بستر پر لیٹ گیا۔ اور اسی حالت میں اُس کی آنکھ لگ گئی۔ قریباً ایک گھنٹہ وہ اس خواب راحت میں پڑا رہا۔ اور اس کے بعد ایک ہلکی مشتبہ دوہری دستک کی آواز سنکر جو صدر دروازہ پر دی گئی تھی بیدار ہو گیا۔

بستر پر بیٹھ کر اُس نے اپنے منتشر خیالات کو جمع کرنا شروع کیا۔ اور مگارم رگ اور کے سے والا معاملہ اُسے یاد آگیا۔

اپنی کوچ سے اس طرح اچھل کر جیسے پہاڑ کی گرمی سے چنا اُچھلتا ہے کپتان نے جلد جلد لمبی جرابیں پہن کر پاؤں میں اد سلیپر اٹکا لئے اور قدم دبا تا زینہ کے سرے پر پہنچکر کان لگاکر سننے لگا۔

خادمہ کی عادت تھی۔ کہ کوئی شخص مکان پر آئے۔ تو اُسے حتی الامکان زیادہ عرصہ تک منتظر رکھ کر دروازہ کھولتی تھی۔ چنانچہ کپتان نے اُس کے دروازہ کھولنے اور کسی کے گلوگیر لہجہ میں اُس سے یہ پوچھنے کی آواز سنی "کیا وہ دونو گھر پر ہیں؟"

خادمہ کہنے لگی "تم وہی ہو۔ جو کل شام مجھ سے ملے تھے؟"

"ہاں میں نے ہی کل تم سے اس مکان کے رہنے والوں کا پتہ پوچھا تھا۔ میرے خیال میں وہ اس وقت گھر میں ہوں گے۔ اور چونکہ ہمیں ایک ضروری کام ہے۔ اس لئے میں اور میرا دوست اُن سے فوراً ہی ملنا چاہتے ہیں۔"

خادمہ کہنے لگی "تمہارا اوپر جانا بیکار ہے۔ کیونکہ مسٹر کرلس تو باہر چلے گئے ہیں۔ اور اُن کے دوست کپتان ابھی تک سو رہے ہیں۔ کم از کم وہ بستر سے نہیں اُٹھے۔ اور صبح کا کھانا اُنہوں نے وہیں کھایا ہے۔"

"کچھ مضائقہ نہیں۔" اُسی شخص نے جس کی آواز گلوگیر تھی کہا۔ "ہم اوپر جاکر کپتان ہی سے مل آتے ہیں۔ جو بڑے نیک نہاد اور شریف آدمی ہیں۔"

کپتان نے جوان باتوں کو غور سے سنتا رہا تہا۔ اندازہ سے جانا کہ دو آدمی میرے ملاقاتی ہیں۔ اگرچہ ان میں سے گفتگو کرنے والا ایک ہی تہا۔ اب جب اس کے بدترین اندیشوں نے تقویت حاصل کرلی۔ تو اس نے سوچا۔ کہ ہونہ ہو یہ فارق کے آدمی ہیں۔ جو مجھے اُس ضمانت نامہ کی خاطر گرفتار کرنے آئے ہیں۔ جو اس نے اور اس کے ناقابل جدائی دوست مسٹر فرانسس کرٹس نے میسرز رم رگ اینڈ کے سے کو لکھ کر دیا تہا۔

حیران تہا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ پہلا خیال اس کے دل میں یہ پیدا ہوا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو کپڑے پہن کر فارق کے آدمیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے گھر سے باہر نکل جانا چاہئے۔ مگر کپڑے پہننے کی تجویز کو سوچنا آسان تہا۔ اور اُس پر عمل کرنا مشکل۔ کیونکہ پاجامہ مرمت ہوکر ابھی تک درزی کی دوکان سے نہیں آیا تہا۔ اور یہ بات اُسے معلوم تھی۔ کہ فرنیک کے پاس کوئی دوسرا فالتو پاجامہ موجود نہیں۔

پس پھر وہی سوال پیدا ہوا۔ کہ مجھے اب کیا کرنا چاہئے۔ کیا چپ چاپ اُن کے ہاتھوں گرفتار ہو کر سخت بدنامی کی حالت میں وائٹ کراس سٹریٹ کے قید خانہ کو چلا جاؤں۔ مگر یہ خیال کپتان اولینڈبس جیسے شخص کے لئے سخت مضحکہ خیز تہا۔

کوئی اور صورت عمل نہ دیکھ کر اُس نے اپنے کمرہ کا دروازہ بند کردیا۔ اور کنجی ساتھ لیکر بالائی منزل میں مسز رڈ کی خوابگاہ میں پناہ گزین ہوگیا۔ خود مسز رڈ کے متعلق اُسے یقین تہا۔ کہ وہ کچھ سامان خریدنے بازار گئی ہوئی ہے۔ ورنہ مکان پر موجود ہوتی۔ تو جس وقت فارق کے آدمیوں اور خادمہ میں گفتگو ہورہی تھی۔ وہ ضرور اس میں حصہ لینے لگتی۔

مالکہ مکان کی خوابگاہ میں جانے میں کپتان کا مدعائے اولین تو وہاں چھپ جانا ہی تہا۔ اس نے جانا لوگ سمجھیں گے۔ میں گھر پر نہیں۔ وہ میرے کمرہ کے دروازہ پر دستک دیں گے۔ اور جواب نہ پاکر دروازہ توڑ ڈالیں گے۔ مگر جب مجھے موجود نہ پائیں گے۔ تو یہی سمجھیں گے۔ کہ میں مکان پر موجود نہیں ہوں۔ اس عرصہ میں میں یہ سوچ لوں گا۔ کہ مجھے کس طریق پر ان کی گرفت سے بچنا چاہئے۔

لیکن اُس نے مسز رڈ کی خوابگاہ میں قدم رکہا ہی تہا۔ کہ ایک نئی اور نہایت شاندار تجویز اس کے ذہن میں پیدا ہوگئی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ یہ تجویز اس واقعہ نے اُس

کے ذہن میں پیدا کر دی۔ کہ کمرہ میں ایک کھلے کپاٹ کے اندر مالکہ مکان کی بہترین ریشمی گوَن لٹک رہی تھی۔ اور قریب ہی کھونٹی پر اُس کے اتوار کے پہننے کی ٹوپی بھی موجود تھی جس کو وہ اسی صبح کو بازار جانے سے پیشتر فیتہ لگاتی رہی تھی۔ یہ ٹوپی باریک تنکوں کی بنی ہوئی نہایت فراخ تھی۔ اور اُس کے ساتھ ایک نیلے رنگ کی پتلی نقاب بھی لگی ہوئی تھی۔ کیونکہ مسز رڈ یوم سبت کو بنا ٹھن کر ہی اس گرجا میں جانا پسند کرتی تھی۔ جس کے منتظم وہی پادری عمانوئیل فلمری تھے۔

لباس کی ان دو چیزوں کو دیکھ کر جنگجو افسر کے دل میں ایک بالکل ہی نئی تجویز پیدا ہو گئی۔ اور اُسنے آناً فاناً اس بات کا فیصلہ کر لیا۔ کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

ہمارے ناظرین کو اس یاددہانی کی ضرورت نہ ہوگی۔ کہ جس وقت کپتان مالکہ مکان کی خوابگاہ میں پہنچا۔ تو اُس کے گلے میں ایک قمیص پاؤں میں لمبی جرابیں۔ اور اوپر سلیپر۔ ان کے سوا کوئی اور کپڑا بدن پر نہیں تھا۔ پس اُس کے لئے مسز رڈ کا ریشمی لباس پہن لینا ایک لمحہ کا کام تھا۔ جس کے بعد اُس نے غیر معمولی تیزی سے اُس کی ٹوپی بھی سر اوڑھ لی۔ یہ ہو چکا تو بیوہ عورت کا شال تلاش کرنا بمشکل دس سیکنڈ کا کام تھا۔ اب اُس نے نقاب کی کئی تہیں اپنے چہرہ پر جس پر اکڑی ہوئی موچھیں اور خوفناک گلپھے اگے ہوئے تھے۔ پھیلا لیں۔ مسز رڈ کی چھتری ہاتھ میں لے لی۔ اور اب جو اپنی بناوٹی زنانہ صورت آئینہ میں دیکھی۔ تو اُسے ہر لحاظ سے اطمینان بخش پایا۔

ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ کہ مسز رڈ ایک طویل القامت اور شیر کی طرح سیدھی عورت تھی۔ اور اس بات کو ناظرین پہلے ہی جانتے ہیں۔ کہ کپتان او ملنڈرلس نہ پست قامت اور نہ بدن کا فربہ تھا۔ پس اگرچہ وہ دیکھنے میں ایک دیو قامت عورت نظر آتا تھا۔ تاہم ایسے ضروری موقعہ پر یہ خفیف سا نقص قابل نظر اندازی معلوم ہوا۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ ضرورت کے وقت انسان یہ نہیں سوچتا۔ کہ اس کی تجویز میں کوئی نقص ہے۔ یا نہیں غرض سب پہلوؤں کو جانچ کر اُس نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اس تجویز کی آزمائش ضرور کرنی چاہیئے۔ اور چونکہ وہ فطرتاً اس قسم کے واقعات کا شائق تھا طبیعت میں جوش پیدا کرنے والے ہوں۔ اس لیے اُس نے مسز رڈ کے بھیس میں قارق کے آدمیوں کو چکمہ دینے کی تجویز کو عمل میں لانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اگرچہ اس میں شک نہیں

کہ وہ اس تجویز کو اُس صورت میں زیادہ پسند کرتا۔ کہ اس میں مذاق کے ساتھ خطرہ کا عنصر شامل نہ ہوتا۔

جبکہ وہ یہ تیاریاں کر رہی تہا۔ نچلی منزل پر فارق کے آدمی اُس کی گرفتاری کے لئے جستجو کر رہے تھے۔ کپتان نے ان کو سیڑھیاں چڑھ کر اپنی خواب گاہ کے سامنے رکتے اور دستک دیتے سنا۔ اور پھر جب اندر سے اُنہیں کوئی جواب نہ ملا۔ تو وہی شخص جس کا گلا بیٹھا ہوا تہا۔ خواب گاہ کے بند دروازے سے منہ لگا کر کہنے لگا۔ "کپتان اولمپنڈرلس میں آپ کے ایک دوست کی طرف سے نہایت ضروری پیغام لایا ہوں"۔

اب بہی کچھ جواب نہ ملا۔ اور شخص مذکور خادمہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "تمہیں یقین ہے۔ کپتان اندر ہی ہے؟"

وہ بولی "مجھے پورا یقین ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا۔۔۔ اپنا۔۔۔ پاجامہ مرمت کے لئے درزی کو بھیجا تہا۔ اور میں جانتی ہوں۔ وہ اُس کے انتظار میں بستر پر لیٹا ہوا ہے"۔

فارق کا سپاہی بولا "تمہارے خیال میں اُس کے پاس کوئی دوسرا پاجامہ نہیں"؟

لڑکی نے جواب دیا "بالکل نہیں۔ کم از کم میں نے جتنی مرتبہ اُسے دیکھا ہے وہ ایک ہی پاجامہ میں نظر آتا ہے"۔

وہی گلوگیر آواز والا آدمی غور کر کے کہنے لگا "اس سے ثابت ہوا۔ کپتان گہری پر ہے اس لئے تمام ہمیں اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے"۔

یہ آخری الفاظ اُس نے بظاہر اپنے رفیق سے کہے تھے۔ اور انہیں سنکر اب کپتان نے سمجھ لیا۔ کہ اس کے بعد ان کی طرف سے دروازہ توڑنے کی کارروائی عمل میں آئے گی۔ اس کا یہ خیال غلط ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ قبل اس کے کہ خادمہ ان شخصوں کا ارادہ معلوم کر سکتی۔ وہ دروازہ توڑ کر اس کمرہ میں گھس گئے۔ جسے کپتان نے صرف تین منٹ پیشتر خالی کیا تہا۔

کپتان جو مسز رڈ کی خواب گاہ کے دروازہ میں کھڑا اس تمام کارروائی کو سنتا رہا تہا۔ اب دبے پاؤں ایک دو سیڑھیاں نیچے اترا۔ اور پھر اپنی جگہ پر چپ چاپ کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔

اتنے میں آواز آئی "مجھے تو وہ کہیں نظر نہیں آتا"۔ یہ اسی قارق کی آواز تھی۔ جس کا گلا رکا ہوا تھا۔

اس کا ساتھی بولا "وہ تو بلی کی طرح کہیں غائب ہوگیا ہے"۔

وہی سپاہی جو پہلے بولا تھا۔ خادمہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "تم اب تک ہمیں بیوقوف ہی بناتی رہی!"

لڑکی تیز لہجہ میں بولی "واہ! کیا کہتے ہو۔ مجھے کامل یقین تھا۔ کپتان اس کمرہ میں ہے۔ اور اب اس کے نظر نہ آنے سے تم سے زیادہ خود مجھے تعجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کہیں باہر چلا گیا ہے۔ اگرچہ میں نے اسے جاتے نہیں دیکھا۔ مگر دیکھو تو سہی تم نے ناحق دروازہ کا قفل توڑ دیا۔ اب تمہیں اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ وہ جس وقت گھر والی بازار سے آئیگی۔ تو وہ میری جان کے درپے ہوگی"۔

"تو کیا وہ بازار گئی ہوئی ہے؟" کپتان اولمنڈ لس نے جو زینہ میں دبکا کھڑا تھا اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان لفظوں سے جو خادمہ نے قارق کے آدمیوں سے کہے تھے۔ اس کا حوصلہ زیادہ مضبوط ہو گیا۔

"قیمت ادا کرنی ہوگی!... خوب!" اسی گلوگیر آواز والے آدمی نے خادمہ کے جواب میں کہا "مگر یہ غیر ممکن ہے۔ البتہ اتنا ہم کر سکتے ہیں۔ کہ اس قفل کو دروازہ میں ایسے طریق پر لگا دیں۔ کہ تمہاری مالکہ کو اس بات کا بالکل علم نہ ہو۔ کہ کسی نے دروازہ توڑ کر کھولا تھا"۔

خادمہ کہنے لگی "خیر کسی طرح سہی۔ تم اسے جلدی ٹھیک کر دو۔ کیونکہ میری آقانی گھڑی پل میں آیا چاہتی ہے۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ گھر سے باہر ہو۔ کیونکہ اگر وہ گھر پر ہوتی۔ تو اب تک ضرور اس شور و شر کی وجہ معلوم کرنے کے لئے یہاں آ پہنچتی"۔

اسی گلوگیر آواز والے سپاہی نے کہا "خیر دیکھا جائیگا۔ مگر تم دیکھنا یہ کپتان کی ٹوپی پڑی ہے... یہ کوٹ ہے... اور یہ واسکٹ بھی موجود ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ وہ باہر گیا ہی نہیں۔ اور یہ لڑکی ہمیں بہکا رہی ہے۔ آؤ کسی اور کمرہ میں گھسیں"۔

نوعمر خادمہ بولی "تم میرے ساتھ آؤ۔ میں مسٹر کرٹس کا کمرہ دکھا دیتی ہوں۔ شاید وہ اُس میں ہو" اس کے بعد کپتان کو اُن سب کے کمرہ مذکور کی طرف جانے کی آواز سنائی دی۔ وہاں جا کر خادمہ نے حقارت آمیز قہقہہ لگایا۔ اور کہنے لگی "دیکھ لو۔ وہ کہیں موجود ہے۔ خوب اچھی طرح اس چارپائی کے نیچے دیکھ لینا۔ میرے خیال میں الماریوں میں بھی تلاش کر لو۔ اور آتشدان کی دکیہ بھال بھی اُٹھا نہ رکھنا۔ ممکن وہ وہیں چھپا ہوا ہو"

گلوگیر آواز والا قارق کہنے لگا "اب تم اس قسم کے مذاق تو بند کرو۔ یہ لو ایک شلنگ تمہارا انعام ہے۔ جو کچھ تمہیں معلوم ہو۔ صاف صاف بتا دو۔ یعنی کیا کپتان گھر پر موجود ہے۔ یا نہیں اور اگر ہے تو کہاں ہے؟"

لڑکی نے جواب دیا "یہ تو میں یقیناً کہہ سکتی ہوں۔ کہ وہ گھر پر ہے۔ کیونکہ اُس کی برجس مرمت کے لئے گئی ہوئی ہے۔ اور اس کا کوٹ واسکٹ اور ٹوپی اُس کے کمرہ میں موجود ہیں۔ یہ بھی میں جانتی ہوں۔ کہ اُس کے پاس پہننے کے کپڑوں کا یہی ایک سوٹ ہے" پھر وہ اعتماد کے لہجہ میں پُراسرار طریق پر اپنی آواز دبا کر۔ ۔ اگرچہ وہ دبی ہوئی آواز بھی اتنی ہلکی نہ تھی۔ کہ کپتان کے کانوں تک نہ پہنچتی۔ کہنے لگی "اس کے علاوہ اُس کے بھاری بوٹ بھی سیاہی پھیرنے کے لئے نیچے گئے ہوئے ہیں۔ اور میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔ کہ اُس کے پاس بوٹوں کی دوسری جوڑی موجود نہیں"

قارق نے کہا "ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مکان ہی پر ہے۔ دیکھو تم تم یہاں ٹھیرو۔ اور میں اس لڑکی کو ساتھ لے کر باورچی خانہ برتن دھونے کے کمرہ وغیرہ مقامات میں دیکھ آتا ہوں"

لڑکی گھبرا کر کہنے لگی "تم پہلے اُس قفل کو تو ٹھیک کر دو۔ کیونکہ اگر گھر والی آگئی ۔ ۔ ۔ مگر تو یہ میری! وہ تو یہ موجود ہے" دہشت زدہ لڑکی نے عاجزی سے پریشانی کی حالت میں کہا۔

بات یہ ہوئی۔ کہ کپتان کی کسی بے جا اور بے ارادہ حرکت سے ریشمی گاؤن نے جو اس نے پہن رکھی تھی۔ اس قدر سرسراہٹ پیدا کی۔ کہ اُس کی آواز خادمہ اور دونو سپاہیوں کے کانوں تک پہنچ گئی۔ کپتان اپنی اس حماقت پر پشیمان ہو رہا تھا۔ کہ یہ

معلوم کرکے نچلی منزل میں سب کے سب خاموش ہو گئے ہیں۔ اُسے دفعتاً خیال آیا
شاید خادمہ نے تاریخوں کو اس لئے چپ کرادیا ہے کہ اُس کی آقا نی رک کر اُن کی دجوں کی
کیوجہ دریافت کرتے ہوئے ٹوٹے ہوئے قفل کو نہ دیکھ لے۔

اُس کا یہ خیال نادرست نہ تہا۔ پھر یہ دیکھ کر کہ خاموشی بدستور قائم رہی۔ وہ
جرأت کرکے سیڑھیوں سے نیچے اُترنے لگا۔ اُس کے پاؤں میں اب تک وہی سلیپر
تھے۔ انہیں پہنے ہوئے جہاں تک ممکن تہا۔ اس نے عبادت گذار مالکہ مکان کی چال
کی نقل اُتارتے ہوئے آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے نیچے اُترنا شروع کیا۔

اُس مقام پر پہنچکر جہاں سے اُس کمرہ کو راستہ جاتا تہا۔ جس کے پاس تاریخی
کے آدمی اور خادمہ چھپے کھڑے تھے۔ کپتان کے جی میں آئی۔ کہ تیزی سے دوڑ کر ایک
ہی بار زینہ کا باقی حصہ طے کرلوں۔ مگر اس ڈر سے کہ اس طرح پر افشائے راز اور گرفتاری
یقینی ہوگی۔ کیونکہ ہر شخص کو شبہ پیدا ہو جائیگا۔ اور سب میرا تعاقب کرینگے
اُس نے اُسی آہستگی سے قدم اُٹھاتے ہوئے نیچے اُترنا جاری رکہا۔ اور اس کے ساتہ
ہی جس قدر زیادہ ممکن تہا۔ اپنے ریشمی لباس کو زور سے سرسر آتا رہا۔

پہلی منزل کے زینہ کی چوٹی تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور اب وہ سب سے
نچلا زینہ کو طے کرتا ہوا اس خیال سے خوش ہو رہا تہا۔ کہ میرا اس بھیس میں مکان سے
باہر چلے جانا یقینی ہے۔ کہ یکایک صدر دروازہ پر کسی نے زور سے دوسری دستک دی
اس آواز کو سنکر جنگجو افسر ایک لمحہ کے لئے لڑکھڑا گیا۔ مگر پھر اس نے سوچا
یہ دستک مالکہ مکان کی نہیں۔ اس لئے وہ بدستور جرأت سے کام لے کر نیچے اُترتا رہا
اپنے نقاب کو اور زیادہ احتیاط سے چہرہ پر ڈال کر چھتری کو بغل میں لئے ہوئے
اُس نے جی کڑا کرکے باہر کا دروازہ کہول دیا۔

اور کیا دیکھتا ہے۔ کہ پادری ملاوول فاسر ہی دروازہ پر کھڑے ہیں!

انہوں نے ایک بے تکلف دوست کی آزادی سے ڈیوڑھی میں قدم رکہتے ہوئے
کہا۔ "وہ! پیاری میڈم۔ میں ادھر سے گذر رہا تہا۔ کہ اس خیال سے ٹھر گیا۔ آپ کی
مزاج پرسی کرتا جاؤں۔" پھر یہ دیکھے بغیر کہ جس سے میں مخاطب ہوکر باتیں کر رہا ہوں۔
اس کا قد ایک عورت کے تناسب سے بہت زیادہ لمبا ہے۔ وہ بدستور باتیں کرنے لگا۔

آور ... اور اس لیے بھی کہ آپ کے بازوؤں میں پھر ایک بار ان راحتوں سے بہرہ اندوز ہو سکوں۔ جو کل آپ کی عنایت سے حاصل ہوئی تھیں"

لیکن آپ پادری صاحب کی حیرت و پریشانی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب نقلی مسز رڈ نے ان کے پیٹ پر اس زور کا مکا مارا۔ کہ وہ چاروں شانے چت گر پڑے اور سر کپتان دروازہ کی کنجی جیب میں ڈال کر مکان سے باہر نکل آیا۔

اُس نے دروازہ کو اپنے پیچھے بڑے زور سے بند کر دیا۔ اور باہر سے قفل لگا کر اس قدر تیزی رفتار کے ساتھ مردانہ وار قدم اٹھاتا چلنے لگا۔ کہ کوئی شخص پاس سے گذرتا تو فوراً معلوم کر لیتا۔ اس زنانہ لباس کے پردہ میں ضرور کوئی مرد ہے

یکایک کپتان کو خیال آیا۔ کہ میں نے تو عورت کا بھیس بدلا ہوا ہے۔ اور اس لئے ویسی ہی رفتار سے چلنا چاہئے۔ جو کسی عورت کے لئے موزوں ہو سکتی ہے۔ پس اُس نے اپنی رفتار کو پھر سست کر دیا۔ اور کچھ ایسے عجیب طریق پر مصنوعی نزاکت سے قدم اُٹھانے لگا۔ کہ دیکھ کر خواہ مخواہ ہنسی آتی تھی

جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اس نے چہرہ پر نیلی نقاب کی بہت سی تہیں ڈال رکھی تھیں۔ لیکن مزید احتیاط کی غرض سے اُس نے اپنی چھتری بھی کھول کر ہاتھ میں لے لی اور اس طریق پر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس نے چوک کا نصف فاصلہ طے کیا۔ مگر اب تک اس کی جرأت نہ ہوئی کہ تیزی رفتار سے دوڑنے لگتا۔ اگرچہ اس کے ساتھ ہی قدم قدم پر اندیشہ لگا ہوا تھا۔ کہ پیچھے سے شور و غل کی آوازیں نہ سنائی دینے لگیں۔

"ہیں! تم کون ہو" یکایک ایک زنانہ آواز پاس سے کپتان کے کانوں میں پہنچی "یسوع کی قسم میم اور کیا یہ تم ہو" جنگجو افسر نے مسز رڈ کو پہچان کر دفعتاً رکتے ہوئے کہا۔ "تم سمجھ لو تھوڑی دیر کے لئے میں ہی مسز رڈ ہوں"

"تم مسز رڈ ہو!" مالکہ مکان نے بڑے جوش میں بھر کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس نے شور و غل مچانا شروع کیا۔ "چور! ... قاتل ... !!"

"خاموش میم" کپتان نے اس قدر تندی سے کہا کہ مسز رڈ فوراً چپ ہو گئی۔ "اگر تم نے شور مچایا۔ تو یاد رکھو میں سب لوگوں میں تمہارا تشہیر کر دوں گا۔ تمہارا ایک ستھوڑ دست

پادری سے یارانہ ہے۔ ۔ ۔ مسٹر سن رڈ میں ضرور یہ بات مشہور کردوں گا۔ اور پھر دیکھنا تمہاری کیا حالت ہوتی ہے"۔

یہ سنکر مالکہ مکان پر بجلی سی گر گئی۔ اور وہ بت بنی کھڑی رہ گئی۔

کپتان نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔" اس لئے تم سیدھی اپنے مکان کو چلی جاؤ۔ جس کی کنجی میں پیش کرتا ہوں۔ اور خبردار اپنے مکان کے دروازہ تک پہنچنے سے پہلے پیچھے مڑکر نہ دیکھنا۔ میں تمہارا لباس آج رات واپس بھیجدوں گا۔ جو شخص تمہاری چیزیں لیکر آئے گا۔ اُسی کے ہاتھ تم نے میرے کپڑے بھیج دینا۔ اور ان میں احتیاط کے ساتھ میرا پاجامہ بھی شامل کردینا۔ جس کی مرمت کی اُجرت تمہیں ادا کرنی ہوگی"۔ پھر جنگجو افسر نے بڑے خوفناک لہجہ میں کہا۔" خبردار تم کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا۔ کیونکہ اُس میتھوڈسٹ پادری کے ساتھ تمہارے ناجائز تعلقات اسی صورت میں پوشیدہ رہیں گے"۔

یہ کہتے ہوئے کپتان نے مکان کی کنجی حیرت زدہ مسز رڈ کے حوالہ کردی۔ اور خود آگے کو چل دیا۔

جس وقت سے وہ زنانہ لباس میں مکان سے باہر نکلا تھا۔ اس نظارہ کے پیش آنے تک بمشکل تین منٹ کا عرصہ گذرا ہوگا۔ لیکن کپتان اس بات کو سمجھتا تھا۔ کہ فرق این کے آدمی تھوڑی دیر میں ہی میرے فرار سے خبردار ہو جائیں گے۔ کیونکہ پادری فلمری جسے میں دھکا دیکر فرش زمین پر گرا آیا تھا۔ ضرور انہیں اس قسم کی اطلاع مہیا کردیگا۔ جس سے وہ معاملہ کی حقیقت سے خبردار ہو جائیں۔

ایسے حالات میں اُس کا مقصد یہ تھا۔ کہ کم از کم عرصہ میں چارٹر ہوس سکوئر سے زیادہ سے زیادہ فاصلہ پر پہنچ جاؤں۔ چنانچہ مسز رڈ سے جدا ہوتے ہی وہ اس خیال سے چارٹر ہوس کی طرف بڑھا۔ کہ اس طرف بھی کوئی شاہراہ واقع ہے۔

لیکن قبل اس کے کہ وہ اس گنبدی مکان کی تاریک محراب کے نیچے قدم رکھتا۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ مالکہ مکان اُسی مقام پر کھڑی ہے۔ جہاں وہ اُسے چھوڑ دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ اُس کی دھمکیوں کے خوف اور اس کے تبدیل لباس کی حیرت کے زیر اثر اب تک وہیں کھڑی تھی۔ چونکہ مسز رڈ کی اُس کی طرف پشت تھی۔ اس لئے

کپتان کو چارٹرہوس کے اندر داخل ہوتے وقت کسی طرح اضطراب محسوس نہ ہوا۔

ڈیوڑھی میں درباں اُسے دیکھ کر کہنے لگا۔ "میم آپ کس سے ملنا چاہتی ہیں؟"

مگر کپتان نے اس سوال پر توجہ نہ دی۔ اور قدم بڑھاتا آگے کو چلتا گیا۔ اس کا انداز خرام اب تک ویسا ہی مصنوعی تھا۔ جیسا ہم اس سے پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ جس سے اُس کی صورت نہایت مضحکہ خیز معلوم ہوتی تھی۔

دربان کو جب اُس کے سوال کا جواب نہ ملا۔ تو وہ اپنی کوٹھڑی میں چلا گیا۔ اور وہاں جاکر بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا۔ "بخدا میں نے اتنی قدآور عورت کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اُس کے سامنے تو عجیب و غریب دیویاں بھی ہیچ ہیں۔ اور پھر اس کا لباس کتنا مضحکہ خیز ہے۔ قد اتنا لمبا۔ کپڑے اس قدر چھوٹے۔ دیکھو تو اس کی لمبی جرابیں کتنی میلی اور کثیف ہیں"۔

جب کہ دربان اپنے آپ سے اس قسم کی باتیں کر رہا تھا۔ کپتان اپنا چہرہ اُسی زنانہ چھتری میں چھپائے بدستور نقاب اوڑھے آگے کو چلتا گیا۔ اس حالت میں اگرچہ کوئی اس کی صورت نہیں پہچان سکتا تھا۔ تاہم خود وہ اس عمارت کے مختلف حصوں کو غور سے دیکھ سکتا تھا۔

اُسے اپنے سامنے ایک فراخ اور وسیع صحن نظر آیا۔ جس میں جابجا گھاس کی کیاریاں لگی ہوئی تھیں۔ اور ان کے درمیان چلنے کے لئے راستے بنے ہوئے تھے۔ صحن کے چاروں طرف نشیب وضع کی مسلسل عمارات تھیں۔ جن کی ساخت یکساں اور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

کہیں کہیں تین تین چار چار آدمی دیکھنے میں عمر رسیدہ، بڑھاپے کے اثرات سے سکڑے ہوئے بدن کو موسم گرما کی خوشگوار دھوپ میں تاپنے کی غرض سے بیٹھے تھے۔ مگر صورتوں پر خوشی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ اور آسائش اور قناعت کا تو ان میں نام و نشان بھی نہ تھا۔ اگر کپتان اُن باتوں کو جو وہ ایک دوسرے سے مخاطب ہوکر دبے لفظوں میں کر رہے تھے سن سکتا۔ تو اس کے دل میں یقیناً اُس سخت ضبط و انتظام۔ اس رنجیدہ ہم آہنگی اور افسردگی کے خلاف ضرور نفرت پیدا ہو جاتی۔ جس میں ان لوگوں کو زندگی بسر کرنی پڑتی تھی۔

جس وقت جنگجو افسر نے اس صحن میں قدم رکھا۔ تو بہت سے لوگ جو اس وقت وہاں

موجود تھے ۔اس کی عجیب اور سنسنی پیدا کرنے والی صورت کو دیکھ کر متعجب ہونے لگے ۔ اور ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا ۔ کہ یہ غیر معمولی طویل القامت عورت کسے تلاش کر رہی ہے ۔

اس عرصہ میں کپتان ادلبنڈ ڈیس کو یہ ناگوار حقیقت معلوم ہو چکی تھی ۔ کہ اس طرف سے گاسول سٹریٹ یا دلڈرانس روڈ کی طرف جانے کا کوئی راستہ نہیں ۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو سخت کشمکش و پیچ کی حالت میں محسوس کرنے لگا ۔

ناظرین اس بات کو خوب سمجھتے ہونگے ۔ کہ کپتان ایسا آدمی نہ تھا ۔ جو واپس پلٹ کر اپنی ذات کو دشمنوں کے حوالہ کرنے پر تیار ہو جاتا ۔ جن کی نسبت اُسے یقین تھا ۔ کہ اگر انہیں اب تک میرے چارڈ ہوس میں داخل ہونے کا علم نہیں ہو چکا ۔ تو بھی وہ اس پاس ضرور میری تلاش میں پھر رہے ہونگے ۔ اس لئے اب وہ حیران تھا ۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے ۔ صرف ایک ہی صورت تھی ۔ اور وہ یہ کہ اس مکان کے رہنے والوں میں سے کسی کی مدد حاصل کی جائے یہ سوچ کر اس نے اس تجویز پر عمل کرنے کا ارادہ کر لیا ۔

غور سے دیکھا تو معلوم ہوا ۔ کہ ایک کھلی کھڑکی میں ایک نیک طینت شخص جس کا چہرہ گول سرخ اور اطمینان کے آثار لئے ہوئے تھا ۔ بیٹھا ہے ۔ ذرا سی تلاش سے اس نے معلوم کر لیا ۔ کہ اس کمرہ تک پہنچنے کے لئے کس زینہ کے راستہ اوپر چڑھنا چاہئے ۔

بڑے استقلال اور اس شخص کے سکون کے ساتھ جو راستہ جانتا ہو ۔ قدم اٹھاتا ہوا زینہ پر چڑھنے لگا ۔ حتیٰ کہ اوپر پہنچکر اسے ایک دروازہ نظر آیا ۔ جس کے باہر پیتل کی تختی پر مسٹر سکیاپان کا نام لکھا ہوا تھا ۔

کپتان نے بغیر کسی تامل یا تکلف کے کمرہ میں قدم رکھا ۔ اور وہ سرخ چہرہ والا آدمی جو کھڑکی میں بیٹھا تھا پیچھے مڑ کر اس عجیب و غریب زنانہ صورت کو انتہا سے حیرت سے دیکھنے لگا ۔

لیکن آپ اس کے تعجب کا اندازہ کر سکتے ہیں ۔ جب اس بناوٹی عورت نے بند چھتری ایک طرف ڈال دی ۔ اور پر زور مردانہ لہجہ میں کہا ۔ " اس چھتری پر لعنت " ۔ پھر جب نقاب ہٹائی ۔ تو اس خشونت آمیز چہرہ پر اینٹھی ہوئی مونچھیں اور بھاری گلمچھے نظر آنے لگے ۔ غرض زنانہ لباس کے اندر سے ایک عجیب تند صورت نمودار ہو گئی ۔

شخص مذکور نے جو برادران چارٹر ہوس میں سے ایک تہا۔ بدقت ہنسی کو ضبط کرتے ہوئے اُس سے پوچہا "یہ کیا تماشہ ہے؟"

جیسا کہ اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا تہا۔ آدمی بڑا خوش مزاج اور ملنسار تہا۔

"تماشہ!" جنگجو افسر نے زور سے کہا "میرے دوست تماشہ اسی قدر ہے کہ جس طرح تم عورت نہیں ہو۔ اسی طرح میں بہی نہیں ہوں۔ بلکہ میں قدیم آئرلینڈ کے ملبنڈ ولس پارک کا رہنے والا کپتان اوملبنڈولس ہوں۔ قارق کے آدمی میرے پیچہے لگے ہوئے تھے۔ اور میں یہ بہیس بدل کر اُن سے بچکر نکل آیا ہوں۔ اس وقت مجھے تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ اور طاقتوں کی قسم یاد رکہو۔ اگر تم نے اس عارضی تکلیف میں ایک شریف آدمی کو مدد دی۔ تو تمہیں اس کے لئے کبھی افسوس نہ ہوگا۔"

مسٹر سکیلز نے کیونکہ اُس سرخ چہرے والے آدمی کا یہی نام تہا۔ زور کا قہقہہ لگایا! جس میں جنگجو کپتان بہی شریک ہو گیا۔ کیونکہ اس ہنسی پر بُرا منانا نامناسب تہا۔ اس کے علاوہ یہ ہنسی اس بات کی علامت بہی۔ کہ شخص مذکور اُس کی امداد پر آمادہ ہے۔ چنانچہ دو تین منٹ تک دونوں بڑے زور کا قہقہہ لگاتے رہے۔

آخر جب مسٹر سکیلز کی ہنسی بتدریج رفع ہوئی۔ تو اس نے کپتان اوملبنڈولس سے پوچہا "بتایئے میں کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

جنگجو افسر نے بڑی صاف بیانی سے کام لیتے ہوئے ساری سرگذشت بیان کر دی۔ یعنی یہ کہ میرا پاجامہ مرمت کیلئے درزی کے ہاں گیا ہوا تہا۔ اور ٹوپی کوٹ واسکٹ اور بوٹ میرے کمرہ ہی میں رہ گئے۔ مجھے اس مکان سے جس میں رہا کرتا تہا۔ بڑے اضطراب کی حالت میں مالکہ مکان کے کپڑے پہنکر بہاگنا پڑا۔ اس وقت میرے بدن پر قمیص اور لمبی جرابوں اور ان سلیپروں کے سوا کوئی چیز اپنی نہیں۔ نہ جیب ہے۔ اور نہ جیب میں پیسہ تک کا سکہ۔ اور خواہش یہ ہے۔ کہ کسی طرح حصہ شہر میں پہنچ جاؤں وہاں میں بآسانی ضروری خرچ حاصل کر سکوں گا۔

مسٹر سکیلز نے پہر بڑے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور کہنے لگا "میرے پاس اس وقت دو پونڈ موجود ہیں۔ اگر یہ کسی طرح تمہارے کام آسکیں۔ تو مجھے ان کے پیش کرنے میں عذر نہیں۔"

کپتان اس تجویز سے بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔" دو پونڈ! یہ تو میرے لئے اس وقت بڑی دولت ہیں۔ ان سے مالک مکان اور دھوبن کا تقاضا رفع ہو جائیگا۔"

مسٹر سکیلز نے کہا۔" بہت اچھا دو پونڈ خرچ کر کے تمہارے کپڑے واپس لائے جا سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ اگر قانون کے سپاہی اب تک مکان کے اندر موجود ہوں تو کیا وہ مالک مکان کو تمہارے کپڑے میرے حوالہ کرتے دیکھ کر پیچھے نہ لگ جائینگے؟"

" یسوع کی قسم!" کپتان اور بلنڈربس نے جواب دیا۔" وہ اصل مسٹرس رڈبر طرح میرے اختیار میں ہے۔ اس سے کہہ دینا۔ اگر تم نے اس کام کو اطمینان بخش طریق پر نہ کیا۔ تو میں تمہارا اور پادری عمانویل فلمری کا واقعہ فاش کر دوں گا۔ اس سے وہ فوراً موم ہو جائے گی۔ لیکن مجھے اس کا اپنا لباس بھی تو واپس بھیجنا ہے؟"

مسٹر سکیلز نے کہا۔" میرے سونے کے کمرہ میں جو قریب ہی ہے۔ ایک بڑا سا بکس موجود ہے۔ میں تمہاری مالکہ مکان کے کپڑے اس میں رکھ کر لے جاتا ہوں۔ میرا اصول ہے۔ کہ جس کام کو کرنا ہو۔ اُسے ادھورا نہ کرنا چاہئے۔ تم اتنے میں میری ڈریسنگ گون پہن لو۔ مجھے افسوس ہے میرے کپڑے تمہارے بدن پر چھوٹے اتریں گے۔ ورنہ۔۔۔!"

" او یسوع کی قسم۔ اور میں اپنے ہی کپڑے حاصل کرنے چاہتا ہوں۔" کپتان نے کہا۔" میں نہیں چاہتا کسی اور شخص کے کپڑے پہن کر اپنے اس دوست کے پاس جو حصہ شہر میں رہتا ہے۔ جاؤں۔"

مسٹر سکیلز کہنے لگا۔" بہتر ہے۔ تم میری خوابگاہ میں جا کر یہ کپڑے اُتار دو میں انہیں لیکر فوراً ہی چلا جاتا ہوں۔"

کپتان کہنے لگا۔" صحن میں جو یہ بڈھے بیٹھے ہوئے ہیں وہ تم سے پوچھیں گے۔ وہ طویل القامت عورت کون تھی۔ جس نے اپنے قد سے ڈیڑھ فٹ چھوٹی سیاہ ریشمی گون پہن رکھی تھی۔ انہیں کیا جواب دوگے؟"

چارٹر ہوس کے نیک طینت برادر نے جواب دیا۔" تم ان کی فکر نہ کرو۔ اگر کسی نے پوچھا۔ تو میں کہہ دوں گا۔ وہ میری بہن تھی۔ در حقیقت یہ سب لوگ نیم نابینا ہیں۔ اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ انہیں تمہارے لباس میں کوئی بات عجیب معلوم نہ

ہوئی ہوگی۔ زیادہ خیال یہاں کی نرسوں یا خادماؤں کا ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے تمہیں دیکھ لیا ہو۔"
کپتان قطع کلام کرکے بولا۔ "نہیں ان میں سے کسی نے مجھے نہیں دیکھا۔ مگر ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ اور میں جلد سے جلد اس ملعون ریشمی گون اور اس زنانہ ٹوپی کو اتارنا چاہتا ہوں۔"
جس جگہ یہ گفتگو ہورہی تھی۔ وہ متوسط قسم کا بلند اور ہوادار کمرہ تھا۔ اس سے گذر کر کپتان ایک چھوٹے کمرہ میں پہنچا۔ جو فقط اتنا بڑا تھا۔ کہ اس میں ایک چارپائی الماری اور ایک کپڑے پہننے کی میز رکھی جاسکے۔ یہاں جاکر کپتان نے جلد جلد اپنا زنانہ لباس اتار دیا۔ اور سب کپڑوں کو الٹا سیدھا اس بکس میں ڈال دیا۔ جس کا ذکر اس کے دوست نے کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے مسٹر سکیلز کی ڈریسنگ گون پہن لی۔ اور اس کام سے فارغ ہوکر چارٹر ہوس کے نیک طینت برادر کو درزی اور مالک مکان کے متعلق ضروری ہدایات دیں
اس نے بکس کے گرد ایک رسی باندھ دی۔ تاکہ اسے زیادہ آسانی کے ساتھ اٹھایا جاسکے۔ چنانچہ بکس کو لئے ہوئے مسٹر سکیلز اس فرض کی سرانجام دہی کے لئے روانہ ہوا۔ چلتے وقت وہ کپتان کو اس بات کی تاکید کرگیا۔ کہ میری واپسی تک دروازہ کو احتیاط کے ساتھ بند اور مقفل رکھنا۔ جس وقت میں واپس آؤں گا۔ تو ایک خاص انداز سے دستک دوں گا۔ جو میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ میرے بعد کوئی غیر شخص اس کمرہ میں نہیں آسکیگا۔"
مسٹر سکیلز کے رخصت ہونے پر جنگجو کپتان اس کمرہ میں تنہا رہ گیا۔ تو اس نے سب سے پہلا کام دروازہ بند کرکے یہ کیا۔ کہ کباٹ کے قریب جاکر اس کا دروازہ کھولا۔ اسے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ اس کے اندر اس شراب کی ایک بوتل موجود ہے۔ جسے عرف عام میں جن کہتے ہیں۔ کپتان نے خام شراب کی بوتل منہ سے لگاکر ایک لمبا گھونٹ پیا۔ اور تازہ دم ہوکر اپنے دوست کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔
اسی طرح پاؤ گھنٹہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ میں وہ اس سوال پر غور کرتا رہا۔ کہ میں انجام کار قانون کے آدمیوں سے نجات پاسکوں گا۔ یا نہیں۔

اُس نے سمجھ لیا۔ کہ اگر اُنہوں نے میری چالاکی کو چارٹر ہوس میں داخل ہونے سے پہلے معلوم نہیں کیا۔ تو پھر میرا بچاؤ یقینی ہے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ مسز رڈ نے اگر مجھے اس مکان میں داخل ہوتے دیکھ بھی لیا ہو۔ تو وہ بہر حال میرا راز فاش نہیں کرے گی۔

لیکن دوسری طرف اگر فارق کے سپاہیوں کو حقیقت حال اس وقت بھی معلوم ہو چکی ہو۔ جبکہ میں چارٹر ہوس کے دروازہ کے باہر تھا۔ تو اس میں شک نہیں اُنہوں نے مسز رڈ کے مکان کی کھڑکیوں کے قریب پہنچکر مجھے چوک میں پھرتے دیکھ لیا ہوگا۔

اس کے بعد اُس نے پھر ایک مرتبہ اپنے دل میں ان اتفاقات کو سوچنا شروع کیا۔ جو اُس کے حق میں تھے۔ اور خیال کیا۔ کہ مجھو دسٹ پادری کے گرانے سے جو آواز ہوئی۔ وہ یقیناً فارق کے سپاہیوں کو سنائی نہ دی ہوگی۔ اور اگر اُنہوں نے اسے سن بھی لیا ہو۔ تو انہیں دروازہ کھولنے اور پادری سے مختلف سوالات پوچھنے میں کافی عرصہ لگ جائیگا۔ کیونکہ دروازہ کی کنجی وہ اپنے ساتھ ہی لیتا آیا تھا۔ اور اسے اُس نے مسز رڈ کے ہاتھ بھیجا تھا۔ اس نے سوچا۔ کہ اتنے میں اس قدر عرصہ گذر چکا ہوگا۔ کہ میں پوشیدہ ہو گیا۔ اور اسی لئے فارق کے آدمیوں کو یہ ہرگز معلوم نہ ہو سکیگا۔ کہ میں کہاں ہوں۔

اس پُر اُمید خیال کے بعد پھر وہی تشویش پیدا کرنے والا استدلال شروع ہو گیا۔ اور اُس نے سوچا۔ ممکن ہے۔ اُنہوں نے مسز رڈ کی واپسی کا انتظار نہ کیا ہو۔ اور وہ نچلی منزل کی کھڑکیوں سے باہر کود گئے ہوں۔

معاملہ کے ہر پہلو پر بہت کچھ غور کرنیکے بعد کپتان بڑے جوش سے بلند آواز میں کہنے لگا۔ "اس غور و فکر پر لعنت ہو۔ سر دست تو میں بہر حال یہاں پر محفوظ ہوں اور اس میں شک نہیں۔ اگر اُن بدبختوں کو میرے یہاں پوشیدہ ہونے کا شبہ ہوتا۔ تو وہ اب تک ضرور پہنچ جاتے۔"

اپنی جگہ سے اُٹھ کر وہ بڑی احتیاط کے ساتھ کھڑکی کے قریب پہنچا۔ اور صحن کو غور سے دیکھنے لگا۔ جس میں سے وہ دو پہر پیشتر گذر کر وہ یہاں پہنچا تھا۔ جو کچھ اُس نے دیکھا

وہ ہر لحاظ سے اطمینان بخش تہا۔ چار ٹ ہوس کے عمر رسیدہ پراوٹ اُسی طرح جیسے اُس نے پہلے دیکہا۔ یہاں وہاں پھر رہے تھے۔ اور قارق کے آدمیوں کا سایہ تک نظر آتا تہا معاملات کی اس امید افزا حالت سے بہت مطمئن ہوکر کپتان اوبلنڈربس پھر کباٹ کے قریب گیا۔ اور پھر جن کی بوتل سے شراب کی بہت سی مقدار پی جس کے بعد تھوڑی دیر تک وہ اظہار لپسندیدگی کے طور پر چٹخارے لیتا رہا۔ اور اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔

قریبًا پاؤ گہنٹہ غور و فکر کی حالت میں رہ کر وہ پھر تیسری بار کباٹ تک گیا۔ اور اب کی مرتبہ شراب پی کر الماری بند کی ہی تہی۔ کہ دروازہ پر اُسی قسم کی دستک سنائی دی۔ جس کا وعدہ اُس کے دوست مسٹر سکیلز نے جاتے وقت کیا تہا۔

اُس نے اُٹھ کر دروازہ کہولا۔ اور جس وقت مسٹر سکیلز نے اندر قدم رکہا تو کپتان نے پہلی نگاہ میں ہی معلوم کر لیا۔ کہ وہ جس کام کے لئے گیا تہا اس میں کامیاب ہوکر آیا ہے۔ کیونکہ اُس کے سرخ چہرہ پر کامیابی کی مسکراہٹ نمودار تہی۔ اور اس کے ہاتھ میں بکس بہی خالی نہیں تہا۔

"یسوع کی قسم۔ اور تم بڑے ہوشیار آدمی ہو" جنگجو افسر نے اپنے دوست کے چہرہ پر کامیابی کے آثار دیکھ کر زور سے کہا" مگر یہ تو کہو۔ ان پاجیوں کی کیا خبر لائے ہو؟"

مسٹر سکیلز نے اپنے سرخ چہرہ سے پسینہ پونچھتے ہوئے جواب دیا "میرے دوست اطمینان رکہو۔ تم ہر طرح سے محفوظ ہو تمہارے کپڑے اس بکس میں موجود ہیں۔ سالکہ مکان ہر لحاظ سے خوف زدہ ہو چکی ہے۔ اور اب وہ تمہاری طرف دارنبی ہوئی ہے۔ قارق کے سپاہی ایک بالکل ہی غلط سراغ پر چل رہے ہیں۔ فی الحقیقت وہ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی مکان سے رخصت ہو گئے تہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ کہیں آس پاس چھپے پھرتے ہیں۔ اور اس لئے اگر تمہارے لئے ممکن ہو۔ تو رات کی تاریکی پھیلنے تک یہیں ٹھیرے رہو۔ میں تمہارے لئے کہانا مہیا کر دوں گا۔ اور شراب کے ایک گلاس سے بہی تواضع کر سکوں گا۔"

"بُو مین۔ . . اصلی بو مین" کپتان نے شراب کا ذکر آتے ہی غیر معمولی اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا۔

"خیر تم وسکی پسند کرتے ہو۔ تو وہی سہی"۔ مسٹر سکیلز نے جو نیک باطن آدمی اور دوستوں کو ممنون کرنے والا تھا۔ کہا "بہرحال ہماری شام مزے میں بسر ہوگی۔ اور ہم ایک دوسرے کی بہتر دوستی کے جام پئیں گے"۔

"بہتر دوستی" کپتان نے جو باوجود اپنی عجیب و غریب طرز معاشرت کے اپنی فطرت میں بہت سی ایسی خوبیاں رکھتا تھا۔ جو باشندگان آئرلینڈ سے مخصوص ہیں کہا "میرے دوست ہمارے درمیان ایسی دوستی قائم ہو چکی ہے۔ جس میں بہتری کی گنجائش نہیں۔ جس حالت میں ایک شخص دوسرے کے لئے جو اُس کے واسطے بالکل اجنبی ہو۔ تمام تر خدمات سرانجام دے تو کیا پھر اُن کی دوستی میں کوئی کمی رہ جاتی ہے؟۔ اور یسوع کی قسم۔ مسٹر سکیلز اگر دنیا میں تمہارا کوئی دشمن ہو۔ تو اُس کا نام اور پتہ مجھ کو بتا دو۔ پھر دیکھنا کس طرح کپتان اولینڈرلس علی الصباح اُس کے پاس جا کر مقابلہ کا چیلنج بھیجتا اور اُس کی کھال ادھیڑتا ہے"!

مسٹر سکیلز نے اس اظہار رفاقت کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور کہنے لگا "میرے دوست میرا کوئی ایسا دشمن نہیں جسے اس قسم کی سزا دلانا مطلوب ہو"۔

اس کے بعد کپتان پھر اُسی مختصر خواب گاہ میں گیا۔ اور وہاں جا کر اس نے اپنے کپڑے پہن لئے۔ اُس کا نیک طینت دوست درزی کے ہاں سے اُس کی مرمت شدہ پتلون بھی لیتا آیا تھا۔ چنانچہ ذرا سی دیر میں ہمارے آئرش دوست نے لباس تبدیل کر لیا اور اب جو وہ خواب گاہ سے باہر نکلا۔ تو اُس نے وہی نیم فوجی لباس پہنا ہوا تھا۔ جو مسز ڈ کی زنانہ پوشاک کی نسبت اُس کے بدن پر زیادہ سجتا تھا

باب ۱۴۸ چارٹر ہوس

اس کام سے فارغ ہو کر کپتان اولینڈرلس نے اپنے دوست کرنش کے نام ایک چٹھی لکھی۔ جسے مسٹر سکیلز نے ایک قاصد کے ہاتھ بلٹن سٹالمز کے دفتر واقع حصہ شہر میں بھیج دیا۔ کپتان نے اپنے دل میں اندازہ کیا۔ کہ اگر کرنش میرا رقعہ پہنچنے سے پہلے چارٹر ہوس سکوئر والے مکان میں گیا۔ تو وہاں سے صبح کے واقعات معلوم کر کے پھر اسی دل

چیمبرز میں میرا یا میرے خط کا انتظار کرے گا۔ یہ طریقہ اُسے اس سے بہتر اور زیادہ محفوظ نظر آیا۔ کہ مسٹر رڈ کے نام چٹھی یا پیغام بھیجکر اُسے اپنی جائے پناہ سے خبردار کیا جاتا۔

جب چٹھی لکھی۔ اور قاصد کے ہاتھ بھیجی جا چکی۔ تو مسٹر سکیلز نے تجویز پیش کی۔ کہ لنچ کے طور پر روٹی پنیر اور پورٹ شراب میز پر رکھی جائے۔ اس وقت گیارہ بجے تھے۔ اور اس کا ارادہ ڈہائی بجے ڈنر کہانے کا تہا۔ چنانچہ اس نے ایک نرس یا چارٹر ہوس کی خادمہ کو جو اس وقت اتفاق سے اُس کمرہ میں آنکلی تہی بھیجکر یہ چیزیں منگائیں۔ اور مسٹر سکیلز نے اس خادمہ سے یہ بہی کہدیا۔ کہ میرا ارادہ آج اُس کمرہ میں کہانا کہانے کا نہیں ہے۔ جہاں چارٹر ہوس کے رہنے والے مل کر کہاتے تہے۔ اس نے کہا میں اپنے ہی کمرہ میں اپنے دوست کی تواضع آلو گوشت سے کروں گا

جب کپتان اور اُس کا دوست کہانا کہانے بیٹھے۔ تو اُن میں اُس مکان ہتا کی نسبت گفتگو شروع ہو گئی۔ جو اول الذکر کے لئے ایک نہایت محفوظ جائے پناہ ثابت ہوا تہا۔

قریباً ایک منٹ شراب کا جام منہ سے لگائے رکہنے کے بعد جنگجو افسر نے کہا۔ میرے دوست اور یہ جگہ جس میں تم رہتے ہو۔ بڑی پر آسائش معلوم ہوتی ہے۔"

مسٹر سکیلز نے جواب دیا "بات دراصل یہ ہے۔ میں فطرتاً خوش مزاج ہوں اس لئے میری زندگی یہاں بہی خوشی ہی میں بسر ہوتی ہے۔ بہت سے دوست یہاں مجھ سے ملنے کے لئے آتے ہیں۔ اور ایک جگہ سے مجھے چند پونڈ کا وظیفہ بہی ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں یہاں رہکر وہ چیزیں حاصل کر سکتا ہوں۔ جو دوسروں کو مہیا نہیں ہوتیں لیکن اگر مجھے یہ آسائشیں حاصل نہ ہوتیں۔ تو اُس نے اپنی آواز کو غیر معمولی طور پر دبا کر کہا" میں ہرگز یہاں نہ رہ سکتا۔"

"نہ رہ سکتے!" کپتان نے اس فقرہ پر غیر معمولی اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا "مقدس دسپنے کی قسم۔ اور میری رائے میں تو یہ بڑے مزے کی جگہ ہے"

شخص مذکور کہنے لگا "بیشک تم باہر والوں کے لئے ایسی ہی ہے۔ کیونکہ تمہیں بتایا جاتا ہے۔ یہاں پر اسی ایسے غریب آدمیوں کو پناہ دی جاتی ہے۔ جو محتاج اور زندگی سے

ہیں - اور جن کی عمر پچاس سال سے اوپر ہے - لیکن میرے دوست سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز یہاں کا ضبط انتظام ہے - یا وہ طریقہ جس سے اس ضبط انتظام کو عمل میں لایا جاتا ہے اور جس سے یہاں کے منتظم ہمارے ساتھ سلوک کرتے ہیں"۔

"تو کیا چار . . . . . رہوس میں بھی باقی مقامات کی طرح برائیاں موجود ہیں"؟ کپتان نے استفہامیہ لہجہ میں کہا "خون اور غارت کی قسم - اور اگر یہاں بھی یہی حالت پائی جاتی ہے - تو پھر وہ کونسا کونسا مقام ہے - جہاں خرابی موجود نہیں"۔

مسٹر سکیلز نے جواب دیا "جن جن مقامات پر کلیسا کا اقتدار ہے - ان سب میں خرابیاں موجود ہیں - مگر پھر میں اپنے منشا کو زیادہ واضح لفظوں میں بیان کرتا ہوں جیسا کہ تمہیں معلوم ہے - یہ مقام در اصل ان غریب اور محتاج لوگوں کو جو صاحب علم ہوں مدد دینے کے لئے قائم کیا گیا تھا - لیکن امر واقعہ یہ ہے - کہ یہاں پر ایک بھی علم دوست آدمی موجود نہیں - قابل ذکر آدمیوں میں سے صرف ایک مشہور ناٹک لکھنے والے مسٹر دالکریف ہیں - عام طور پر اس جگہ کے مربی اپنے عمر رسیدہ اور بیکار خانگی ملازموں کو یہاں داخل کرا دیتے ہیں - مگر یہ بات بھی اس صورت میں قابل اعتراض نہ ہوتی - کہ یہاں پر صرف معزز اور مستحق لوگوں کو جگہ دی جاتی"۔

"تو کیا اس مکان میں بھی کچھ عجیب و غریب ہستیاں رہتی ہیں"؟ - کپتان نے پوچھا۔

"بیشک میرے دوست" مسٹر سکیلز نے جواب دیا "اور یہی بات سب سے زیادہ قابل شکایت ہے - چنانچہ کچھ عرصہ سے یہاں پر ایک شخص کرنیل ٹمکنز کو داخل کیا گیا ہے جو ٹھیک اسی طرح کرنیل نہیں ہے - جیسے میں نہیں ہوں - کچھ عرصہ پیشتر لوگ اُسے میجر ٹمکنز کہا کرتے تھے - پھر وہ کپتان ٹمکنز بن گیا - اور کوئی دن جاتا ہے - وہ جرنیل ٹمکنز بن جائے گا"۔

"جنرل الیوع کی قسم" کپتان اوبلنڈرلس نے بڑے جوش سے کہا "اور اگر میں بھی اب تک اپنی ملازمت میں قائم رہتا - تو اس عہدہ تک پہنچ جاتا - لیکن مقدس ویسپے کی قسم - میں کہتا ہوں تمہارا یہ کرنیل ٹمکنز محض فرضی کرنیل ہے - وہ کوئی پکا بدمعاش ہے اور تم دیکھتے جاؤ - میں خود اس کا پردہ فاش نہ کردوں - تو میرا نام اوبلنڈرلس نہیں"۔

شاید جنگجو افسر نے اُس نام نہاد کرنیل ٹمکنز کے فرضی افسر ہونے کے متعلق

جوش میں آنا ضروری سمجھا۔ کہ اس سے سننے والے کے دل میں یہ یقین جاگزین ہونا لازم تھا کہ یہ شخص کپتان کے قابل عزت عہدہ کی کتنی قدر کرتا ہے

مسٹر سکیلز نے جواب میں کہا "واقعی بعض لوگ کتنی شرمناک حرکت کرتے ہیں۔ کہ اپنے آپ کو اس حیثیت میں ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ جو حقیقت میں انہیں حاصل نہیں ہوتی خیر یہ کرنیل ٹنکنر بارہا مجھے آکر تنگ کیا کرتا ہے۔ اور اغلب ہے کہ وہ رات کے کھانے کے وقت یہاں آجائے۔ اگر ایسا ہوا تو بڑا مزہ ہوگا"

کپتان نے غیر معمولی تندی اور جوش کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اور اگر اس نے یہاں اپنی صورت دکھانے کی جرات کی تو میں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کروں گا۔ جیسا میں نے وا . . . ر . . . . ر . . . لو کے میدان میں ایک فرانسیسی سوار کے ساتھ کیا تھا میں نے اسے آواز دیکر کہا۔ ٹھیرا گیدی کدھر جاتا ہے۔ آ کہ میں تجھے بیچ کمر سے کاٹ دوں اس نے جواب دیا۔ ایلو میں آیا میں نے آواز دی۔ خون اور غارت کی قسم۔ کیا تم مجھ سے لڑنا چاہتے ہو۔ حالانکہ میں نے لڑائی سے پہلے ہی تم کو گرفتار کر لیا ہے۔ چنانچہ یہ کہکر میں نے اسے گلے سے پکڑ لیا۔ اور جس قدر عرصہ ایک چمچہ بھر شراب پینے میں صرف ہوتا ہے۔ اس سے بھی کم میں اس کا گلا گھونٹ دیا۔ لیکن میرے دوست تم اس چارٹرہوس کا حال بیان کئے جاؤ۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں کے رہنے والوں کو کیا کیا تکلیفیں ہیں۔ تم اس جگہ کے ضبط انتظام کا ذکر کر رہے تھے۔ مجھے اس معاملہ سے بہت دلچسپی ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ ضبط انتظام کس چیز کا نام ہے"

مسٹر سکیلز کہنے لگا "میرے دوست فوج اور کلیسا کا ضبط انتظام دو بالکل جدا چیزیں ہیں۔ ہم ۸۰ برادران مفلس اس مکان میں رہتے ہیں۔ ہر رات کو آٹھ بجے ۸۰ مرتبہ گھنٹہ بجتا ہے۔ مگر جب اس مقام کے رہنے والوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے۔ تو اس وقت تک کہ اس کی جگہ پر نہیں ہوتی۔ گھنٹہ بجائے ۸۰ کے ۷۹ مرتبہ بجتا ہے۔ اور یقین جانو موسم سرما کی تاریک رات میں اپنے کمرہ میں تنہا بیٹھے ہوئے ان گھنٹوں کو یہ معلوم کرنے کے لئے سننا کہ اس وقت کے بعد کہ سب آدمی سہ پہر کو ہال میں ایک دوسرے سے ملے تھے۔ ان میں سے کسی کا انتقال تو نہیں ہو گیا۔ نہایت خوفناک ہوتا ہے ہمارے درمیان کئی نہایت عمر رسیدہ لوگ بھی ہیں۔ اور تم جانتے ہو ایسے

آدمی اسی طرح یکایک اس دارفانی سے چل جاتے ہیں۔ جیسے ذرا سی ہوا لگنے سے شمع گل ہو جاتی ہے۔ پھر جب ہم میں سے کوئی مر جائے۔ اور ۸ کی بجائے ۷ آوازیں سنائی دیں۔ تو ہر شخص کی رگوں میں اس فکر سے خون منجمد ہو جاتا ہے۔ کہ معلوم نہیں۔ اب کس کی باری آئے گی۔ اس وقت سارے بدن میں کپکپی سی پیدا ہونے لگتی ہے۔

کپتان لوبلنڈ بس ممکن ہے۔ تمہیں یہ گھنٹہ بجنے کا عمل بالکل معمولی اور نظر انداز کرنے کے قابل نظر آئے۔ مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم لوگوں کے لئے جو اس مکان میں رہتے ہیں۔ یہ ایک نہایت خوفناک عمل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس گنبدی مکان میں جہاں چاروں طرف خوفناک سناٹا چھایا رہتا ہے۔ رات کے وقت گھنٹہ بجنے کی خوفناک ہم آہنگ آواز ذہن میں کئی طرح کے رنجیدہ خیالات پیدا کر دیتی ہے۔ اس سے آنے والی موت تابوت کفن قبرستان اور مراسم دفن کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ مگر جس وقت ۸ کی بجائے صرف ۷ مرتبہ گھنٹہ بجے اور ہمیں معلوم ہو۔ کہ موت کے فنا کرنے والے ہاتھ نے اس جگہ کے رہنے والوں میں سے ایک اور شخص کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جب ہمیں اس بات کا یقین ہو جائے۔ کہ ہماری جماعت میں ایک شخص کی اور کمی ہو گئی۔ اور ہماری تعداد سے ایک آدمی گھٹ گیا ہے۔ ... اگرچہ ممکن ہے۔ اس سے ہمیں محبت یا دلچسپی یا اس کے متعلق ہمارے دل میں مطلق عزت نہ ہو۔ تاہم جب گھنٹے کی آہنی آواز اس بات کا یقین دلاتی ہے۔ کہ ہمارے درمیان سے ایک شخص کی کمی واقع ہو گئی ہے تو یہ بات عالم تنہائی میں ہمارے لئے بڑی روح فرسا ثابت ہوتی ہے۔"

اس کے جواب میں کپتان نے کچھ کہا تو نہیں۔ لیکن معلوم ہوتا تھا۔ وہ اس گفتگو کو پوری توجہ سے سن رہا ہے۔ چنانچہ مسٹر سکیلز نے اپنے بیان کو بڑی سرگرمی کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ کہ میں فطرتاً بہت خوش مزاج اور ہر وقت مسرور رہنے والا آدمی ہوں۔ اور جہاں تک ایسے حالات میں ممکن ہے۔ میں خوش رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر جس وقت رات کی تنہائی میں اس گھنٹے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ تو میرے بدن کو بھی سردی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ اور خون رگوں میں منجمد ہو جاتا ہے۔ پھر اگر بدقسمتی سے ۸ کی بجائے صرف ۷ آوازیں سنائی دیں۔ تو دفعتاً ایک دھندلی سی خیالی صورت کفن میں لپٹی ہوئی میرے سامنے سے گذر

جاتی ہے۔ اور میں خوف زدہ ہو کر اپنے ارد گرد دیکھنے لگتا ہوں۔ اس وقت دل میں
کچھ اس قسم کی دہشت پیدا ہوتی ہے۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ اس برادر متوفی کی زرد اور
خوفناک روح عین میری کرسی کے پیچھے کھڑی ہے۔ اگر کسی رات کو چارٹر ہوس میں
کسی بھائی کی لاش موجود ہو۔ تو میرے دل کو اس قدر خوف محسوس ہوتا ہے۔ کہ رات
کو سو نہیں سکتا۔ میں بھوتوں اور روحوں کا قائل نہیں ہوں۔ کم از کم دن کے وقت مجھے
ان کے متعلق کسی طرح کا خوف محسوس نہیں ہوتا۔ مگر رات کی گہری اور خوفناک خاموشی میں
میں بھی کانپ جاتا ہوں۔ میرے دوست تم ہرگز اس خوف کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے
جو گھنٹہ بجنے سے ہمارے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ۸۰ کی بجائے ایک آواز کم
سنائی دے۔ تو باقی ماندہ شخصوں میں سے ہر ایک اپنے کمرہ کی تنہائی میں یہ کہنے لگتا
ہے۔ کسے معلوم ہے کہ اب کی مرتبہ میری باری آئے گی۔ کیا ایسے حالات میں رات
کے وقت اس طرح گھنٹہ بجانا ایک ظالمانہ طریق نہیں ہے۔ کہ جس سے کمزور طبیعت
والے رعشہ براندام عمر رسیدہ لوگ جو پہلے ہی مصیبتوں کے بوجھ سے دبے
ہوتے ہیں۔ اور جن کے دماغ میں اس سے نہایت خوفناک خیالات پیدا ہونے
لگتے ہیں۔ دہشت زدہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ اس مکان کے رہنے
والوں میں زیادہ تر اسی طرح کے کمزور طبع اور عمر رسیدہ لوگ شامل ہیں۔"

کپتان نے سرسری طور پر چند الفاظ اس قسم کے کہے۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا
کہ وہ اس گفتگو کو غور سے سن رہا ہے۔ اور مسٹر سکیلز نے اس طرح پر سلسلہ کلام جاری
رکھا۔ "بیشک اس مقام کے رہنے والے برادران غریب میں سے کئی لوگ کمزور
اور عمر رسیدہ ہیں۔ جنہیں اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ اس بڑھاپے میں کوئی ان
کے پاس رہ کر ان کی زندگی کے آخری لمحوں کو خوشگوار اور موجب فرحت بنائے۔
لیکن عملی طور پر یہ ہوتا ہے۔ کہ ہر روز صبح کے وقت گرمی ہو۔ یا سردی۔ دھوپ نکلی ہوئی
ہو یا گھٹنے گھٹنے برف پھیلی ہوئی۔ ہم میں سے ہر شخص مجبور ہے۔ کہ دن نکلنے کے ساتھ ہی گرم
بستر چھوڑ کر بغیر کچھ کھائے پئے دعا کرنے کے لئے گرجا میں جائے۔ اس فرض کی انجام دہی
نہ ہو تو سزائے جرمانہ مقرر ہے۔ پھر ہر شخص کو مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ گرجا کو جاتے وقت وہ
لمبا سیاہ لبادہ پہن لے۔ چنانچہ اس حالت میں جب ہم لوگ گرجا کی طرف جاتے ہیں

تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ راہبوں کی ایک جماعت ریاضت کے لئے جا رہی ہے لیس معاملہ میں بھی شاید تم خیال کرو۔ کہ یہ ایک بے ضرر طریقہ ہے مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کوئی کام اپنی مرضی سے کرنا اور بات ہے اور سخت ضبط انتظام کی پابندی سے کرنا بالکل جدا۔ یہاں کے رہنے والے عمر رسیدہ لوگوں کو سب سے زیادہ رنج محض اس بات سے ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ محض احتیاج سے مجبور ہو کر کرنا پڑتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ وہ حالات سے مجبور ہو کر یہاں پناہ گزین ہوئے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ انہیں ہر وقت محسوس کرایا جائے۔ کہ تم محتاج ہو۔ یہ بات ان کے لئے نہایت صدمہ پہنچانے والی ہوتی ہے۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی زندگی اس مکان میں دنیاوی تفکرات سے دور رہ کر امن و سکون کے ساتھ بسر ہو رہی ہے لیکن حقیقت میں اس جگہ کے ضبط انتظام اور سینکڑوں تکلیف دہ پابندیوں کے باعث جو مجموعی طور پر خوفناک کابیائی ظلم کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ان کی زندگی سخت مصیبت اور پریشانی میں گذرتی ہے۔ رات کے اس خوفناک سناٹے میں جو اس عمارت کے ہر حصہ میں طاری رہتا ہے۔ اپنے اپنے تاریک کمرہ کی تنہائی میں ہر شخص ان مظالم کو سوچ کر اپنے دل میں رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور تمہیں یہ معلوم کر کے تعجب نہ ہونا چاہیے۔ کہ بہتیرے اسی فکر و پریشانی کی وجہ سے دیوانگی کی حالت تک پہنچ جاتے ہیں حقیقت یہ ہے۔ کہ صرف گھنٹہ بجنے یا گرجا میں لازمی طور پر جانے اور لبادہ پہننے کا ہی سوال نہیں۔ زیادہ پریشانی اس بات کی ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ کہ مجھ پر جاسوس لگے ہوئے ہیں۔ وہ جاسوس جو ہر وقت اس کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر کسی سے ذرا سی خطا بھی ہو جائے۔ تو اُسے سزا دلاتے ہیں۔ یا اُس کو اس عمارت سے خارج کرا کے کسی دوسرے ایسے شخص کو اُس کی بجائے داخل کرا دیتے ہیں۔ جسے یہاں کا منتظم یا کوئی اور افسر چاہتا ہو۔ ڈاکٹر ہمارا جاسوس ہے۔ اور دربان بھی ہمارا جاسوس۔ یہاں کی نرسیں یا خادمائیں بھی تو ہماری جاسوس ہیں۔ اور جو بات اس سے بدتر اور زیادہ افسوسناک ہے۔" مسٹر سکیلز اپنی آواز کو غیر معمولی طور پر دبا کر اور اپنے سر کو اس طرح آگے کی طرف جھکا کر کہ اُس کے لب کپتان کے کانوں کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ کہنے لگا۔ "جو بات اس سے بھی بدتر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم سب ایک دوسرے

سکے جاسوس بنے ہوئے ہیں۔"

کپتان اوبلنڈرلس یہ سنکر چونک گیا۔ اور اپنے نئے دوست کو تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگا

مسٹر سکیلمرنے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا" میں یہ نہیں کہتا۔ کہ میں بھی باقیوں پر جاسوسی کرتا ہوں۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہم میں سے ہر ایک دوسرے پر جاسوسی کرتا ہے۔ مگر اتنا میں ضرور کہتا ہوں۔ کہ یہاں بہت لوگ ایسے ہیں۔ جو ایک دوسرے کی جاسوسی میں لگے رہتے ہیں۔ بعض اس لئے کہ وہ یہاں کے منتظم ارچلڈ کین ہیل کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ بعض ڈاکٹر کے مقبول بننے اور بعض اُس شخص کے منظور نظر بننے کی غرض سے جو یہاں کے سامان خوراک کا منتظم ہے۔ ان کے علاوہ کئی ایسے بھی ہیں۔ جو بادرچن ہی کو خوش کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ اور نرسوں میں سے تو کم و بیش ہر ایک مسٹرن کمبرلی کے لئے جاسوسی کی غرض ادا کرتی ہے۔ اے دوست میں کہاں تک بیان کروں۔ اس چار دیواری کے اندر جاسوسی اور نگرانی کا بہت ہی سخت عمل دخل ہے۔ ایک شخص دوسرے کے ساتھ دوستانہ گفتگو نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ہر وقت اس بات کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ کہیں وہ ان باتوں کو اوروں کے سامنے بیان نہ کردے۔ جنہوں نے اُس کو جاسوس بنا رکھا ہے۔ ہم میں سے کسی کو دوسرے پر اعتماد نہیں۔ اور ہر شخص ہر وقت خوف زدہ رہتا ہے۔ جس قسم کی آزادانہ گفتگو دو دوستوں کے درمیان ہوسکتی ہے۔ اس کا چارٹرہوس کے رہنے والوں میں قطعاً امکان نہیں۔ اگر کسی معمولی سعاملہ کے متعلق بھی کسی سے گفتگو کی جائے۔ تو سننے والا اس انداز سے سرہلاتا ہے۔ گویا وہ سمجھتا ہے۔ اس معاملہ کی تہ میں ضرور کچھ بات ہو گی۔ تم پوچھو گے۔ چارٹرہوس میں معاملات کی یہ صورت کس لئے ہے۔ اور یہ بھی کہو گے۔ کہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرنے کے معاملہ میں سارا قصور یہاں کے رہنے والوں کا ہے۔ لیکن اگر ذرا غور سے سوچو۔ تو معلوم ہوجائے گا۔ کہ قصور حقیقت میں منتظموں اور یہاں کے حکام کا ہے۔ وہی اس قسم کی قابل نفرت باتوں کی ترغیب دیتے ہیں وہی ان بیوقوفوں کی قدر کرتے ہیں۔ جو اس قسم کی باتیں کریں۔ یا جو اوروں کی شکایت یا ان کی بے اطمینانی کا ذکر کرکے ان کے پاس جائیں۔ منتظم ایسے شخصوں کی قدر کرتے ہیں۔ تو دوسرے بھی ان کی دیکھا دیکھی جاسوس بن جاتے ہیں۔ اور اس طرح پہ ہر شخص ہر دوسرے

کے خلاف جاسوسی کرنے لگتا ہے۔ افسوس اس طریق سے کتنی قابل نفرت تنگ نظری پیدا ہوتی ہے۔ کپتان اوبلنڈرلس یقین جانو۔ جب میں معاملہ کے اس پہلو کو سوچتا ہوں تو طبیعت سخت متنفر ہوتی ہے۔"

"ہر طرح کی قسم اور ایسا ہونا قدرتی ہے۔" جنگجو افسر نے کہا۔ "مگر یہاں کا گورنر کون ہے؟"

"مگر جیڈیکن ہیل جسے یہاں کا ماسٹر کہتے ہیں۔ جو کلیسیا کی طرف سے معقول تنخواہ حاصل کرتا ہے۔ اور جسے ذرا سا بھی کام نہیں کرنا پڑتا۔ وہ یہاں کا منتظم ہے۔ اور وہی انیسویں صدی میں یہاں کے رہنے والوں پر سولھویں صدی کے سے مظالم کرتا ہے یوں تو جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ پراٹسٹنٹ مذہب کے نام پر ہی ہو رہا ہے لیکن سچ پوچھو تو رومن کیتھولک مذہب میں بھی ایسی سختی موجود نہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص مصیبت و افلاس سے مجبور ہو کر ایک بار یہاں داخل ہو جاتا ہے تو پھر لازم ہے کہ وہ محتاجوں کی طرح ہر قسم کی سختی برداشت کرے۔ حکام اسے اسی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ اور نوکر اسی حیثیت سے اس کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ زیادہ کیا کہوں۔ یہاں کا دربان بھی ہمارے نام کے ساتھ مسٹر کا لفظ لگانا ضروری نہیں سمجھتا۔ ڈاکٹر ہم میں سے کسی کی تیمار داری کے لئے آئے تو یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ ہم پر بھاری احسان کر رہا ہے۔ اور نرس کا سلوک ہمارے ساتھ ویسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے کہ یہاں حلقہ کے کسی ڈاکٹر کا اس حلقہ کے محتاجوں کے ساتھ۔ اسی طرح جب میٹرن ہمارے پاس آتی ہے۔ تو وہ کسی خاندانی خاتون کی سی نخوت اختیار کر لیتی ہے۔ حالانکہ اس کی حیثیت یہ ہے کہ وہ آرچڈیکن کی بیوی کے سامنے بیٹھ نہیں سکتی۔ بلکہ کھڑے رہنے پر مجبور ہے۔ یہی حال اس جگہ کے سامان خوراک کے منتظم کا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بڑا آدمی سمجھتا ہے۔ اور اگر اس مقام کے رہنے والوں میں سے کوئی اس کے ساتھ پوری عزت کے ساتھ پیش نہ آئے۔ تو یہ اس کی سخت بدنصیبی ہے۔ نرسیں یا دائیاں ہمارے ساتھ بڑی لاپروائی کا سلوک کرتی ہیں۔ اور ہم میں سے کسی کو اس کی توفیق نہیں۔ کہ ان کی شکایت کر سکیں۔ یا انہیں کچھ سمجھا سکیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ انہیں ہماری جاسوسی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی بات ہماری زبان سے بے خبری کی حالت میں نکل جائے۔ تو اسی کی بنا پر ہمارے خلاف

کئی طرح کی تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ چنانچہ تہوڑے ہی دن کا ذکر ہے۔ کہ یہاں کے ایک عمر رسیدہ شخص نے جس کی عمر ۷۰ سال کے قریب ہے۔ ایک نرس کی طرف سے عدم توجہی کی شکایت کی۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اس نرس نے اُلٹا یہ شکایت کر دی۔ کہ یہ شخص میری طرف بُری نظر سے دیکھتا تہا۔ اب اُس عمر رسیدہ شخص نے لاکہہ انکار کیا۔ کہ یہ بیان غلط ہے۔ مگر کسی نے اس کی بات پر توجہ نہ دی۔ اور اُس نرس کا نیہ مصدقہ بیان درست تسلیم کر لیا گیا۔ چنانچہ اُس عمر رسیدہ شخص کو چارٹر ہوس سے بہہ ماہ کے لئے نکال دیا گیا۔ اس کی پرواہ نہیں کی۔ کہ وہ مر جاے گا یا زندہ رہیگا۔[1]

آے صاحب آپ ہرگز اُس خوفناک ظلم کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے۔ جو اس مکان کی چار دیواری میں جہاں بظاہر اس قدر امن سکون قائم ہے۔ کیا جاتا ہے کچہہ عرصہ کا ذکر ہے یہاں کے رہنے والے ایک اور شخص نے مصیبتوں سے تنگ آکر کسی دوسری جگہ مکان حاصل کر لیا۔ اور وہیں زہر کہا کے مر گیا۔ حکام نے جس طرح ممکن تہا۔ اس معاملہ کو دبانے کی کوشش کی۔ چنانچہ افسر مرگ کو مداخلت کا موقعہ نہ دیا گیا اور شخص مذکور کو اُس کی خودکشی کے تین دن بعد دفن کر دیا گیا۔[2] میرے دوست یہ سب حقیقی اور اصلی واقعات ہے۔ اور ضروری ہے کہ انہیں عوام کے روبرو پیش کیا جائے۔ تاکہ خلقت کو معلوم ہو۔ کہ لندن کے وسط میں اس گنبدی عمارت کے ۸۰ عمر رسیدہ لوگ اس قدر سخت ضبط انتظام کے پابند ہیں۔ اور ان پر ایسے ایسے مظالم کئے جاتے ہیں۔ جو اس زمانہ قدیم میں ہوا کرتے تھے۔ جب شاہ ہنری ہشتم نے اس قسم کی عمارت کو منہدم کرا دیا تہا۔ میں چاہتا ہوں۔ خلقت کو اپرے طور سے خبردار کیا جائے۔ کہ اس گنبدی عمارت میں ۸۰ عمر رسیدہ آدمی اتہا درجہ کے کلیسائی مظالم برداشت کرتے ہیں۔ ان کے ساتہہ نوکر بہی تو سخت بد سلوکی کرنے اور گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ جنہیں انکی خدمت گذاری کے لئے معقول معاوضہ دیا جاتا ہے۔"

"طاقتوں کی قسم اور یہ بڑا ہی شرمناک معاملہ ہے"۔ کپتان اوملینڈریس نے بڑے

---

[1] امر واقعہ ہے ۱۲

[2] یہ بہی امر واقعہ ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کلیسا کے منتظم کس لاپرواہی سے ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں ۱۲

جوش کے ساتھ کہا" بدترین امر یہ ہے کہ یہ سارا ظلم پادری لوگ کرتے ہیں۔ خدا ان کا ستیاناس کرے!"

مسٹر سکیلز نے سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہا" میرے دوست اگر پادری اچھا اور نیک نہاد ہو۔ تو اس سے سوسائٹی کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ جس سے کسی سمجھدار شخص کو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس فرقہ میں ظالم جابر اور متعصب ہو۔ تو اس کا وجود سوسائٹی کے لئے موجب زحمت ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے حق میں یہ لوگ سچ مچ زحمت ثابت ہو رہے ہیں۔ اس جگہ سے چھ سات پادریوں کا تعلق ہے۔ اور ان کی سب سے بڑی خواہش یہی ہے۔ کہ جس قدر فائدہ ممکن ہو۔ آتے ہمیں حاصل کر لیں۔ ہر چند کہ وہ ضبط انتظام کے نام پر انتہا درجہ کی سختیاں کرتے ہیں۔ تاہم ان سے اگر کسی قاعدہ کی خلاف ورزی ہو جائے۔ تو اس کا مضائقہ نہیں سمجھا جاتا۔ مثلاً اگر اس مکان کے رہنے والوں میں سے کوئی ڈاکٹر کی اجازت کے بغیر گرجا میں نہ جائے۔ یا شام کو بعد از وقت یہاں واپس آئے۔ تو اس کی رپورٹ کر دی جاتی ہے۔ اور اسے سزائے جرمانہ دی جاتی ہے حالانکہ یہاں کے رہنے والوں کو چائے شکر دودھ وغیرہ ضروریات کی خرید کے لئے جو خوراک کے ساتھ مہیا نہیں کی جاتیں۔ صرف سات پونڈ اشلنگ سہ ماہی کا قابل حقارت وظیفہ ملتا ہے۔ اس میں سے بھی کچھ رقم جرمانہ میں کاٹ لینا اگر جرم نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اگرچہ یہاں کے ماسٹر یا منتظم کے واسطے حکم ہے۔ کہ وہ ہر وقت اسی مکان ہی میں رہے۔ تاہم اس کو ضابطہ کی مطلق پروا نہیں۔ اور وہ ہفتوں بلکہ مہینوں دیہات میں رہا آتا ہے۔ اس کے لئے نہ جرمانہ ہے۔ نہ کوئی اور سزا۔ کسی کو خواب میں بھی اس کا خیال نہیں آسکتا۔ کہ آرچڈیکن یا بشپ اس کی کسی خطا کے لئے بازپرس کرے۔ لیکن اگر مکینوں میں سے کسی کی طرف سے کوئی ذرا سی خطا ہو جائے۔ تو اس کے لئے سیکڑوں آفتوں کا سامنا ہے۔"

کپتان او مانیڈریس نے چہرہ پر غیر معمولی تندی کے آثار پیدا کرکے کہا" میرے دوست ابھی تم نے کہا تھا۔ کہ دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں۔ لیکن جو کچھ تم نے بیان کیا۔ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ میں ان سختیوں کا بدلا لینے کے لئے جو تم پر کی جاتی

ہیں۔ تمہارے اُرچڈ یکین یا خود اک کے منتظم یا دربان یا کسی اور شخص کا سر پھوڑ دو۔ تاکہ ان لوگوں میں جنہیں تم برادران مفلس کہتے ہو۔ کچھ سنسنی تو پیدا ہو جائے ۔"

مسٹر سکیلز نے اس خیال سے کہ شاید اس کا خوفناک آئرش دوست اسی وقت محتاج خانہ کے سارے منتظموں کے خلاف اعلان جنگ کیا چاہتا ہے۔ اور تعجب نہیں کہ ان میں سے جو سامنے آئے۔ اس پر زور بازو آزمانے کے لئے تیار ہو جائے۔ کہنے لگا "میرے دوست ہمیں کوئی بات ایسی نہ کرنی چاہئے۔ جس میں جوش یا وحشت کا اثر پایا جاتا ہو۔ جو کچھ میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ وہ میرے اور تمہارے درمیان پوشیدہ ہے۔ اس کے لئے میں [illegible] اپیل کرتا ہوں۔۔"

[illegible] میری عزت سے اپیل کرتے ہو"۔ کپتان نے قطع کلام کر کے اپنا دایاں [illegible] سے چھاتی پر مارتے ہوئے کہا۔ "تو یقین رکھو۔ جس کسی پر یہ بات ظاہر نہ ہونے دونگا۔ لیکن اگر کوئی مناسب موقعہ اس قسم کا آیا۔ جب تم نے ان بدمعاشوں میں سے جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں کسی کو سزا دلانا ضروری سمجھا۔ تو پھر اس وقت۔۔"

"خاموش میرے دوست خاموش"! مسٹر سکیلز نے دفعتاً کہا "کوئی شخص زینہ پر چڑھ رہا ہے۔ ہمیں چاہئے۔ کسی غیر متعلق مضمون پر گفتگو کرنے لگیں"۔

"بہت اچھا" کپتان نے جواب دیا۔ اور اس غرض سے کہ اس کی باتوں کو وہ شخص جو زینہ کی راہ سے چڑھ رہا تھا۔ سن لے۔ وہ بڑی بلند آواز سے کہنے لگا۔ "بیشک مسٹر سکیلز آج کی صبح بڑی خوشگوار ہے"۔ اس کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ اس نے یہ فقرہ محض رسمی طور پر اپنے دوست سے کہا ہے۔

مسٹر سکیلز نے اپنے نئے دوست کی ذہانت پر زور کا قہقہہ لگایا جس میں کپتان بھی شریک ہو گیا۔ اگرچہ اسے یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ میں کس لئے ہنس رہا ہوں۔ اور یہ دونوں دوست ابھی ہنس رہے تھے۔ کہ خادمہ دن کے کھانے کا دسترخوان بچھانے کے لئے کمرہ میں داخل ہوئی۔

سلسلہ ثانی کی سولہویں جلد ختم ہوئی